فتاویٰ سلطانیہ

از سعیٔ سلیمانیہ

مرتبہ

ابوالعطاء الحاج مولانا صوفی محمد صفدر علی سلیمانی
خطیب برمنگھم

ناشر
جماعت غوثیہ مجددیہ اشاعت الاسلام پاکستان / یوکے

Marfat.com

فتاویٰ سلطانیہ

از سعی سلیمانیہ

مرتبہ

ابوالعطار الحاج مولانا صوفی محمد صفدر علی سلیمانی
خطیب برمنگھم

DATA ENTERED

ناشر

جماعت غوثیہ مجددیہ اشاعت الاسلام پاکستان / یو کے

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : فتاویٰ سلطانیہ از سعی سلیمانیہ

مرتبہ : ابوالعطا مولانا الحاج محمد صفدر علی سلیمانی

تاریخ اشاعت : مارچ 2012ء بمطابق جمادی الثانی ۱۴۳۳ھ

کتاب ساز : سلطانیہ پبلی کیشنز المرکز روڈ جہلم

تعداد : ایک ہزار

ناشر : جماعت غوثیہ مجددیہ اشاعت الاسلام پاکستان / برطانیہ

قیمت : پانچ سو روپے

297-35
ص
ق
۱۴۴۷۲۵

ملنے کا پتہ

جناب زبیر مسعود

پاکستان

○ صوفی آصف محمود سلیمانی چک خاصہ ٹاہلیا نوالہ جہلم
○ سلیمانیہ الیکٹرونکس نیا بازار جہلم

برطانیہ

147-Parklane Aston Birmingham
B6 5DE UK
Tel: 0121-3590657

Marfat.com

اللہ

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحیم

فاعلم انه لا اله الا الله محمد رسول الله ﷺ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وقل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا

Marfat.com

صفحہ	فہرست مضامین	نمبر شمار
16	فتاویٰ سلطانیہ، اہم سوالات وجوابات کا شہکار	۱
21	اظہار تشکر واہمیت فتاویٰ سلطانیہ از سعی سلیمانیہ	۲
22	سبب تالیف وترتیب فتاویٰ	۳
	تقریظ وتاثرات	
23	صاحبزادہ حضرت خواجہ حفیظ الرحمٰن معصومی صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۴
24	حضرت علامہ ابوالحامد محمد ضیا اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ	۵
25	حضرت مفتی محمد اشرف القادری صاحب	۶
27	قبلہ حضرت علامہ مفتی محمد سلیمان رضوی وچشتی صاحب	۷
29	جانشین شیخ الجامعہ مفتی محمد ظہور اللہ ہاشمی صاحب	۸
30	حضور ﷺ کی نبوت کب سے ہے؟	۹
32	سوالات اور تحقیقی جوابات متعلق حدیث شفاعت	۱۰
35	آنحضور ﷺ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی اور کتنے حضرات نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی اور ان حضرات کے کیا کیا نام ہیں؟	۱۱
37	سوالات اور تحقیقی جوابات متعلق دُعا سیدنا حضرت آدم علیہ السلام	۱۲
39	فتویٰ۔ متعلق مسجد کی فروخت کے بارے میں جو پہلے اہل سنت وجماعت کے احباب کے قبضہ میں تھی پھر شیعہ حضرات کے ہاتھ فروخت کردی۔	۱۳
41	فتویٰ۔ مسجد کی خرید وفروخت حرام ہے۔	۱۴
42	فتویٰ۔ قبر پر مسجد بنانا کیسا ہے؟	۱۵
43	فتویٰ۔ زکوٰۃ کی رقم متولی، مدرسہ کے طلباء کی ضرورت کیلئے خرچ کرنا۔	۱۶
45	فتویٰ۔ مدارس میں زکوٰۃ، صدقہ اور چرم قربانی لگانا کیسا؟	۱۷

Marfat.com

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
47	کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین ان مسائل میں؟	۱۸
	ا۔ کیا مسجد کی رقم سے طہارت خانے تعمیر ہو سکتے ہیں؟	
	ب۔ کیا مسجد کی رقم سے پیر صاحب کا حجرہ جو مسجد سے متصل دربار شریف کے احاطہ میں ہے تعمیر کرایا جا سکتا ہے؟	
	ج۔ کیا بے نماز، بے عمل پیر صاحب کی بیعت (مرد، عورت، کنواری لڑکی) کا کرنا ضروری ہے؟	
	د۔ کیا کنواری اور شادی شدہ عورتیں پیر صاحب کے جسم کو دبا سکتی ہیں؟	
51	قبل موت کے وراثت کا کسی ادارے کے سپرد کرنا ورثا کی حق تلفی ہے یا نہیں؟	۱۹
52	میاں بیوی نے اپنا مکان چند مساجد اور مدارس کے نام وقف کر دیا ہے کیا وارث اِس وراثت کے حق دار بن سکتے ہیں؟	۲۰
54	تعین قبلہ کے اختلاف کے بارے میں	۲۱
56	جماعت کی نماز کیلئے امام اور مقتدیوں کے کھڑے ہونے اور صفوں کا درست کرنے کا کیا وقت ہے؟	۲۲
60	نماز عشاء میں آخری نفل پڑھنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟	۲۳
63	سنت غیر مؤکدہ پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟	۲۴
64	نماز جمعہ سے قبل چار سنتیں پڑھنے کا ثبوت۔	۲۵
67	قرأت خلف الامام کا حکم کیا ہے؟	۲۶
68	ا۔ علماء دیو بند کی اقتدا میں نماز	
	ب۔ علماء بریلی کی اقتدا میں دیو بندیوں کی نماز کا کیا حکم ہے؟	
	وہابیوں، دیو بندیوں، تبلیغیوں، نام نہاد اہل حدیثوں اور جماعت اسلامی	۲۷

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	کے علماء کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟	69
۲۸	ا۔ ٹی وی دیکھنے اور صوم وصلوٰۃ کی پابندی نہ کرنے والے امام کی اقتدا میں	
	نماز پڑھنے کا حکم؟	72
۲۹	ب۔ داڑھی کی توہین کرنے والے کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟	72
	ج۔ شراب کی بھٹی چلوانے والے کے متعلق شرعی حکم؟	72
۳۰	نماز نفل جماعت کے ساتھ پڑھنے کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی	
	رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ اور	74
	اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ	
	دونوں فتاویٰ میں فیصلہ	76
۳۱	داڑھی مشت سے کم رکھنے والے امام کی اقتدا میں نماز فرض، نماز تراویح	
	اور نماز وتر اور نماز جنازہ میں کیا حکم ہے؟	78
۳۲	داڑھی ایک مشت لمبی ہے۔ مشت سے کم رکھنا اور کاٹنا، مُڈانا حرام ہے۔	
	چاروں آئمہ کرام کا فتویٰ اور تیس مفتیان دین کے فتاوے	81
۳۳	مسئلہ امامت کے بیاں میں۔	83
۳۴	پابندی سے نماز نہ پڑھانے اور زیادہ چھٹیاں کرنے والے امام کو چھٹیاں	
	والے دِنوں کی تنخواہ دینا کیسا ہے؟	87
۳۵	عورتوں کا لاؤڈ سپیکر پر میلاد پڑھنا؟	88
۳۶	نماز میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال درست نہیں۔	90
۳۷	داڑھی مشت سے کم رکھنے، کترانے اور منڈانے والے امام کی امامت کا حکم	
	از فتاویٰ رضویہ۔	

Marfat.com

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
94	نماز کے دوران امام کا قرأت میں بھول جانا اور دوسری سورۃ کی طرف منتقل ہونا کیسا ہے؟	۳۸
97	نماز کے دوران کوٹ، واسکوٹ کے بٹن کھلے رکھنا یا ذِپ کھلی رکھنا کیسا ہے؟	۳۹
97	مرد کیلئے سرخ رنگ کے کپڑے پہننا، محرم کے دنوں میں کالے رنگ یا سبز رنگ کے کپڑے پہننا، عورتوں کے کپڑوں کے رنگوں کی مشابہت کیسی ہے؟	۴۰
99	نماز کے دوران قرأت کے بھول جانے میں	۴۱
100	کیا کوئی صاحبزادہ گدی نشین اپنے والد ماجد کے خلیفہ مجاز کو بغیر عذر شرعی طریقت سے خارج ٹھہرا کر مردود قرار دے سکتا ہے؟	۴۲
101	کیا رَبِّ اَنِّیْ مَغْلُوْب" فَانْتَصِر وظائف میں پڑھنا درست ہے یا رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْب" فَانْتَصِر پڑھنا درست ہے؟	۴۳
103	بَارَکَ وَسَلَّمَ اور بَارِکْ وَسَلِّم پڑھنے کی صورتیں۔	۴۴
104	فرضی نماز کے بعد ذکر جہر (کلمہ شریف) پڑھنے کا ثبوت۔	۴۵
106	فرض نماز کے بعد ذکر جہر کرنے کا جواز	۴۶
109	مسئلہ غسل اعتکاف میں؟	۴۷
111	استاد کا کرسی پر بیٹھ کر پڑھانا جبکہ طلباء نیچے فرش پر بیٹھے ہوں جن کے ہاتھوں میں سپارے، دینیات، عربی کتابیں ہوں کیسا ہے؟	۴۸
113	ا۔ فجر نماز کی سنتیں رہ جائیں، جماعت کھڑی ہو جائے تو کس طرح پڑھے۔	۴۹
113	ب۔ سورہ فاتحہ کا امام کے پیچھے پڑھنا کیسا ہے؟	
113	ج۔ گیارہویں شریف کی اصل کیا ہے؟	

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۵۰	گیارہویں کے چندہ کا کہاں کہاں استعمال ہو سکتا ہے۔	114
۵۱	بارہ سال بعد بڑھیا کا بیڑا پار ہونے کے واقعہ کی حقیقت کیا ہے؟	115
۵۲	مرد اور عورت کے کفن کی لمبائی و چوڑائی اور کپڑوں کی تعداد کا تفصیلی جواب۔	117
۵۳	قبر کے اندر سے پختہ کرنے کی جائز صورتیں۔	120
۵۴	مسئلہ ایصالِ ثواب	125
۵۵	چوتھا، چالیسواں وغیرہ جائز طریقہ سے کرنا تفصیلی سوال و جواب	127
۵۶	کیا روزہ، صدقہ اور غلام آزاد کرنے کا ثواب میت کو پہنچتا ہے؟	132
۵۷	حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی نیاز، کونڈے اس کی اصل اور صورت جواز۔	134
۵۸	جنازہ کے ساتھ ذکر بلند کرنا کیسا ہے؟	136
۵۹	مرنے کے بعد روحوں کا گھر آنا، زندوں سے ملاقات کرنا، قبر میں حساب و کتاب اور نمازِ تراویح کے بارے میں	140
۶۰	مقام غوث پاک، حضرات آئمہ کرام، تابعین، تبعہ تابعین کون ہیں؟	145
۶۱	کیا غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا مقام تابعین سے اونچا ہے اور حضرات صحابہ کرام کے بعد سب سے اونچا ہے؟	147
۶۲	جناب حضرت ابی طالب کے بارے میں حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ۔	150
۶۳	ا۔ ڈھول بجانا اور مزارات اولیاء اللہ کے قریب بجانا کیسا ہے؟	152
۶۴	ب۔ قبریں پکی بنانا جائز ہے یا کچی۔ کیا حدیث شریف میں پکی قبریں بنوانے سے منع کیا گیا ہے؟	152

Marfat.com

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
152	ج۔ کیا ولی اللہ کی قبر کے پاس ولی اللہ کو پکارنا جائز ہے؟	۶۵
152	د۔ کیا ڈھول اور دیگر میوزک بجا کر دھمال ڈالنا جائز ہے؟	۶۶
152	س۔ کیا مختلف میوزک بجا کر قوالی جائز ہے؟	۶۷
154	کیا شوقیہ فوٹو کھنچوانا گناہ ہے؟	۶۸
155	فوٹو بازی، ویڈیو فلم، ٹیلی ویژن کو حرام کہنے، نہ بنوانے اور نہ دیکھنے والے حضرات مشائخ اور علمائے کرام۔	۶۹
158	ٹائی۔ ہیٹ کا استعمال اور ان کا شرعی حکم؟	۷۰
161	انگوٹھی پہننے کے متعلق اہم مسائل؟	۷۱
162	سونے کے دانت لگوانا، حمل اسقاط کرانا، نام کی درست ترتیب۔	۷۲
163	صلی اللہ علیہ وسلم پورا لکھیں؟	۷۳
164	قوالی کا حکم کیا ہے؟	۷۴
167	مردار مویشی کی ہڈی کا نیلام اُس کی تفصیل اور فتویٰ۔	۷۵
168	شعبان کی پندرہویں رات شب برأت ہوتی ہے۔	۷۶
169	شعبان و شب برأت احادیث کی روشنی میں۔	۷۷
173	دمہ کے پمپ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔	۷۸
175	فتویٰ مصطفویہ متعلق رویت ہلال۔	۷۹
177	بغیر چاند کے ثبوت کے عید الفطر منانا سخت گناہ اور گمراہی ہے۔ چاند کے بارے میں فتویٰ	۸۰
182	کیا موجودہ یہود و نصاریٰ پر اہل کتاب کا لفظ صادق آتا ہے یا نہیں۔ ان سے نکاح اور ذبیحہ کیسا ہے؟ (دارالافتاء جامعہ انوار رضا راولپنڈی)	۸۱

Marfat.com

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
184	دارالافتاہ بریلی شریف	۸۲
188	غیر مسلم کے ذبیحہ کا حکم حلال ذبح شدہ جانور کی بائیس چیزیں ناجائز اور	۸۳
194	حرام ہیں نیز اوجھڑی کھانا مکروہ تحریمہ ہے۔	
195	غیر مسلم (یہود ونصاریٰ) سے تحفے اور ہدیے لینا کیسا ہے؟	۸۴
198	سود کی وجہ سے دس آدمیوں پر لعنت ہے۔	۸۵
199	سود کے متعلق اہم احکام کا بیان	۸۶
204	مسئلہ سود کی مزید وضاحت بینک سے سود لینے کا مسئلہ۔	۸۷
205	سود کا گناہ چھتیس بار کے زنا سے بھی زیادہ ہے۔	۸۸
207	قرض لینے کی برائیاں، سود کی خرابیاں۔	۸۹
209	قرآن وحدیث کی روشنی میں دارالحرب اور سود کا مسئلہ۔	۹۰
224	بیمہ کا نعم البدل اور اُس کا شرعی حل	۹۱
233	حروف ابجد کے تحت جو حساب کیا جاتا ہے۔ اُس کے متعلق فتویٰ۔	۹۲
234	غیر مسلم سے گنڈا لینا یا جھاڑ پھونک کرانا۔	۹۳
235	دور حاضر کی تعلیم لڑکیوں کیلئے کیسی ہے؟ (فتویٰ از بریلی شریف)	۹۴
238	ا۔ عورتوں کا بال کٹانا شرعاً کیسا ہے؟	۹۵
238	ب۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دور بلا واسطہ درود شریف سننا۔	
	ج۔ برطانیہ کی شرعی کونسلوں کے تنسیخ نکاح کے فتویٰ میں احتیاط کی ضرورت	
242	مع فتویٰ تنسیخ نکاح۔ (فتویٰ از دارالافتاء بریلی شریف)	
245	ہدایت نامہ: ارشادات حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی صاحب اور	۹۶
247	حضرت علامہ اختر رضا خان صاحب۔	

Marfat.com

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
250	کیا بیوی کی موجودگی میں کوئی شخص سالی کی نواسی سے نکاح کر سکتا ہے؟	۹۷
252	مسئلہ مفقود الخبر کی تحقیق شرعی۔	۹۸
255	تین سوالات (خاوند کا بیوی کے بارے میں مشکوک ہونا اُن کے جوابات،	۹۹
257	عورت کی دُبر میں وطی کرنے والا حرام فعل کا مرتکب ہے۔ غضب الٰہی کا موجب ہے۔ ملعون کفر کرنے والا ہوتا ہے۔	
260	انسانی اعضا کی پیوندکاری حرام ہے۔ (مصر کے مفتی اعظم کا فتویٰ)	۱۰۰
261	حج قران وتمتع دوسرے کی طرف سے جائز ہے۔	۱۰۱
263	فتویٰ متعلق: بندوق سے شکار کرنا۔	۱۰۲
264	سور نجس عین کیوں؟	۱۰۳
267	ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کے خلاف فتویٰ کا جواب۔	۱۰۴
268	امام کا نماز جنازہ پڑھانے کے خلاف فتویٰ۔	۱۰۵
270	خاتمۃ الکتاب مع دُعا	۱۰۶
271	تعارف جامعہ رضویہ انوار العلوم وجامعۃ الحمیرا للبنات ضیا العلوم مع تصاویر جامعہ معصوم آباد کلرہ شریف تحصیل دینہ ضلع جہلم	۱۰۷
275	تعارف جماعت غوثیہ مجددیہ اشاعت الاسلام	۱۰۸
278	اپیل	۱۰۹
279	جماعت غوثیہ مجددیہ اشاعت الاسلام کی مطبوعات	۱۱۰

Marfat.com

ضروری نوٹ

عورتوں کے پردہ کا شرعی حکم اور تفصیل۔ مزید عورتوں کے متعلق خصوصی مسائل (کتاب اقوال معتبرہ دراصلاح معاشرہ حصہ اوّل المعروف تحفۂ نسواں در نصائح دختراں) میں ملاحظہ فرمائیں۔

﴿ تالیف وترتیب از: فقیر الحاج مولانا صوفی محمد صفدر علی سلیمانی ﴾

نوٹ: مندرجہ ذیل مسائل مع فتوے کتاب صداقت اہل سنت وجماعت مع عقائد واہم مسائل میں مندرجہ ذیل صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

باب نمبر ۵

۱	اذان کے پہلے اور بعد درود وسلام پڑھنا۔	صفحہ نمبر ۱۲۸
۲	مسجد میں کس جگہ اذان دینا سنت ہے۔	صفحہ نمبر ۱۳۰
۳	مزاراتِ اولیاء کرام وانبیاء علیہم السلام علما وصلحا پر گنبد بنوانا بتفصیل۔	صفحہ نمبر ۱۳۱۔۱۳۶
۴	گیارہویں شریف کیا ہے بتفصیل۔	صفحہ نمبر ۱۴۰
۵	فاتحہ خوانی حدیث کی روشنی میں۔	صفحہ نمبر ۱۴۴
۶	بیس رکعات نمازِ تراویح کا ثبوت۔	صفحہ نمبر ۱۴۸
۷	فتویٰ اپنے مردوں پر رحم کرو۔ مردوں کے حقوق میں مزید احادیث،	صفحہ نمبر ۱۵۰۔۱۵۲
۸	فتویٰ غیر مسلم کے ذبیحہ کا حکم۔	صفحہ نمبر ۱۵۴
۹	فیصلہ کن فتویٰ، برطانیہ اور اس جیسے دوسرے ممالک موجودہ حالت میں دار الحرب نہیں ہیں۔ یہاں شراب اور سود کے کاروبار اور انشورنس کی شرعی حیثیت۔	صفحہ نمبر ۱۶۳

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتاوی سلطانیہ از سعی سلیمانیہ اہم فتاووں اور سوالات کے جوابات کا شاہکار

مندرجہ ذیل پچاسی (۸۵) حضرات مفتی صاحبان وعلمائے کرام کے ایک سو ایک (۱۰۱) فتووں اور اہم سوالات کے جوابات کا مجموعہ جو ''فتاویٰ سلطانیہ از سعی سلیمانیہ'' کی صورت میں پیش کیا جارہا ہے۔ جو کہ پانچ اہم تقاریز کے ساتھ مزین ہے۔

۱۔ حضرت علامہ قاضی اطیعوالحق عثمانی قادری رضوی صاحب (انڈیا)

۲۔ قبلہ مفتی محمد ظہور اللہ ہاشمی صاحب بھوئی شریف ضلع اٹک (پاکستان)

۳۔ قبلہ مفتی محمد فاروق قادری رضوی صاحب بریلی شریف (انڈیا)

۴۔ قبلہ مفتی عبیدالرحمٰن قادری رضوی صاحب بریلی شریف (انڈیا)

۵۔ حضرت علامہ سید ظفر اللہ شاہ صاحب (جامعہ حضرت سلطان باہو ٹرسٹ) (برطانیہ)

۶۔ قبلہ مفتی حبیب صاحب قادری رضوی بریلی شریف (انڈیا)

۷۔ حضرت علامہ محمد مجاہد الدین صاحب (جامعہ دارالسلام لیسٹر) (برطانیہ)

۸۔ قبلہ مفتی سید کفیل احمد قادری رضوی بریلی شریف (انڈیا)

۹۔ قبلہ مفتی عبدالرسول منصور سیالوی صاحب (برطانیہ)

۱۰۔ حضرت علامہ مفسر قرآن، شیخ الحدیث محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ (پاکستان)

۱۱۔ قبلہ مفتی عبداللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ (جامعہ نظامیہ لاہور) (پاکستان)

۱۲۔ قبلہ مفتی محمد صادق چشتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جہلم (پاکستان)

۱۳۔ قبلہ مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی صاحب گوجرانوالہ (پاکستان)

۱۴۔ قبلہ مفتی محمد محبوب رضا قادری صاحب بریلی شریف (انڈیا)

۱۵۔ قبلہ مفتی عبداللطیف قادری صاحب (ماہنامہ انوار صوفیہ لاہور) (پاکستان)

۱۶۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ بریلی شریف (انڈیا)

Marfat.com

۱۷۔ صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ (انڈیا)

۱۸۔ صدر الشریعت حضرت مولانا امجد علی رحمۃ اللہ علیہ صاحب بہار شریعت (انڈیا)

۱۹۔ حضرت علامہ سید ابوالبرکات سید احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ حزب الاحناف لاہور (پاکستان)

۲۰۔ حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ گجرات (پاکستان)

۲۱۔ حضرت علامہ محمد شریف محدث کوٹلوی سیالکوٹ (پاکستان)

۲۲۔ غزالی دوراں حضرت علامہ احمد سعید کاظمی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ملتان (پاکستان)

۲۳۔ فقیہ اعظم پاکستان حضرت مولانا نور اللہ بصیر پوری (پاکستان)

۲۴۔ قبلہ مفتی محمد اعظم صاحب بریلی شریف (انڈیا)

۲۵۔ قبلہ محدث و مفتی شریف الحق صاحب (انڈیا)

۲۶۔ امیر دعوت اسلامی حضرت مولانا محمد الیاس قادری صاحب (پاکستان)

۲۷۔ قبلہ مفتی محمد امین صاحب مہتمم جامعہ امینیہ رضویہ فیصل آباد (پاکستان)

۲۸۔ قبلہ مفتی مظہر اللہ صاحب دہلوی (انڈیا)

۲۹۔ قبلہ مفتی مولانا اصغر روحی رحمۃ اللہ علیہ لاہور (پاکستان)

۳۰۔ حضرت شاہ محمد رکن دین رحمۃ اللہ علیہ (رسالہ رکن دین) (پاکستان)

۳۱۔ شیخ الحدیث مفتی غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ فیصل آباد (پاکستان)

۳۲۔ قبلہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ بریلی شریف (انڈیا)

۳۳۔ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالفضل محمد سردار رحمۃ اللہ علیہ فیصل آباد (پاکستان)

۳۴۔ (ناشر فتویٰ) الحاج الحافظ خادم حسین مدظلہ مدرسہ کریمیہ (پاکستان)

۳۵۔ حضرت علامہ جلال الدین احمد الامجدی صاحب (انڈیا)

۳۶۔ قبلہ محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ (کچھوچھہ انڈیا)

۳۷۔ حضرت مولانا صاحبزادہ محمد مقبول احمد صاحب فیصل آباد (پاکستان)

Marfat.com

۳۸۔ قبلہ مفتی حاکم علی صاحب مدرسہ جامعہ سراج العلوم گوجرانوالہ (پاکستان)

۳۹۔ حضرت علامہ محمد عارف صاحب خطیب جامع مسجد افغاناں
برلب دریا جہلم (پاکستان)

۴۰۔ حضرت علامہ ابو مقبول غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ
المعروف سمندری والے چوک شیرانوالہ فیصل آباد (پاکستان)

۴۱۔ حضرت مفتی مولانا محمد ایوب ہزاروی صاحب حال خطیب برمنگھم (برطانیہ)

۴۲۔ حضرت مولانا محمد عبد الجلیل صاحب خطیب شاہ جلال مسجد کارڈف (برطانیہ)

۴۳۔ حضرت مولانا محمد فاروق چشتی خطیب جامع غوثیہ البرٹ روڈ آسٹن (برطانیہ)

۴۴۔ حضرت مولانا عبد الرزاق چشتی خطیب جامع مسجد اسلامک سنٹر نیچلز پارک روڈ برمنگھم

۴۵۔ حضرت علامہ مناظر اسلام ابوالحامد مولانا محمد ضیاء اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ
خطیب جامع علامہ عبد الحکیم سیالکوٹ (پاکستان)

۴۶۔ حضرت مولانا محمد مصباح الملک اللقمانوی خطیب اسلامک ویلفیئر سنٹر لوزلز برمنگھم

۴۷۔ حضرت مولانا محمد عنایت اللہ چشتی برکاتی خطیب منڈی بہاؤالدین (پاکستان)

۴۸۔ حضرت علامہ عبد اللطیف قادری رحمۃ اللہ علیہ خطیب
مرکزی دار العلوم اہل سنت و جماعت مشین محلہ نمبر ا جہلم (پاکستان)

۴۹۔ قطب دوراں خواجہ خواجگان حضرت علامہ پیر قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ
سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف ضلع سرگودھا (پاکستان)

۵۰۔ حضرت علامہ ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب ماخوذ ماہنامہ ضیائے حرم (پاکستان)

۵۱۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ بریلی شریف (انڈیا)

۵۲۔ عالمی مبلغ اسلام حضرت علامہ شاہ عبد الحلیم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ
والد ماجد قبلہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کراچی (پاکستان)

Marfat.com

۵۳۔ مناظر اسلام حضرت علامہ عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ خطیب اعظم پاکستان

۵۴۔ خواجہ خواجگان قطب دوراں امیر ملت حضرت پیر الحافظ جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ آستانہ عالیہ علی پور شریف ضلع سیالکوٹ (پاکستان)

۵۵۔ حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ قصوی رحمۃ اللہ علیہ (پاکستان)

۵۶۔ شیخ القرآن وحدیث حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ بہاولپور (پاکستان)

۵۷۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ فیصل آباد (پاکستان)

۵۸۔ حضرت مولانا قبلہ مفتی محمد امین صاحب فیصل آباد (پاکستان)

۵۹۔ شیخ الحدیث قبلہ غلام رسول سعیدی صاحب کراچی (پاکستان)

۶۰۔ حضرت علامہ اختر رضا خان صاحب بریلی شریف (انڈیا)

۶۱۔ حضرت مولانا قبلہ محمد عبدالحکیم شرف رحمۃ اللہ علیہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور (پاکستان)

۶۲۔ قبلہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور (پاکستان)

۶۳۔ حضرت مولانا مفتی محمد سلیمان رضوی صاحب جامعہ انوار رضا منکتال راولپنڈی (پاکستان)

۶۴۔ قبلہ حضرت علامہ عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ (پاکستان)

۶۵۔ حضرت مولانا مفتی اقتدار احمد رحمۃ اللہ علیہ گجرات (پاکستان)

۶۶۔ جماعت اسلامی کے بانی سید احمد مودودی صاحب لاہور (پاکستان)

۶۷۔ دیوبندی مکتبہ فکر کے مفتی اعظم محمد شفیع صاحب کراچی (پاکستان)

۶۸۔ مولوی ابوالکلام آزاد (پاکستان)

۶۹۔ مفتی سلیمان ندوی (پاکستان)

۷۰۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی (پاکستان)

۷۱۔ مولوی اسماعیل دہلوی (انڈیا)

Marfat.com

۷۲۔ سعودیہ عربیہ کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز (سعودیہ عربیہ)

۷۳۔ حضرت مولانا عبدالرشید برکاتی رضوی النوری پیلی بھیتی (انڈیا)

۷۴۔ قبلہ مفتی محمد احمد خان جہانگیر المنان دارالافتاہ منظر اسلام بریلی شریف (انڈیا)

۷۵۔ حضرت مولانا غلام حسین عاصم ماتریدی صاحب برائر فیلڈ (برطانیہ)

۷۶۔ جسٹس قبلہ حضرت پیر محمد کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ جامعہ بھیرہ شریف سرگودھا (پاکستان)

۷۷۔ شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کچھوچھہ شریف (انڈیا)

۷۸۔ شیخ الحدیث قبلہ سید محمد زبیر شاہ صاحب چکوال (پاکستان)

۷۹۔ حضرت مولانا مفتی محمد رضاءُ المصطفیٰ ظریف القادری گوجرانوالہ (پاکستان)

۸۰۔ مفتی اعظم مصر ڈاکٹر احمد محمد صاحب (مصر)

۸۱۔ مفتی عبدالرحمٰن اشرفی صاحب دارالافتاہ جامعہ اشرفیہ لاہور (پاکستان)

۸۲۔ حضرت مولانا صوفی محمد اسلم نقشبندی صاحب صدر مدرس وناظم
جامعہ عربیہ اسلامیہ محلہ چشتیہ محمدی چوک جہلم (پاکستان)

۸۳۔ حضرت مولانا طالب حسین نقشبندی خطیب جامع
شیخ قائم دین مشین محلہ نمبر ۳ جہلم (پاکستان)

۸۴۔ حضرت مولانا محمد دلشاد حسین قادری صاحب خطیب (پاکستان)
جامع مسجد عیدگاہ نیا محلّہ جہلم

۸۵۔ خادم العلماء والفقراء مولانا صوفی محمد صفدر علی سلیمانی مؤلفہ ومرتبہ فتاویٰ ہذا
بانی جامعہ رضویہ انوار العلوم وجامعۃ الحمیرا للبنات (حال مقیم برطانیہ)
معصوم آباد کلرہ شریف تحصیل دینہ ضلع جہلم پاکستان

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اظہار تشکر

حضرات اساتذہ کرام کی نسبت پیش کررہا ہوں جن کی نظر شفقت کا صدقہ فقیر ناچیز نہایت قیمتی علمی گوہر سمندرِ علم سے حاصل کرنے اور تحریری صورت میں قارئین کیلئے پیش کرنے کے قابل ہوا۔

۱۔ خواجہ خواجگاں قطب دوراں حضرت مولانا محمد اکرم صاحب نقشبندی مجددی رحمت اللہ علیہ

۲۔ خواجہ خواجگاں فخر درویشاں حضرت مولانا قاضی محمد فاضل صاحب نقشبندی ومجددی، قادری وخضری

۳۔ فاضل اجل حضرت قبلہ مفتی محمد ایوب ہزاروی صاحب نقشبندی ومجددی

۴۔ فاضل محقق حضرت مولانا غلام حسین عاصم ماتریدی نقشبندی ومجددی

۵۔ صوفی باصفا حضرت مولانا محمد اسلم صاحب ایم۔اے نقشبندی ومجددی

۶۔ فخرِ قرأ وحفاظ حضرت مولانا حافظ خادم حسین صاحب نقشبندی ومجددی

۷۔ زینتِ قرأ حضرت مولانا قاری نور محمد صاحب نقشبندی ومجددی وقادری وخضری

۸۔ شمس القرأ درویش سیرت حضرت مولانا سید منظور احمد شاہ صاحب نقشبندی ومجددی رحمت اللہ علیہ

اِن مقدس ہستیوں کی زیارت۔ اِن کی خدمت میں بیٹھنا۔ علمی پیاس بجھانے کی سعی کرنا۔ جو بھی اِن حضرات سے استفادہ ہوا ہمیشہ کیلئے ممنون ومشکور ہوں۔

فقیر محمد صفدر علی سلیمانی

Marfat.com

سبب تالیف وترتیب ''فتاویٰ سُلطانیہ از سعی سُلیمانیہ''

الحمدللہ بفضل تعالیٰ جل جلالہ صدقہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنگاہِ شفقت پیرومرشد اوراساتذہ کرام تقریباً عرصہ چالیس (۴۰) سال سے خدمت دین کے سلسلہ تدریس۔ امامت وخطابت کے فرائض حسب توفیق ادا کر رہا ہوں۔ اِس طویل مدت میں اپنی اورعوام کی اصلاح کی خاطر اساتذہ کرام۔ اکابر علمائے کرام۔ مفتیان عظام اور کتب ورسائل سے اہم مسائل وفتوے حاصل کرتا رہا نیز بعض اوقات احباب کے سوالات کے جوابات دیتا رہا۔ ان کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر جمع کر کے ترتیب دیتے ہوئے کتاب کی شکل میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ تاکہ ہر قاری کیلئے یہ نسخہ باعث پختگی عقائد وعمل بنے۔

بندہ ناچیز ہر اپنے محسن کا نہایت ممنون ہے جنہوں نے ہر مشکل وقت میری امداد فرمائی۔ جو زیادہ تر خطوط کے جوابات میں ہے۔ مزید جن کتب ورسائل سے اِسی سلسلہ میں استفادہ حاصل کیا ان رسائل کے ناظمین کا بھی شکر گزار ہوں اور دِلی دُعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں مزید حق تحریر اور مسائل حقہ کو اشاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے امین۔ مختصراً حضرات علماء ومفتیان دین کے بحورعلم سے قطرہ قطرہ جمع کر کے ایک جام اپنے بھائیوں اور بہنوں کی نظر کر رہا ہوں۔ پس ہر قاری یہ نسخہ پڑھتے ہوئے بندہ ناچیز محمد صفدر علی سلیمانی اور ناچیز کے والدین واساتذہ اور مشائخ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھے۔ امین ثم امین۔

فقط طالب دُعا

محمد صفدر علی سلیمانی

۱۴۴۷۲۵

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ وتاثرات

صاحبزادہ حضرت خواجہ حفیظ الرحمٰن معصومی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سجادہ نشین دربار عالیہ موہری شریف

تحصیل کھاریاں ضلع گجرات (پاکستان) ۹۹-۸-۸

دربار عالیہ موہری شریف کے خلیفہ مجاز اور ممتاز دینی، مذہبی عالم۔ مخلص ومحب فی اللہ طالب صادق حضرت مولانا الحاج صوفی محمد صفدر علی سلیمانی صاحب سَلَّمہٗ اللہ تعالیٰ نے کفرستان (دیارِ غیر) یعنی برطانیہ میں شمع اسلام کو فروزاں رکھا ہوا ہے۔ اِس سلسلہ میں ان کی بیشمار خدمات ہیں جو کہ تقاریر، مواعظ حسنہ، تحریرات، معمولات پر مشتمل دعوت تبلیغ دے رہے ہیں۔ اپنے خرچ پر دینی کتب کی اشاعت وتقسیم، پروگراموں کا انعقاد، مشائخ عظام، علمائے کرام کی خدمت میں سبقت انہی کا حصہ ہے۔ ان کا وجود بے لوث اور انتھک کوششوں کا پیکر ہے۔ فقیر نے ہر وقت ان کو صدق واخلاص کا مجسمہ ہی پایا ہے۔ انشاء اللہ العزیز ان کی مخلصانہ دینی جدوجہد سے ایک پاکیزہ معاشرہ اور ماحول پیدا ہوجائے گا۔ جو کہ دین حق کی بہت بڑی خدمت ہے۔ دِلی دُعا ہے کہ مولائے کریم ان کو مزید اس مشن پر استقامت عطا فرمائے اور اپنی خصوصی نوازشات سے مزید مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین

فقط دُعا گو

فقیر خواجہ محمد حفیظ الرحمٰن معصومی غفرلہٗ

سجادہ نشین دربار عالیہ موہری شریف

کھاریاں ضلع گجرات پاکستان

8/8/1999

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ وتاثرات

مناظر اسلام، خطیب اہل سنت و جماعت

حضرت علامہ ابوالحامد محمد ضیاء اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

سیالکوٹ

نحمده' ونصلي ونسلم علىٰ رسوله الكريم. اما بعد فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم۔

مخلص فی اللہ مجاہد اہل سنت، مبلغ اسلام حضرت مولانا الحاج صوفی محمد صفدر علی سلیمانی صاحب نقشبندی مجددی مدفیوض کی تبلیغ دعوت اسلام کا انداز بہت پیارا انداز ہے۔ جس احسن طریقہ اور انداز سے یورپ میں یہ تبلیغ فرما رہے ہیں۔ ایک مجاہدہ ہے صوفی صاحب کا یہ ولولہ قابل صد ستائش اور قابل تقلید ہے۔ صوفی صاحب کا یہ ولولہ اور جذبہ ابتدائی دور سے ہے۔ ہر مبلغ کو چاہیے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں ان ہی اشاعت کو زیادہ سے زیادہ اشاعت فرمائیں تا کہ وسیع اشاعت ہو سکے۔

دُعا ہے مولیٰ کریم بجاہِ النبی العظیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم مولانا صوفی صفدر علی سلیمانی صاحب کی سعی جمیلہ کو قبول فرماتے ہوئے دین و دنیا کی بہتری کا سبب بنائے۔

آمین ثم آمین

فقیر ابوالحامد محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ

سیالکوٹ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ وتاثرات

مُحَمِّداً وَّمُصَلِّیاً

مورخہ ۱۰ اکتوبر کو محبی ومخلصی فی اللہ تعالیٰ عزیز محترم حضرت مولانا صوفی محمد صفدر علی صاحب سلیمانی زید مجدہٗ کی دعوت پہ بندہ جامع مسجد مرکز اہلسنت رضویہ میں خطابِ جمعۃ المبارکہ کی غرض سے بر منگھم حاضر ہوا۔ جمعۃ المبارکہ سے فارغ ہوکر سلیمانی صاحب کے مکان پہ تناول ماحضر کے بعد آپ کا دفتر ودارالمطالعہ دیکھنے کا موقع ملا۔ جناب سلیمانی صاحب تبلیغ واصلاحِ عوام المسلمین کی غرض سے وقتاً فوقتاً حسب ضرورت ومناسبتِ وقت مختلف عنوانات پہ پوسٹر اور پمفلٹ چھپوا کر مفت لوجہ اللہ تعالیٰ تقسیم کرتے رہتے ہیں، بحمدہ تعالیٰ وتقدس ان تمام مضامین کے ریکارڈ کی تین عدد ضخیم فائلیں بھی اِسی موقع پہ دیکھنے کا موقعہ میسر آیا۔ سرسری طور پہ یہ فائلیں دیکھنے کے بعد بندہ اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ عزیزم سلیمانی صاحب ماشاء اللہ تعالیٰ اُمت مرحومہ کی اصلاح وتبلیغ کے عظیم جذبے سے سرشار ہی نہیں اس کا وسیع تجربہ بھی رکھتے ہیں۔ **اللھم زد فزد۔**

یہ فقیر قادری سفارش کرتا ہے کہ اس خالص دینی واصلاحی وتبلیغی مضامین کے ذخیرے کو بعد از نظر ثانی فوراً خوبصورت کتابی شکل میں شائع کر کے اس کا فیض عام ومدام کر دیا جائے۔ تاکہ رہتی دنیا تک لوگ اس سے مستفید واصلاح پذیر ہوتے رہیں اور صدقہ جاریہ کی صورت میں ان کے جامع ومؤلف ومرتب کو بھی ہمیشہ ہمیشہ اس کے برکات حاصل ہوتے رہیں۔

اور دُعا گو ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے میں مولینا کی نیک مساعی میں مزید برکات پیدا فرمائے، اور انہیں اور ہم سب کو بھی سعادتِ دارین عطا فرمائے، اور ہم سب کے دینی اور نیک کاموں کے راستے میں حائل ہر قسم کی روکاوٹوں کو دور

Marfat.com

فرمائے، امین یارب العلمین! بحرمۃ طٰہٰ ویٰسین۔

صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین

فقط

کتبہ محمد اشرف القادری عفاعنہ بہ الخفی القوی
خانقاہ قادریہ عالمیہ نیک آباد، گجرات
نزیل جامعۃ البتول، لیڈز، برطانیہ
گیارہ اکتوبر یوم السبت بمقام مدینۃ الاسلام
پیٹربرو۔ یوکے ۱۹۹۷ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ وتاثرات

قبلہ حضرت علامہ مفتی محمد سلیمان رضوی وچشتی صاحب

بانی وصدر مدرس جامعہ انوار رضا

منگال روڈ راولپنڈی پاکستان

الحمد لِلّٰہ وکفیٰ وسلام علی عبادہٖ الذین اصطفیٰ وعلی آلہٖ واصحابہ والذین اتبواہ صلی اللہ علیہ وسلم الی یوم الجزاء۔

امابعد۔ الاقوال مُعْتَبَرَہ فی اصلاح احوال المعاشرہ کا مسودہ جی ضمن باصفا مجاند الاولیاء من السلاسل المختلفہ الحاج صوفی محمد صفدر علی سلیمانی صاحب مدظلھم علی العوام والخواص من المنتسبیں الی العلوم المدین۔

نے ترتیب دیا ہے۔ جس میں سنن رسول الانام صلی اللہ علیہ وسلم کو نمایاں، واضح، سادہ انداز والفاظ میں لکھ کر بیان کیا گیا ہے۔ جس کی اس دور میں سخت ضرورت تھی۔ اسلئے اُمت مسلمہ رواج وروایات میں کھوگئی ہے اور سنن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر انداز ازراہ تجاھل وتغافل کیا جانے لگا ہے۔ الحمدللہ صوفی صاحب قبلہ نے امت مسلمہ کی اس ضرورت کو پورا کیا مزید برآں یہ کہ سنن کے علاوہ ازقسم فرائض وواجبات، اور امر ونواھی، جو نسیا منسیا ہونے لگے تھے انہیں بھی واضح کیا پھر اس میں معمولات سلاسل، قدرے طریقت کی آمیزش جو کہ قدیمی نظام خانقاہی کا خاصہ رہی ہے کو بھی شامل کیا گویا یوں یہ مجموعہ شریعت وطریقت کا حسین امتزاج اور عملی زندگی کی امتیازی رہنمائی دینے کے قابل جس پر عمل نجات اخروی قرب خداوندی، اقرب الی الرسول، کا باعث بنے گا۔

اللہ سے درخواست ہے کہ اللہ آپکی یہ کاوش قبول فرمائے۔ اور اہل اسلام اس سے

Marfat.com

استفادہ کر کے نجات وبلائی درجات حاصل کریں۔ در بارگاہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم میں محنت قبول ہو۔ آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین۔

دُعا گو ودُعا جو

محمد سلیمان نذیل

آستانہ عالیہ کلرہ شریف

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ وتاثرات

بعد از حمد و صلوٰۃ طالب رحمت لَمْ یُزَلْ بندہ ناچیز مفتی محمد ظہور اللہ ہاشمی کتاب المعروف یہ ہدایت نامہ کا مسودہ دیکھا۔ مؤلف کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ انہوں نے ہدایت کے اصولوں کے لکھنے میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلک حقہ کی اشاعت میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ تبلیغ میں مبلغ کی ذاتی زندگی بہت ہی اہم ہوتی ہے۔ مؤلف کو دیکھنے سے الحمد للہ یادگار اسلاف تازہ ہوئی۔ اِس دیار غیر میں جہاں لوگ ذاتی معاملات کے بھنور میں اُلجھ کر رہ گئے ہیں۔ وہاں پر کوئی ایسا بھی ہے۔ جو دنیا داروں میں رہ کر دنیا سے بے نیاز ہو۔ کوئی ایسا بھی ہے جو اِس دیار غیر میں اپنی زندگی کو احیائے سنت کیلئے وقف کر دے۔

جب مؤلف و مصنف کتاب ہذا الحاج حضرت مولانا صوفی ابو العطاء محمد صفدر علی سلیمانی صاحب کی زندگی کو دیکھتے ہیں تو سکون ملتا ہے۔

رب العزت ایسے سائے کو ہمیشہ قائم رکھے اور مزید توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بقلم خود

جانشین شیخ الجامعہ

مفتی محمد ظہور اللہ ہاشمی

سجادہ نشین بھوئی شریف

ضلع اٹک پاکستان

۲۷-۳-۹۷

Marfat.com

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کب سے ہے؟

صوفی ظفر اقبال علوی جامع نقشبندیہ بوسلے گرین یوکے

جواب: حَدَّثَنَا اَبُوْهُمَامِ الْوَلِيْدُ اِبْنِ شُجَاعِ بْنِ الْوَلِيْدِ اَبْقَدَادِی نَاالْوَلِيْدُبْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِ عَنْ يَحْىٰ بْنِ اَبِیْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِیْ سَلْمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتٰى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ قَالَ وَاٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ. هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ اَبِیْ هُرَيْرَةَ لَانَصْرِفُهٗ اِلَّامِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

بیان کیا ہم سے ابوہمام الولید ابن شجاع بن ولید بغدادی (ہم سے) الولید بن مسلم نے اوزاعی سے (انہوں نے) یحیٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابی سلمہ سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیلئے نبوت کب واجب ہوئی؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا اُس وقت جب کہ حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں۔

یہ حدیث حسن صحیح (ہے) حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے ہم اِسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ (بحوالہ جامع ترمذی جلد دوم مترجم مولانا علامہ محمد صدیق ہزاروی) ابواب المناقب ص ۶۶۷

اِس کے علاوہ تفسیر دُرمنثور ص۱۸۴ج۵) دلائل النبوت بیہقی ص۲۷ج۱) الوفایا حوال المصطفیٰ لابن جوزی ص۳۳ج۱) انوار المحمدیہ ص۷ للنبہانی) عرائس البیان ص۲۳۸ج۱) مدارج النبوت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فارسی جلد۲ص۳ اردو ص) جواہر البحار ص۴۹۱) مشکوٰۃ شریف جلد سوم مترجم اردو ص۱۲۳) میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔
(از فاضل شہیر مولانا عبدالحکیم خان اختر شاہجانپوری)

دیوبندی حضرات کے مستند مولوی اشرف علی صاحب تھانوی یہ حدیث شریف درج کرکے لکھتے ہیں کہ ایسے ہی الفاظ حضرت میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں بھی آئے ہیں۔

Marfat.com

امام احمد نے اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابونعیم نے حلیہ میں اس حدیث کو روایت کیا ہے اور امام حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے۔ (بحوالہ نشر الطیب ص۶ از مولوی اشرف علی تھانوی) مطبوعہ دیوبند)

مندرجہ ذیل الفاظ سے بھی مندرجہ ذیل کتب میں یہ حدیث موجود ہے۔

اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰہِ مَکْتُوْبٌ خَاتَم والنَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ آدَمَ الْمُنْجَدِلُ فِیْ طِیْنِہٖ.

بیشک میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا اور آدم علیہ السلام ہنوز اپنے خمیر ہی میں پڑے تھے یعنی انکا پتلا تیار نہ ہوا تھا۔

مشکوۃ شریف ص۵۱۳ عربی) دلائل النبوت بیہقی ص۶۹۔۷۱) کتاب الوفا ص۳۶ شرح سنہ) نشر الطیب ص۶) مستدرک ص۶۱۸ ج۲) مقاصدِ حسنہ ص۳۲۷) اشعۃ المعات ص۴۹۹ ج۴) تفسیر محمدی ص۱۰۶ جلد۱) مدارج النبوت جلد اوّل ص۱) (بحوالہ الانوار المحمدیہ السیرۃ المصطفویہ از حضرت مناظر اسلام مولانا ابوالحامد محمد ضیاء اللہ قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ)

(جواب منجانب: فقیر ناچیز ابوالعطاءً محمد صفدر سلیمانی)

Marfat.com

سوال: حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر پر نوری قلم سے جو پیغام وخوش خبری مومنین امت کے لئے ہے وہ حدیث کون سی ہے۔؟

جواب: وہ حدیث شریف یہ ہے"شَفَاعَتِیۡ لِاَھۡلِ الۡکَبَائِرِ مِنۡ اُمتی۔"

یعنی میری شفاعت میری امت میں ان کے لئے ہے جو کبیرہ گناہ والے ہیں۔

نوٹ: یہ حدیث شریف ان احادیث کریمہ میں سے ہے۔ جو گنبد خضریٰ کے چاروں طرف لوہے کی جالیوں میں ڈھلی ہوئی ہیں۔ (حرمین شریف اور نجدی ص ۳۳، ۳۴)

چند احادیث شفاعت

حضرت امام احمد بسند صحیح اپنی"مسند" میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ اور ابن ماجہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:۔ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

خیرت بین الشفاعة وبین ان یدخل شطر امتی الجنة فاخترت الشفاعة لانها اَعَمٌّ وَاَکفٰی اترونها للمؤمنین المتقین لا ولکنها للمذنبین الخطائین۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو شفاعت لو یا یہ کہ تمہاری آدھی امت جنت میں جائے۔

میں نے شفاعت لی کہ وہ زیادہ عام۔ اور زیادہ کام آنے والی ہے۔ کیا تم یہ سمجھ لئے ہو کہ میری شفاعت پاکیزہ مسلمانوں کیلئے ہے۔ نہیں۔ بلکہ وہ ان گناہ گاروں کے واسطے ہے۔ جو گناہوں میں آلودہ اور سخت کار ہیں۔

اللّٰھم صل وسلم وبارک علیه والحمد للّٰہ رب العلمین۔

ابن عدی حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی:۔ حضور شفیع المذنبین

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

شفاعتی للھالکین من امتی۔

میری شفاعت میرے ان امتیوں کیلئے ہے جنہیں گناہوں نے ہلاک کر ڈالا۔

حق ہے۔اے شفیع میرے۔میں قربان تیرے

صلی اللہ علیک

ابوداؤد وترمذی وابن حیان وحاکم وبیہقی بافادہ تصحیح حضرت انس بن مالک۔اور ترمذی وابن ماجہ وابن حیان وحاکم حضرت جابر بن عبداللہ۔اور طبرانی معجم کبیر میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس اور خطیب بغدادی حضرت عبداللہ ابن عمر فاروق وحضرت کعب بن عجزا رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

شفاعتی لاھل الکبائر من اُمّتیْ. والحمد للّٰہ رب العٰلمین۔

میری شفاعت میری امت میں ان کیلئے ہے جو کبیرہ گناہ والے ہیں۔

صلی اللّٰہ تعالیٰ علیک وسلم والحمد للّٰہ رب العلمین۔

ابوبکر احمد بن علی بغدادی۔حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔

حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

شفاعتی لاھل الذنوب من امتی۔

میری شفاعت میرے گناہ گار امتیوں کیلئے ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔

وَان زنٰی وان سرق

اگرچہ زانی ہو۔اگرچہ چور ہو۔

فرمایا۔

وان زنٰی وان سرق علٰی رغم انف ابی الدرداء

Marfat.com

اگرچہ زانی ہو۔ اگرچہ چور ہو۔

برخلاف خواہش ابودرداء کے۔

طبرانی وبیہقی حضرت بریدہ اور طبرانی معجم اوسط میں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

انی لاشفع یوم القیامة لاکثر مما علیٰ وجه الارض من شجرو حجر ومدرٍ۔

یعنی روئے زمین پر جتنے پیڑ پتھر، ڈھیلے ہیں۔ میں قیامت میں ان سب سے زیادہ آدمیوں کی شفاعت کروں گا۔

(ماخوذاز اسماع الاربعین فی شفاعت سید المحبوبین صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ص۸تا۱۰)

از:

ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

ماہ اپریل ۱۹۹۷ء

Marfat.com

سوال: آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی اور کتنے حضرات نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی اور ان حضرات کے کیا کیا نام ہیں۔

امام مسجد تکیہ وتالاب والی

بابانگر سیکٹر ۱۹ فرید آباد (ہریانہ)

(۳) جنازہ اقدس پر نماز کے باب میں علماء مختلف ہیں۔ ایک گروہ کے نزدیک یہ نماز معروف نہ ہوئی بلکہ لوگ گروہ درگروہ حاضر آئے اور صلاۃ وسلام عرض کرتے بعض احادیث بھی اس کی مؤید ہیں۔ اور بہت علماء یہی نماز معروف مانتے ہیں۔ امام قاضی عیاض نے اس کی تصحیح فرمائی کمافی شرح المؤطا للزرقانی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تسکین فتن وانتظام امت میں مشغول جب تک ان کے دست حق پرست پر بیعت نہ ہوئی تھی لوگ فوج درفوج آتے جنازہ انور پر نماز پڑھتے جاتے۔ جب بیعت ہوئی تو ولی شرعی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے۔ انہوں نے جنازۂ مقدس پر نماز پڑھی۔ پھر کسی نے نماز نہ پڑھی کہ بعد صلاۃ ولی پھر اعادۂ نماز جنازہ کا اختیار نہیں۔ مبسوط امام شمس الائمہ سرخسی میں ہے ان ابابکر رضی الله تعالیٰ عنه کان مشغولا بتسوية الامور وتسكين الفتنة فكانوا يصلون عليه قبله حضوره وكان الحق له لانه هو الخليفة فلما فرغ صلى عليه ثم لايصل احد بعده عليه۔ بزار وحاکم وابن منیع وبیہقی وطبرانی معجم اوسط میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذا اغسلتموني و كفنتموني فضعوني على سريري ثم اخرجوا عني فان اوّل من يصلي علي جبريل ثم ميكائيل ثم اسرافيل ثم ملك الموت مع جنوده من الملئكة باجمعهم ثم ادخلوا علي فوجابعد فوج فصلوا علي وسلموا تسليما۔

جب میرے غسل وکفن سے فارغ ہو میری نعش مبارک تخت پر رکھ کر باہر چلے جاؤ سب سے پہلے جبریل مجھ پر صلاۃ کریں گے پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر ملک الموت اپنے سارے

Marfat.com

لشکروں کے ساتھ پھر گروہ گروہ میرے پاس حاضر ہو کر مجھ پر درود و سلام عرض کرتے جاؤ۔
تفصیل کیلئے مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالۂ مبارکہ
النھی الحاجز عن تکرار صلاۃ الجنائز کا مطالعہ کریں واللہ تعالیٰ اعلم۔

ماخوز:

ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

Marfat.com

سوال: حضرت آدم علی نبینا علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے کون سی دُعا کی تھی۔ حوالہ کے ساتھ بتائیں۔؟

جواب: یہ دُعا فرمائی: یا رب اسئلک بحق محمد لما غفرت لی.

اے میرے رب! میں تجھ سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا مانگتا ہوں۔ کہ میری مغفرت فرما۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۸۱۲)

ولادت باسعادت سے پہلے توسل

حاکم بیہقی اور طبرانی نے ''صغیر'' میں۔۔۔اور ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَمَّا اعترف ادمُ الخطِیئة قال ربّ اسئلک بحق محمد لَمَّا غفرتَ لِیُ فقال اللّٰہُ یا أدم و کیف عرفت محمدً اولم اخلقه؟

قال یارب لمّا خلقتنی بیدکَ ونفخت فی من روحک رفعت رأسِیَ فرأیت الٰی قوائم العرش مکتوبًا لاالہ الاَ اللّٰہ محمد رّسول اللّٰہ فعلمتُ انک لم تضف الی اسمِک الاحب الخلق الیک فقال اللّٰہ صدقت یاادم انه' لاحب الخلق الیّ ادعنی بحقه فقد غفرت لک ولولا محمد ماخلقتک ھذا حدیث صحیح الاسناده.

جب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لغزش سرزد ہوئی۔ تو انہوں نے دعا مانگی اے میرے رب! میں تجھ سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا مانگتا ہوں کہ میری مغفرت فرما۔!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم! تم نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا۔۔۔حالانکہ میں نے انہیں ابھی پیدا بھی نہیں کیا۔۔۔عرض کیا۔۔۔میرے رب! جب تو

Marfat.com

نے میرا جسم اپنے دست قدرت سے بنایا اور میرے اندر روح خاص پھونکی۔۔۔تو میں نے سر اٹھایا۔۔۔کیا دیکھتا ہوں کہ عرش کے پایوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ نہ ملایا۔۔۔مگر اس کو جو تجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

آدم تو نے سچ کہا وہ مجھے تمام خلق سے زیادہ محبوب ہے۔۔۔تم نے مجھ سے انکے وسیلے سے دعا مانگی۔۔۔میں نے تمہاری مغفرت فرما دی۔

اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے میں تمہیں پیدا نہ کرتا۔۔۔اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ الخصائص الکبریٰ اردو ص ۱۸ ج ۱ وسیلے کی شرعی حیثیت ص ۱۰۹ ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

از: قاضی محمد اطیع الحق عثمانی قادری رضوی ماہ اپریل ۱۹۹۷ء

۲) وسیلہ بابا آدم علیہ السلام:

شیخ القرآن وحدیث حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ بالا حدیث مواہب لدنیہ کے حوالہ سے نقل فرمائی۔ اور حوالہ جات کی ترتیب یوں لکھی۔

رواہ الحاکم فی المستدرک صفحہ ۶۱۵ جلد دوم وبیہقی وقال صحیح الاسناد واقرہ علیہ امیر الحاج والسبکی فی شفأ السقام وابن عساکر وطبرانی. وابو نعیم (نیز روح المعانی) از مفتی محمد سلیمان رضوی

۳) حدیث لولاک (لولاک لما خلقت الافلاک)

اکسٹھ کتابوں کے حوالہ جات سے لکھی۔

ماہنامہ فیض عالم جمادی الاوّل ۱۴۱۳ھ مطابق نومبر ۱۹۹۲ء صفحہ ۶، ۷

Marfat.com

استفتاء

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع دین متین اِس مسئلہ میں کہ برطانیہ میں آج سے تقریباً دس (۱۰) سال قبل سُنی بریلوی حضرات نے ایک مکان مسجد بنانے کیلئے خریدا۔ پھر ضرورت کے مطابق اُس سے دیواریں نکال کر نمازیوں کیلئے جگہ وسیع کی۔ اُس وقت سے یعنی دس سال سے وہاں باقاعدگی سے نمازیں پڑھتے رہے جمعہ ہوتا رہا۔ عیدیں بھی پڑھائی جاتی رہیں۔ بچوں کی تعلیم قرآن بھی ہوتی رہی۔

لیکن اب انتظامیہ نے مذکورہ مسجد شیعہ حضرات کے ہاتھ بیچ (فروخت کر) دی ہے اور جو رقم شیعہ حضرات سے لی ہے اُس سے دوسری جگہ مسجد کیلئے خریدی ہے۔ کیا یہ مذکورہ مسجد شیعہ حضرات کے ہاتھ بیچنا اور ان سے لی ہوئی رقم سے دوسری جگہ مسجد کیلئے خریدنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور بیچنے والوں پر شرعی کیا حکم ہے؟

سائل حاجی جاوید خان

برمنگھم یوکے

یکم دسمبر 1997ء

جواب: جس جگہ مسجد بنادی جائے تو وہ مسجد ہی ہوتی ہے بیع شراء چونکہ ملکیت کی ہوتی ہے یہاں ملکیت سرے سے ملی ہی نہیں کیونکہ مسجد ہوتی ہی تب سے جب اسے وقف کر دیا جائے **ھکذا فی الکتب الفقه الحنفیه** دوسری صورت یہ ہے اگر کوئی شخص مسجد کو بیچتا ہے خواہ کوئی بھی علت ہو جسے بہانہ بنایا جائے تو یہ ہر حال میں ناجائز ہے ایسا کرنے والوں کیلئے قرآن پاک میں سزا آتی وہ بڑی سخت ہے پہلا پارہ آیت (۱۱۴) ترجمہ: اور اس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو خدا تعالیٰ کی مسجدوں میں ان کا ذکر اور عبادت کیئے جانے سے بندش کرے اور ان کے ویران اور معطل ہونے کے (بارہ میں کوشش کرے ان لوگوں کو دنیا میں رسوائی آخرت میں عذاب

Marfat.com

عظیم ہوگا)

بہرصورت دیدہ دانستہ ایسا کرنے والے مجرم اور گنہگار ہیں جب تک وہ اس قبیح فعل سے باز نہ آجائیں اور دوبارہ اس جگہ کو مسجد نہ بنادیں واللہ اعلم بالصواب۔

امام بارگاہ چونکہ مسجد نہیں ہے امام بارگاہ کو مسجد میں تبدیل کیا جائے یہ تو ممکن ہے لیکن مسجد کو امام بارگاہ میں تبدیل کرنا گناہ ہے ناقابل معافی جرم (القرآن)

احقر العباد: مفتی محمد ظہور اللہ الھاشمی

خادم آستانہ منبع علم روحانیت

بھوئی شریف ضلع اٹک پاکستان

دسمبر ۱۹۹۷ء

Marfat.com

سوال: برطانیہ میں بعض مسلمان مکان خریدتے ہیں کہ مسجد بنائیں گے۔ پھر اس مکان میں ضروری تبدیلی واضافہ کر کے مسجد بنالیتے ہیں۔ ایک عرصہ تک اس میں نمازیں پڑھتے ہیں۔ درس ہوتا ہے پھر اُس کو بیچ دیتے ہیں اور نئی جگہ جو پہلی سے بڑی ہوتی ہے خرید لیتے ہیں۔ اب پہلی جگہ بکنے کے بعد رہائشی مکان بنتا ہے یا دکان وغیرہ۔ برطانیہ کے بعض مفتی کہتے ہیں یہ جائز ہے۔ ایسا کرنا شرعاً کیسا ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

جواب: جس مکان کو خرید کر مسجد کو دیا گیا وہ مسجد ہوگئی۔ ابداآباد تک مسجد رہے گی۔ اس کو بیچنا، خریدنا اسکو کسی اور مکان، دکان مکان مدرسہ وغیرہ میں تبدیل کرنا، مسمار کر کے اس کو مسجد نہ سمجھنا حرام حرام اشد حرام بدکام بدانجام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **ومن اظلم ممن منع مسجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ وسعیٰ خرابھا اولئک ماکان لھم ان یدخلوھا الاخائفین لھم خزی ولھم فی الاخرہ عذاب عظیم** ۔ اِس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو اُن میں اللہ کا نام لئے جانے سے روکے اور اُنکی ویرانی میں سعی کرے انہیں روا نہ تھا کہ اس میں قدم رکھیں مگر ڈرتے ہوئے اُن کیلئے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کیلئے آخرت میں بڑا عذاب۔

جو جگہ مسجد کیلئے وقف ہوگئی۔ اُسکی تبدیلی ناجائز ہے۔ عالمگیری میں ہے **لایجوز تغیر الوقف عن مھیآتہ**۔۔۔

جس مکان کی بنیاد برائے مسجد نہ سہی پہلے کسی اور مقصد سے بنایا گیا ہو لیکن بعد میں اس مکان کو مسجد کر دیا گیا۔ تو وہ مکان مسجد ہوگیا۔ اب اس کی تبدیلی خرید وفروخت حرام ہے۔

مفتیاں برطانیہ کا محض وہ کہنا کہ (یہ بنیادی مسجدیں نہیں ہیں) بے دلیل قابل قبول نہیں اور **وسعیٰ فی خرابھا** کی وعید میں شامل ہے۔

دستخط ومہر: محمد فاروق غفرلہٗ

دارالافتاء منظر اسلام سوداگراں بریلی شریف انڈیا

نوٹ: فتویٰ کی اصل کاپی بندہ ناچیز محمد صفدر علی سلیمانی کے پاس محفوظ ہے۔

Marfat.com

سوال: قبر پر مسجد بنانا کیسا ہے؟

حضرات علمائے دین اس معاملے میں کیا فرماتے ہیں کہ مزار شاہدانہ ولی صاحب کے مغرب کی جانب میں ایک مقبرہ واقع ہے جو قریب دوسو پچاس سال پرانہ ہے اور برسوں سے ویران پڑا ہے۔ ایک عورت جو کہ نینارنڈی کے نام سے مشہور تھی اس نے وہ مقبرہ بنوایا تھا اور اس نے یہ وصیت کی تھی کہ میرے مرنے کے بعد مجھ کو اس کے بیچ میں دفن کیا جائے۔ اس کو اس کی وصیت کے مطابق اس میں دفن کیا گیا لیکن اس مقبرہ میں نماز ایک دن بھی نہیں ہوئی کیونکہ وہ حرام روپیہ سے بنی تھی۔ اسلئے وہ اب بھی ویران پڑی ہے۔ ابھی کچھ دن سے کچھ لوگ اس میں جوا کھیلنے لگے۔ جب ان کو منع کیا گیا تو ان لوگوں کو برا لگا اور انہوں نے لوگوں کو گمراہ کرنا شروع کر دیا۔ اور کہا کہ ہم اس کی پھر سے تعمیر کرائیں گے اور اس مقبرہ کو مسجد بنوائیں گے تو معلوم یہ کرنا ہے کہ اس کے بننے کے بعد اس میں نماز ہو سکتی ہے جب کہ وہ جگہ اس کے روپیہ سے خریدی ہوئی ہے۔

علمائے دین اس کے بارے میں کیا تحریر کرتے ہیں جب کہ آج بھی مقبرہ کے اندر اس کی قبر موجود ہے۔

المستفتی: ذاکر علی محلہ شاہدانہ

جواب: اللھم ھدایۃ الحق والصواب ۔صورت مسئولہ میں بشرط صدق سوال اس مقبرہ کو توڑنا، قبر کو مسمار کرنا اور اس مقبرہ وقبر پر مسجد تعمیر کرنا حرام حرام اشد حرام بدکام بدانجام ہے اور اس پر نماز جائز نہیں ہے۔ جو لوگ اس مقبرہ وقبر کو توڑ کر مسمار کر کے اس پر مسجد بنانا چاہتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں انہیں اس حرام حرکت سے باز رہنا چاہیے وہ توبہ کریں اور اس مقبرہ وقبر پر ہرگز مسجد نہ بنائیں۔ حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بیشک مجھے آگ یا تلوار پر چلنا مسلمانوں کی قبر پر چلنے سے زیادہ پسند ہے۔ بہر حال اس قبر کو مسمار کرنا اور اس پر مسجد بنانا ہرگز جائز نہیں ان لوگوں کو اس حرکت سے باز رہنا فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہٗ فقیر قادری محمد فاروق غفرلہٗ دارالافتاء منظر اسلام بریلی شریف

Marfat.com

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع دین متین اِس سلسلہ میں کہ جب صرف زکوٰۃ کی رقم متولی دینی مدرسہ کو وکیل بنا کر طلبا وطالبات کیلئے (یعنی ان کے ہر قسم کے اخراجات کیلئے) دی جائے تو کیا متولی طلبا کی مندرجہ ذیل ضروریات، پر رقم زکوٰۃ خرچ کرسکتا ہے؟

۱) طلباء کی خوراک، لباس، علاج اور کتب (جبکہ کتابیں دینی اور مروجہ دنیاوی تعلیم کی بھی ہوں)

۲) طلباء کے کھانے والی اشیاء کو خراب ہونے سے بچانے کیلئے نیز موسم گرما میں ٹھنڈا پانی رکھنے کیلئے فرج یا فریزر اور طلباء کے دودھ خرچ کیلئے گائے یا بھینس مناسب قیمت کی خریدنے کیلئے،

۳) طلباء کے بستروں کے سلسلہ حسب ضرورت چارپایاں بنوانے کیلئے

مندرجہ بالا جزیات کا مکمل ومدلل جواب مراحمت فرما کر ممنون فرمائیں۔

السائل:

محمد صفدر علی سلیمانی حال مقیم برطانیہ

سوال نمبر۲:۔ مندرجہ بالا صورت کے پیش نظر کیا متولی طلباء کے ضمناً چارپایاں وبسترے اور فرج کے پانی کا استعمال، بھینس یا گائے کے دودھ سے مہمانوں پر بھی خرچ کرسکتا ہے یا نہیں؟ یا کہ اِس صورت میں بھی طلباء کی رضا واجازت کی ضرورت ہے؟

جواب: زکوٰۃ کا رکن تملیک فقیر ہے جس کام میں فقیر کی تملیک نہ ہو کیسا ہی کار حسن ہو جیسے تعمیر مسجد یا تکفین میت یا تنخواہ مدرسے علم دین اس میں زکوٰۃ کی رقم خرچ کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوسکتی مدرسہ علم دین میں زکوٰۃ کی رقم دینا چاہیں تو اسکے تین حیلے ہیں ایک یہ کہ متولی مدرسہ کو زکوٰۃ دے اور اُسے مطلع کردے کہ یہ مال زکوٰۃ کا ہے اسے خاص مصارف زکوٰۃ میں خرچ کرنا، متولی اُس مال کو جدا رکھے اور مال میں نہ ملائے اور اس سے غریب طلبہ کے کپڑے بنائے کتابیں خرید کردے یا اُنکے وظیفہ میں دے جو محض بنظر امداد ہو نہ کسی کام کی اجرت۔ دوسرے یہ کہ متولی

Marfat.com

مدرسہ زکوٰۃ کی رقم کسی فقیر مصرف زکوٰۃ کو نیت زکوٰۃ دے اور وہ فقیر اپنی طرف سے کل یا بعض مدرسہ کی نذر کردے تیسرے یہ کہ مثلاً سو روپیہ زکوٰۃ کے دینے ہیں اور چاہتا ہے کہ مدرسہ علم دین میں خرچ کرے تو مثلاً دس سیر گیہوں کسی محتاج مصرف زکوٰۃ کے ہاتھ سو روپے کو بیچے اور اسے مطلع کردے کہ اس کی قیمت ادا کرنے کو تمہیں ہم ہی دیں گے تم پر اس کا بار نہ پڑے گا وہ قبول کرے اس کے بعد سو روپیہ بہ نیت زکوٰۃ اور اس کو دیکر قابض کردے اس کے بعد اپنے گیہوں کی قیمت میں وہ روپے لے لے اگر وہ نہ دینا چاہے تو یہ خود اس سے لے سکتا ہے کہ اس کا عین حق ہے اب یہ روپیہ مدرسہ کے ہر کام میں صرف ہو سکتا ہے۔ تنخواہ مدرسان علم دین، تعمیر مدرسہ، فرج وغیرہ ان تمام امور میں صرف کر سکتے ہیں جو طلباء و مدرسین کیلئے مفید ہوں عالمگیریہ وغیرھا میں ہے فی جميع ابواب البر كعمارة المسجد وبناء القناطير الحيلة أن يتصدق بمقدر زكوته على فقير ثم يامره بالصرف الى هذه الامور فيكون للمتصدق ثواب المصدقة وللفقر ثواب بناء المسجد والقنطيرة. والله تعالىٰ اعلم.

۲۔ اوپر بتایا جا چکا ہے کہ ان تمام امور میں خرچ کر سکتے ہیں جو طلباء اور مدرسین کیلئے مفید ہوں چارپائی وغیرہ بھی بنوا سکتے ہیں ان مہمانوں پر بھی خرچ کر سکتے ہیں جن کا تعلق مدرسہ سے ہو مثلاً بغرض امتحان وغیرہ علماء جو باہر سے مدعو کئے جاتے ہیں ان پر خرچ کرنا جائز ہے اس میں انکی اجازت کی کوئی حاجت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبید الرحمٰن رضوی غفرلہٗ

دارالافتاء منظر اسلام سوداگران

بریلی شریف

Marfat.com

سوال: مدارس میں زکوٰۃ وصدقہ اور چرم قربانی لگانا کیسا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ مسئلہ میں کہ

ایک مدرسہ میں عربی اور اردو کی تعلیم دی جاتی ہے جہاں ہر بچے سے مناسب فیس لی جاتی ہے جس سے مدرسے کے اخراجات پورے ہوجاتے ہیں۔ چار پانچ بچوں کی فیس بھی معاف ہے۔ بانی مدرسہ عوام کو بتاتے ہیں کہ بیس فی صد بچوں سے فیس نہیں لی جاتی ہے جو سراسر جھوٹ ہے رجسٹر میں صرف چار پانچ بچے جو الف بے کی چھوٹی کلاس میں پڑھتے ہیں معاف لکھی جاتی ہے پر بیس (۲۰) فی صد بچوں کے نام سے ہر سال ہزاروں روپے فطرہ زکوٰۃ وخیرات اور چرم قربانی کے ذریعے حاصل کرتے ہیں کسی غریب یتیم ونادار بچے کو کھانا کپڑا یا کسی طرح کی امداد اس مدرسے سے نہیں کی جاتی ہے۔ شریعت کی روشنی میں علماء دین کیا فرماتے ہیں۔ ایسے مدرسے کے بانی کو فطرہ زکوٰۃ وخیرات اور چرم قربانی دی جائے یا نہیں۔؟

المستفتی: حاجی برکت علی بڑا کنواں جھانسی

جواب: اللھم ھدایۃ الحق والصواب

زکوٰۃ وصدقات واجبہ کے مصارف مقرر ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انما الصدقٰت للفقرا ٔ والمسٰکین الایۃ ۔ مستحقین زکوٰۃ وصدقہ جن کو اللہ رب العزت نے بیان فرمایا ہے۔ اُن کے سوا کسی کو زکوٰۃ وصدقہ دینا جائز نہیں۔ مدارسِ دینیہ اہلسنت میں جو زکوٰۃ وصدقہ کی رقم دی جاتی ہے اُس رقم کا حیلہ شرعی کیا جاتا ہے۔ حیلہ شرعی کے بعد ہی وہ رقم ضروریاتِ مدرسہ پر صرف ہوتی ہے۔ وہ مدرسہ جس کا سوال میں ذکر ہے اگر زکوٰۃ وصدقہ کی رقم بعد حیلۂ شرعی ضروریات مدرسہ پر صرف نہیں کی جاتی یا اس رقم کو مستحقینِ زکوٰۃ وصدقہ غریب ونادار طلبہ پر صرف نہیں کیا جاتا تو اُس مدرسہ میں زکوٰۃ وصدقہ واجبہ کی رقم دینا جائز نہیں۔ رہی چرم قربانی، تو چرم کا مالک مختار ہے جس نیک کام میں چاہے صرف کرے اور مدرسہ سے متعلق کوئی بات جھوٹ بیان کرنا یا جھوٹ چھپانا ناجائز وگناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لعنۃ اللّٰہ علی الکٰذبین جھوٹوں پر اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کی لعنت۔ بانی مدرسہ پر فرض ہے کہ جھوٹ سے توبہ کرے۔ اور روپئے پیسے کی وصولیابی کیلئے ہرگز جھوٹ نہ بولے۔ دینی مدرسہ کا قیام اور اس کو چلانا بہت نیک کام ہے مگر اس کیلئے جھوٹ بولنا، ناجائز رقم استعمال کرنا سخت ناجائز و گناہِ عظیم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: فقیر قادری محمد فاروق غفرلہٗ

دارالافتاء منظر اسلام بریلی شریف

Marfat.com

سوال: کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے دین شرع متین ان مسائل میں؟

۱) کیا مسجد کی رقم سے طہارت خانے (لیٹرین وغیرہ) تعمیر ہو سکتے ہیں؟

۲) کیا مسجد کی رقم سے پیر صاحب کا حجرہ تعمیر ہو سکتا ہے۔ حالانکہ حجرہ کی جگہ مسجد سے متصل دربار شریف کے احاطہ میں ہے یعنی حجرے کی جگہ مسجد میں شامل نہیں ہے؟

۳) کیا بے نماز اور بے عمل پیر صاحب کی بیعت (مرد، عورت، کنواری لڑکی) کا کرنا ضروری ہے یا کیا بے عمل پیر کی بیعت کرنا جائز ہے؟

۴) کیا کنواری اور شادی شدہ عورتیں پیر صاحب کے جسم کو دبا سکتی ہیں؟

سائل: ملک محمد سعید سلیمانی

آف کالا گوجراں جہلم نمبر۲ پاکستان

جواب: اَللّٰھُمَّ ھدایۃ الحق والصواب.

۱) مسجد کے طہارت خانے (لیٹرین وغیرہ) مسجد کی ضرورت کے تحت ہوتے ہیں لہذا مسجد کی روشنی، پانی، پنکھے، چٹائی کیلئے جس طرح مسجد کی رقم کا استعمال درست ہے اِسی طرح طہارت خانوں کیلئے بھی مسجد کی رقم خرچ کرنا جائز ہے۔

(بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد ۱۶، ص ۴۸۵ ناشر رضا فاؤنڈیشن)

(فتاویٰ نوریہ جلد نمبر ۱ ص ۱۸۴ ناشر شعبہ تصنیف تالیف دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع اوکاڑہ لاہور)

نیز افادہ اصول فقہ۔ نوٹ: فتاویٰ رضویہ میں یہ اضافہ ہے کہ اگر مسجد کیلئے رقم دینے والے نے شرط لگائی کہ یہ میری رقم صرف مسجد کی تعمیر اور مرمت کیلئے ہے تو پھر دوسری چیزیں اگرچہ ضروریات مسجد سے ہیں نہیں خرید سکتے اور نہ بنوا سکتے ہیں۔ (صفدر سلیمانی)

جواب نمبر۲: مسجد کی رقم جو مسجد کیلئے ہی دی گئی ہو وہ رقم بلا شرعی وجوہ کے دوسری مسجد اور مدرسہ پر بھی لگانا حرام ہے۔ جیسا فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۱۶ میں مختلف مقامات پر موجود ہے بلکہ یوں بھی فتویٰ دیا گیا ہے کہ ایک آباد مسجد کی اینٹ بھی دوسری مسجد پر لگانا حرام ہے۔ حوالہ جات

Marfat.com

دیکھنے کیلئے مندرجہ ذیل صفحات ملاحظہ فرمائیں۔

ا) ص ۲۴۱، سوال نمبر ۱۲۱، ۱۲۰ جز اوّل

ب) ص ۲۸۰ سوال نمبر ۱۳۶، ۱۳۵ جز ۲۔۱

ج) ص ۳۰۰، ۲۹۹ سوال نمبر ۱۴۶

نوٹ: جب مسجد کی رقم کے دوسرے مقام پر استعمال کا یہ حال ہے تو پیر صاحب اپنا حجرہ اپنی ملکیت میں کیسے بنا سکتے ہیں۔

دوسری بات حجرے کا دروازہ جو مسجد کے صحن کی طرف کھلتا ہے یہ دروازہ رکھنا بھی خلاف شرع ہے۔ اِس کی وضاحت کیلئے اِسی فتاویٰ رضویہ کی جلد نمبر ۱۶ کے ص ۳۰۸ کو دیکھیں۔ جہاں لکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی مسجد کے حجرہ کی دیوار پر اپنی دیوار بنائے اور اپنے مکان کی چھت پر آنے جانے کیلئے اُس میں کھڑکی رکھے اور مسجد کی دیوار میں سوراخ کر کے اپنے مکان کیلئے اُس میں کڑی رکھے یہ دونوں کام حرام۔ حرام۔ حرام ہیں تا الخ

تیسری بات۔ پیر صاحب کا حجرے میں آنے جانے کا رستہ مسجد کے صحن سے ہی ہوگا۔ جبکہ مسجد کو عام رستہ بنانے کی اجازت نہیں۔ صحن مسجد، مسجد ہی ہے۔ بوجہ مجبوری جو شرعی صورت میں ہو کے تحت گزرنے کی اجازت ہے لیکن دائمی رستہ بنانے کی اجازت نہیں جو اِس مسئلہ میں درپیش ہے یہ وہ صورت نہیں۔ حوالہ دیکھنے کیلئے اِس فتاویٰ رضویہ کی جلد نمبر ۱۶ کے ص ۳۵۲ بجواب سوال نمبر ۱۶۹ و ص ۳۵۷ بجواب سوال نمبر ۱۷۲

ب) بہارِ شریعت حصہ نمبر ۱۶ صفحہ ۱۲۲ باب آداب مسجد و قبلہ۔ (ج) فتاویٰ نوریہ جلد اوّل صفحہ ۱۷۶ پر تو یوں بھی لکھا ہے۔

(مسجد سے بلا ضرورت گزرنا بھی مکروہ تحریمہ ہے۔ عبارت فتاویٰ نوریہ ختم)

نوٹ: جب مسجد سے بلا ضرورت گزرنا مکروہ تحریمہ ہے تو مستقل رستہ بنانا کیسے جائز ہوگا۔ (صفدر سلیمانی)

Marfat.com

جواب نمبر۳:   بیعت ایسے شیخ سے کرنی چاہیے جس میں یہ چار (۴) شرطیں ہوں۔ (۱) سُنی صحیح العقیدہ (۲) صاحب سلسلہ (۳) غیر فاسق معلن (۴) اتنا علم دین رکھنے والا کہ اپنی ضروریات کا مسئلہ کتاب سے نکال سکے۔

(یعنی وہ پیر عقیدہ کے لحاظ سے وہابی، نجدی، رافضی وغیرہ نہ ہو۔ فاسق و فاجر بھی نہ ہو۔ جاہل (بے علم) نہ ہو۔ ضروریات کے مسائل جانتا ہوں اور کتابوں سے حل کر سکے۔ اُسکا اپنا سلسلہ بیعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک ملتا ہو۔

اگر کسی شخص میں اِن چار شرطوں سے ایک بھی کم ہو تو اُس کی بیعت نہیں کرنی چاہیے۔ اگر کوئی غلطی سے اُس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دے۔ بعد کو علم ہو کہ وہ بد مذہب، جاہل یا فاسق یا منقطع سلسلہ ہے تو جو بیعت اُس سے کی گئی۔ صحیح نہیں۔ اُس مرید کو دوسری جگہ شیخ کامل سے مرید ہونا چاہیے۔ جس میں مندرجہ بالا چاروں شرائط ہوں۔

اور ایسے شخص کو جس میں مذکورہ شرائط نہیں ہے یا ایک کم ہے اُسے خود ہی بیعت نہ کرنا چاہیے اور نہ کسی مرد، عورت یا کنواری لڑکی کو اُس کی بیعت کرنی چاہیے۔

حوالہ اور مزید وضاحت کیلئے فتاوئ رضویہ جلد نمبر۲۶، صفحہ ۵۶۶، جواب سوال نمبر۲۷۹۔۲۷۸ و صفحہ ۵۶۸۔۵۶۷ جواب سوال نمبر۲۸۰ اور صفحہ ۵۸۸ جواب سوال نمبر ۳۰۸ ملاحظہ فرمائیں۔

جواب نمبر۴:   جوان کنواری یا شادی شدہ عورت بلکہ ہر عورت جس پر شہوت کا غلبہ آسکتا ہو کسی اجنبی، غیر محرم کے جسم کو دبانا تو درکنار چھو بھی نہیں سکتی۔ نہ ہی غیر محرم مرد ایسی عورت کو چھو سکتا ہے نہ مصافحہ کرسکتا ہے۔

پیر تو کسی عورت کو ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت بھی نہیں کرسکتا۔

(مکتوبات شریف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ میں بھی ہے)

جیسا "سُنی بہشتی زیور" حصہ دوم صفحہ نمبر ۲۰۵ پر نمبر۳ کے آگے لکھا ہے عورت کسی اجنبی مرد کے جسم کو نہ چھوئے جب کہ دونوں میں سے کوئی جوان ہو اگرچہ اِس بات کا دونوں کو اطمینان

Marfat.com

ہو کہ شہوت پیدا نہیں ہوگی۔

(بحوالہ فتاویٰ عالمگیری صفحہ ۱۴۱ جلد نہم ناشر فرید بک سٹال اردو بازار لاہور)

بعض جوان عورتیں اپنے پیروں کے ہاتھ پاؤں دباتی ہیں اور ان میں اکثر دونوں (یعنی پیر اور مریدنی) یا ایک حد شہوت تک پہنچا ہوا ہوتا ہے۔ ایسا کرنا ناجائز ہے اور دونوں گنہ گار ہیں۔ (بحوالہ بہار شریعت)

مزید تفصیل کیلئے بہار شریعت حصہ سولہواں (۱۶) صفحہ ۸۶-۸۴ دیکھیں۔

بندہ ناچیز نے اپنی علمی قوت کے تحت آپ کے سوالات کے جوابات مع حوالہ جات لکھ دیئے ہیں۔ یہ باتیں حق ہیں لہٰذا دُعا کرتا ہوں ہر پڑھنے اور سننے والے کیلئے باعث ہدایت بنیں۔ نفسانی اور شیطانی دخل اندازی سے بچ کر ذاتی عناد اور تکبر کو آڑ نہ بناتے ہوئے حقائق کو ماننا اور اس کے مطابق عمل کرنا سعادت ہے۔

فقط: فقیر ناچیز محمد صفدر علی سلیمانی

حال مقیم برطانیہ

Marfat.com

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع دین متین اِس مسئلہ میں کہ ایک خاوند اور اُس کی بیوی جنکی اپنی اولاد نہیں ہے۔ جبکہ عورت چودہ، پندرہ سال سے معذور ہے۔ نماز بھی ادا نہیں کرسکتی۔ خاوند ہی اس کی دیکھ بھال کررہا ہے۔ باقی اس کے قریبی اور دور کے رشتہ دار بالکل ان کی کسی قسم کی امداد نہیں کررہے بلکہ کئی طریقوں سے انہیں پریشان کررہے ہیں۔

اِن دونوں میاں بیوی کا ایک مکان ہے یہ نہیں چاہتے کہ ہمارے مرنے کے بعد کوئی ہمارا رشتہ دار اِس پراپرٹی کا وارث بنے۔ وہ یہ مکان کسی دینی ادارے کے سپرد کرنا چاہتے ہیں۔ تا کہ اِس وقف کرنے سے ان کی آخری زندگی اچھی بن جائے۔

جب سے اِن کے رشتہ داروں کو انکی اِس نیت کا پتہ چلا ہے انہوں نے کہنا شروع کردیا ہے کہ تم ہمارا حق مار رہے ہو جس کی وجہ سے تم جہنم کا ایندھن بنو گے۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں بحوالہ جات واضح فرمائیں کہ اِن میاں بیوی کو کونسا قدم اٹھانا چاہیے کیا یہ ان کا جو اپنا ارادہ ہے یہ درست ہے اور یہ رشتہ داروں کا طعنہ کیا شرعی حیثیت رکھتا ہے؟

المستفتی: محمد صفدر علی سلیمانی

آسٹن برمنگم یوکے

جواب: کسی بھی شرعی وارث کو وراثت سے عاق کرنا جائز نہیں۔ اور شریعت میں اس کی کوئی گنجائش نہیں اور ہمارے ہاں جو بعض حضرات اپنے نافرمان بیٹے کو جائیداد سے عاق کرتے ہیں یہ بھی جائز نہیں۔ بلکہ مرنے کے بعد وہ بھی وراثت کا حصہ دار ہوگا۔ سوائے وہ وارث جو کافر، مرتد ہوجائیں یا باپ کا قاتل۔

اس لئے یہ نیت ہرگز نہیں ہونی چاہیے کہ ہم رشتہ داروں کو خدمت نہ کرنے کی وجہ سے جائیداد سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ابن ماجہ میں سخت وعید ہے۔ ہاں اپنی زندگی میں 1/3 حصہ وصیت کرنا شریعت میں جائز ہے اور اس کا اطلاق مرنے کے بعد ہوگا۔

Marfat.com

اپنی زندگی میں نیک کاموں میں اپنی مرضی سے مال خرچ کرنا جائز ہے بلکہ باعث رحمت اور برکت ہے۔ جو سوال پوچھا گیا اس میں میاں بیوی کو چاہیے کہ کسی غلط نیت کی بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا اور دین اسلام کی خدمت کے جذبہ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنا مال کسی بھی مدرسہ کو وقف کر سکتے ہیں۔ یا اسی طرح کسی فرد کو مال ھبہ کیا جا سکتا ہے۔ ھبہ کیلئے ضروری ہے کہ موہوب لہٗ کے حوالے کر دیا جائے اور اسے مالکانہ قبضہ دے دیا جائے۔ *مختصراً* یہ ہے کہ اپنی زندگی میں خالص اور صالح نیت کے ساتھ اپنا مال نیکی کے کاموں مثلاً مدرسہ، مسجد وغیرہ پر خرچ کیا جا سکتا ہے اور وقت وفات جتنا مال ہوگا۔ اس سے پہلے 1/3 کی وصیت پر عمل ہوگا بقیہ وارثوں میں تقسیم ہوگا۔

دُعا گو: سید ظفر اللہ شاہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اِس مسئلہ میں کہ ہم دونوں میاں بیوی نے اپنا ذاتی مکان چند مساجد اور دو مدرسوں کے نام وقف کر دیا ہے۔ یہ وقف نامہ اللہ کی رضا اور اپنی آخرت سنوارنے کیلئے وکیل کو لکھ دیا ہے۔ چونکہ ہماری اولاد نہیں ہے۔ میں خود تقریباً پندرہ سال سے معذور ہوں۔

کیا ہماری فوتگی کے بعد ہمارے اقربا سے کوئی اِس پراپرٹی کا وارث بن سکتا ہے؟

کیا ہم اِس وقف سے آخرت میں ثواب کے حق دار ہیں؟

جواب سے آگاہ فرما کر ممنون فرمائیں۔

سائل: زید بی زوجہ بکر

جواب: وقف کے یہ معنی ہیں کہ کسی شے کو اپنی ملک سے خارج کر کے خالص اللہ عزوجل کی ملک کر دینا اس طرح کہ اُس کا نفع بندگانِ خدا میں سے جس کو چاہے ملتا رہے۔

(بحوالہ بہار شریعت حصہ دہم صفحہ ۴۷)

مسئلہ: وقف کو نہ کوئی باطل کر سکتا ہے نہ اُس میں میراث جاری ہوگی۔ نہ وہ بیچا جا سکتا ہے۔ نہ

Marfat.com

ہبہ ہو سکتا ہے۔ (بحوالہ بہار شریعت حصہ دہم صفحہ ۴۷ (۲) فتاویٰ عالمگیری جلد چہارم صفحہ ۴۰)

(ہدایہ شریف جلد دوم کتاب الوقف صفحہ ۶۴۳)

مسئلہ: وقف میں اگر نیت اچھی ہو اور وہ وقف کرنے والا اہل نیت مسلمان ہو تو ثواب کا حق دار ہے۔ (بحوالہ درمختار بحوالہ بہار شریعت حصہ دہم صفحہ ۴۷)

مسئلہ: وقف ایک صدقہ جاریہ ہے کہ واقف ہمیشہ اُس کا ثواب پاتا رہے گا۔ اور سب میں بہتر وہ وقف ہے جس کی مسلمانوں کو زیادہ ضرورت ہو اور جس کا زیادہ نفع ہو مثلاً کتابیں خرید کر کتب خانہ بنایا۔ اور وقف کر دیا کہ ہمیشہ دین کی باتیں اُس کے ذریعے معلوم ہوتی رہیں گی۔

(بحوالہ فتاویٰ عالمگیری، بہار شریعت حصہ دہم صفحہ ۴۷)

اگر وہاں مسجد نہ ہو اور اُس کی ضرورت ہو تو مسجد بنوانا بہت ثواب کا کام ہے۔ اور تعلیم علم دین کیلئے مدرسہ کی ضرورت ہو تو مدرسہ قائم کر دینا اور اُس کے قائم رہنے کیلئے جائداد وقف کرنا کہ ہمیشہ مسلمان اُس سے فیض پاتے رہیں نہایت اعلیٰ درجہ کا اعلیٰ کام ہے۔

(بحوالہ بہار شریعت حصہ دہم صفحہ ۴۷)

اِن حوالہ جات سے واضح ہے کہ آپ میاں بیوی نے جو مکان مسجدوں اور مدرسوں کیلئے اللہ کی رضا کی خاطر وقف کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اس کا اجر پائیں گے۔ بلکہ یہ صدقہ جاریہ ہے ہمیشہ ثوب پاتے رہیں گے۔

نمبر۲: اِس وقف شدہ مکان کا آپ رشتہ داروں سے کوئی وارث نہیں بن سکتا۔

جواب منجانب:

الحاج مولانا صوفی ابوالعطاءؒ محمد صفدر علی سلیمانی

Marfat.com

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اِس مسئلہ میں کہ برطانیہ میں اکثر مساجد جو پہلے رہائشی مکان، فیکٹریاں یا چرچ تھے ان میں قطب نما کی مدد سے سمت قبلہ تجویز ہوتی رہی۔ کافی عرصہ اِسی سمت نمازیں ادا کرتے رہے۔ پھر صفوں کو سیدھ میں رکھنے کیلئے (چونکہ پہلے صفیں کوئی چھوٹی کوئی بڑی ہوتی تھی بوجہ جگہ کا رخ قبلہ سمت نہ تھا) 45 ڈگری دائیں یا بائیں کے حساب سے نمازیں ادا کرنی شروع کردیں یہ جانتے ہوئے کہ قطب نما کے حساب سے یہ سمت صحیح قبلہ کی نہیں ہے اور اسی وجہ سے نمازیوں میں اختلافات بھی ہوئے۔

کیا جانتے ہوئے سمت قبلہ سے 45 ڈگری دائیں یا بائیں ہو کر نماز ادا کرنے سے ہو جائے گی یا نہیں؟ جبکہ غرض صرف جگہ کو کور کرنے کی ہے۔ کہ صفیں بجائے ترچھی بنانے کے سیدھی بن جائیں گی۔

سائل: محمد صفدر علی سلیمانی

حال مقیم برطانیہ

جواب: جہت کعبہ کو منہ ہونیکے یہ معنی ہیں کہ منہ کی سطح کا کوئی جز کعبہ کی سمت میں واقع ہو تو اگر قبلہ سے کچھ ہو مگر منہ کا کوئی جز کعبہ کے مواجہہ میں ہے نماز ہو جائیگی اس کی مقدار ۴۵ درجہ رکھی گئی ہے تو اگر انحراف ۴۵ درجہ سے زیادہ ہے استقبال نہ پایا گیا نماز نہ ہوئی۔ مثلاً ا۔ب۔ ایک خط ہے اس پر۔ہ۔ رعمود ہے اور فرض کیجئے کہ کعبہ معظّمہ عین نقطہ ح کے محاذ میں ہے دونوں قائمے ا۔ہ۔ح اور ح ہ ب کی تنصیف کرتے ہوئے خطوط ہ ر۔ہ ح۔ کھینچے تو یہ زاویے ۴۵۔۴۵۔ درجے کے ہوئے کہ قائمہ ۹۰ درجے ہوئے اب جو شخص مقام ہ۔ پر کھڑا ہو اگر نقطہ

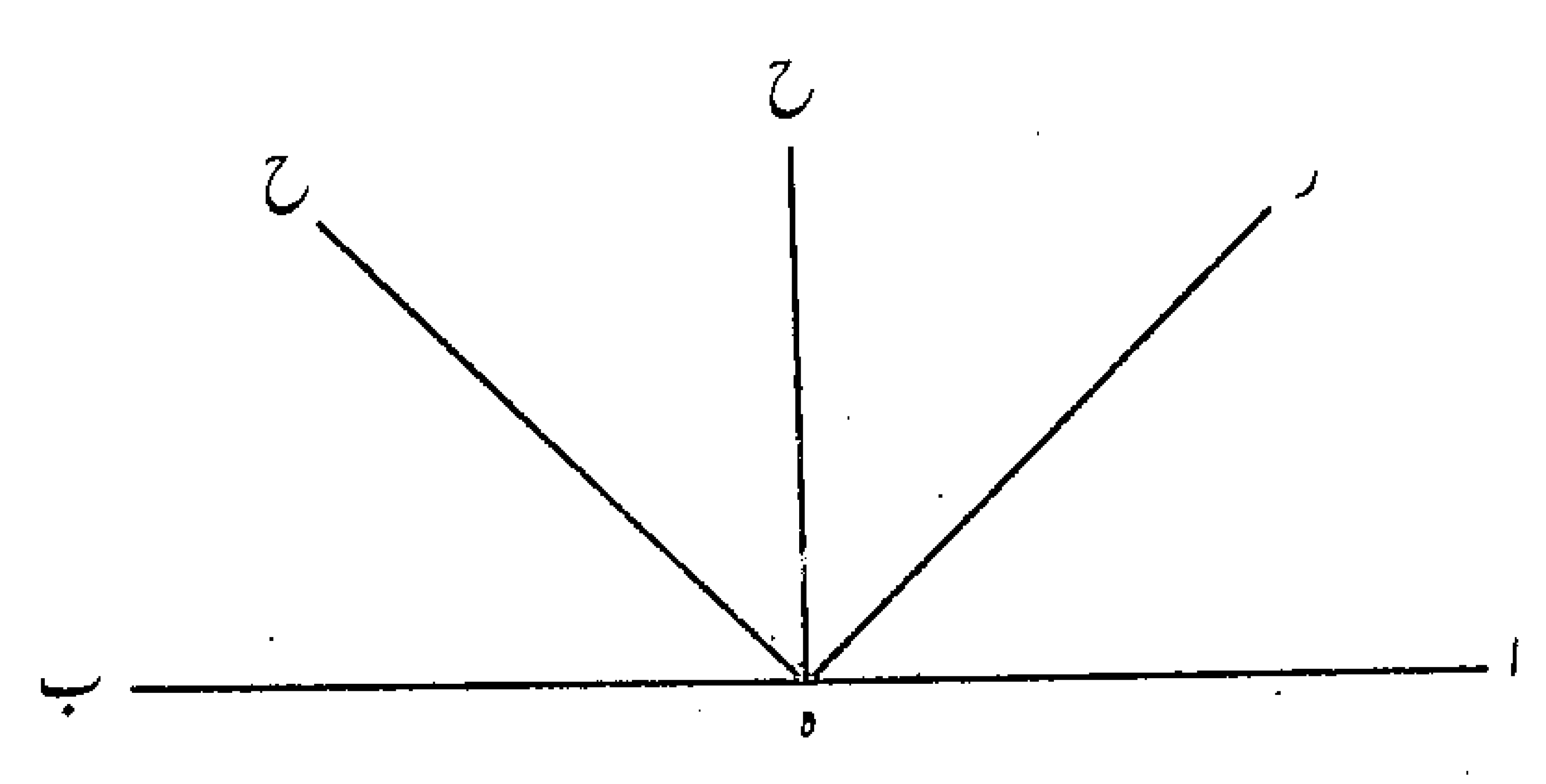

Marfat.com

ح کی طرف منہ کرے تو عین کعبہ کو منہ ہے۔اور اگر دہنے بائیں۔ ریا ح۔ کی طرف جھکے تو رح یا ح ح کے اندر ہے جہت کعبہ میں ہے اور جب رے بڑھکر۔ ایا ح سے گزر کرب کی طرف کچھ بھی قریب ہوگا تو اب جہت سے نکل گیا نماز نہ ہوگی مزید اور تفصیل کیلئے فتاویٰ رضویہ جلد سوم کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد حبیب غفرلہٗ دارالافتاء منظر اسلام بریلی شریف

Marfat.com

سوال: جماعت کی نماز کیلئے امام اور مقتدیوں کے کھڑے ہونے اور صفوں کا درست کرنے کا کیا وقت ہے؟

جواب: اگر امام اور مقتدی مسجد میں ہوں تو سب لوگ بیٹھے رہیں اور جب مکبر حی علی الفلاح کہے تو امام اور مقتدی دونوں کھڑے ہویں اور جماعت کیلئے جب نمازی کھڑا ہو لیویں تب صفوں کے درست کرنے کا وقت ہے اور ابتداء اقامت سے جماعت کیلئے کھڑا ہونا فقہاء حنفیہ مکروہ اور ممنوع کہتے ہیں اور امام کو اقامت اور تسویۃ الصفوف (۱) کے بعد نماز شروع کرنی چاہیے اور حی علی الفلاح کے پہلے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ اولہ حسب ذیل ہیں۔

(۱.۲) موطا امام مالک رحمة الله علیه حدیث نمبر ۴۴ صفحه ۱۸۸ والموطاً للامام محمد رحمة الله علیه باب تسوية الصف صفحه ۸۶ عن ابن عمر بن الخطاب رضی الله عنه کان یأمر رجالاً بتسوية الصفوف فاذا جاء وه فاخبروه بتسوتیها کبر بعد وعن مالک بن عامر الانصاری ان عثمان بن عفان رضی الله عنه کان یقول فی خطبته اذا قامت الصلوٰة فاعدلوا الصفوف وحاذوا بالمناکب فان اعتدال الصفوف من تمام الصلوٰة ثم لایکبر حتی یأتیه رجال قد وکلهم بتسوية الصفوف فیخبرونه ان قد استوت فیکبر قال محمد رحمة الله علیه ینبغی للقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح ان یقوموا الی الصلوٰة فیصفحوا ویُسوا الصفوف ویجاز وابین المناکب وفی حاشية اذا کان معهم فانهم یقومون اذا قال حی علی الفلاح. وفی الشامی جزا صفحه ۴۷۹ آداب الصلوٰة ونص عبارته فی الذخیرة یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلاثة الخ وفی البدائع جزا ص ۲۰۰ انکان المؤذن غیر الامام وکان القوم مع الامام فی

---

۱ صفوں کو سیدھا کرنا۔

Marfat.com

المسجد فانه يقوم الامام والمؤتم اذا قال حی علی الفلاح عند علمائنا الثلاثة وهو الصحيح الخ وفی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح فصل فی آدابها صفحه١٦٦ (و) (القیام) ای قیام القوم والامام ان کان حاضراً بقرب المحراب (حین قبل) ای وقت قول المقیم (حی علی الفلاح) لانه امربه فیجاب الخ (قوله لانه امر به فیجاب) ای لان المقیم امر بالقیام ای ضمن قوله حی علی الفلاح فان المراد بفلاحهم المطلوب منهم حَیْنَ الصلوٰة فیبادر الیها بالقیام. وفی البحر جرا صفحه٢٣ والقیام حین قیل حی علی الفلاح امَر یستجب المسارعة الیه.

اور عالمگیری جلد اوّل صفحہ١٠٥ باب الاذان میں ہے کہ مؤذن امام کے سوا اور ہو اور نمازی مع امام کے مسجد کے اندر ہوں تو مؤذن جس وقت اقامت میں حی علی الفلاح کہے اس وقت ہمارے تینوں علماء کے نزدیک امام اور نمازی کھڑے ہوجاویں یہی صحیح ہے۔اور بہار شریعت صفحہ٢٦٣ میں ہے جولوگ مسجد میں موجود ہیں وہ بیٹھے رہیں اس وقت اُٹھیں جب مکبّر حی علی الفلاح پر پہنچے یہی حکم امام کیلئے ہے۔آجکل اکثر جگہ تو یہاں تک ہے کہ جب تک امام مصلّٰی پر کھڑا نہ ہواس وقت تک تکبیر نہیں کہی جاتی یہ خلاف سنت ہے۔

(و) وعن نعمان بن بشیر قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یستوی صفوفنا (بالید والاشارة اوالقول) اذا قضٰی الی الصلوٰة (ای للجماعة) فاذا استوینا کبر رواه ابوداؤد (ای للاحوام قالابنالملک یدل علی ان السنة للامام ان یستوی الصفوف بتکبر. فعلم ان السنة للامام ان یکبر بمد تسویة الصفوف وعلیه عمل الصحابه رضی الله عنه مشکوٰة، مرقات ج٢ صفحه٨٢ وعن انس ان الصلوٰة کان تقام بعشاء الاٰخرة فیقومالنبی صلی الله علیه وسلم مع الرجل یکلمه حتی یرقد طوائف من الصحابة ثم یتبعون الی الصلوٰة. کنز

Marfat.com

العمال جلد٨ صفحه٣٦٧حديث ٢٣٠٢٩٨ موطأ امام مالک جلد٢ صفحه١٨٩ ٤٥حديث کا ترجمه يه هے که.

مالک بن ابی عامر اصحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھا میں عثمان بن عفان کے ساتھ، اتنے میں تکبیر ہوئی نماز کی اور میں ان سے باتیں کر رہا تھا اسلئے کہ میرا کچھ وظیفہ مقرر کریں اور وہ برابر کر رہے تھے کنکریوں کو اپنے جوتوں سے یہاں تک کہ آن پہنچے وہ لوگ جن کو صفیں برابر کرنے کیلئے مقرر کیا تھا اور انہوں نے ان کو اس بات کی خبر دی کہ صفیں برابر ہوگئیں تو کہا مجھ سے کہ شریک ہو جا صف میں پھر تکبیر کہی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کو بعد تکبیر کے تھوڑا وقفہ کرنا چاہیے جبتک صفوں کے برابر کرنے کی خبر نہ آجائے کیونکہ خود حدیث کی آخری جزد میں جملوں کی بیچ بیچ میں جو حروف عاطفہ آئے ہیں یہ سب دال ہیں تاخیر کی گنجائش پر نیز کنز العمال کی حدیث بین الاقامۃ وتکبیر التحریمہ فصلِ طویل کے جواز پر دال ہے۔

(8-a)ذکر فی طحطاوی فصل فی آدابها صفحه١٦٦ واذا اخذ المؤذن فی الاقامة ودخل رجل المسجد فانه يقعد ولاينتظر قائماً فانه مكروه كما فی المضموات قهستانی ويفهم منه كراهة القيام انتظار الاقامة والناس عنه غافلون.

عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۱۰۵ جب کوئی اقامت کے وقت داخل ہو تو اس کو کھڑا ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جاوے پھر جب مؤذن حی علی الفلاح کہے تو کھڑا ہو یہ مضمرات میں لکھا ہے۔ فتاویٰ رضویہ جلد۲ صفحہ ۳۹۱ مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید دعویٰ کرتا ہے کہ جب تک سب مقتدی کھڑا نہ ہولیں اور صف سیدھی نہ ہو اور امام اپنی جانماز پر نہ ہو تب تک اقامت نہ کہی جائے اور عمر دعویٰ کرتا ہے کہ مقتدی اور امام کو پہلے ہی سے کھڑا ہونا ضروری نہیں بلکہ اقامت شروع کی جائے اور مؤذن حی علی الفلاح تک پہنچ جائے اس وقت امام اور مقتدی کھڑے ہو جائیں الخ۔

Marfat.com

جواب: عمروحق پر ہے کھڑے ہوکر تکبیر سننا مکروہ ہے یہاں تک کہ علماء حکم فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں آیا اور تکبیر ہورہی ہے وہ اس کے تمام تک کھڑے نہ رہے بلکہ بیٹھ جائے یہاں تک کہ مکبر حی علی الفلاح تک پہنچے اس وقت کھڑا ہوالخ۔

وفی البدائع فصل فی سنن الصلوٰة والجملة فیه ان المؤذن اذا قال حی علی الفلاح فان کان الامام معهم فی المسجد یستحب للقوم ان یقوموا فی الصف الخ۔

صفوں کا درست کرانا امام کا کام ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

خلاصۂ کلام: مذکورہ بالا معتبر کتابوں کے دلائل سے ثابت ہوا کہ مکبر جب حی علی الفلاح کہے تو امام اور مقتدی کا کھڑا ہونا سنت ہے۔ اور حی علی الفلاح کے پہلے کھڑا ہونا مکروہ ہے اس کے بعد صفوں کو درست کریں کیونکہ دراصل صفوں کے درست کرنے کا وقت حی علی الفلاح کے بعد ہے۔ صفیں درست کرنے کے بعد امام تکبیر تحریمہ کہے اور ابتداء اقامت سے کھڑا ہونا آئمہ حنفیہ میں سے کسی کا مذہب نہیں بلکہ سب کے نزدیک مکروہ ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی اقامت کے وقت مسجد میں داخل ہو تو اس کیلئے کھڑے ہوکر حی علی الفلاح کے قبل تک انتظار کرنا فقہاء حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے اور یہی جمہور کا مذہب ہے اور اس پر خلفاء راشدین اور صحابہ کا عمل ہے۔

کتبہ محمد مجاہد الدین

امام مسجد دارالسلام لیسٹر۔ برطانیہ

Marfat.com

سوال: نمازِ عشاء میں آخری نفل بیٹھ کر پڑھنے چاہیں یا کھڑے ہوکر؟

جواب: وفی مشکوٰۃ القصد فی العمل الفصل الثالث صفحہ ۱۱۱ عن عبداللہ عمر وقال حدثتُ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال صلوٰۃ الرجل قاعداً نصف الصلوٰۃ قال فآتیتہ' فوجدتہ یصلی جالسًا فوضعت یدی علی راسِہٖ فقال مالک یا عبد اللہ بن عمر وقلت حدثت یارسول اللہ انک قلت صلوہ الرجل قاعداً علی نصف الصلوٰۃ وانت تصلی قاعداً قال اجل ولکنی لست کاحد منکم رواہ مسلم وفی مرقات شرح مشکوٰۃ للعلامۃ ملاعلی قاری جلد۲ صفحہ ۱۴۹ ولکنی لست کاحد منکم یعنی ھذا من خصوصیاتی ان لاینقص ثواب صلوٰتی علی ای وجدتکون من جلواتی وذالک فضل اللہ یؤتیہ منۡ یشاء قال تعالٰی وکان فصل اللہ علیک عظیما.

وفی حکشیۃ مشکوٰۃ جلد۴ لست کاحد منکم یعنی ھذا الذی ذکرت ان صلوۃ الرجل قاعداً علی نصف صلوٰتہٖ حکم غیری من الامۃ واما انا فخارج عن ھذا الحکم ویقبل ربی منی قاعداً امقدار صلوٰتی قائما او ذالک من خصائصی لما اختص بہ غایۃ التوجہ والخصور والمعرفۃ والقوب تقیسونی علی احد ولا تقیسوا احداً علی. (۱۲ لمعات)

وفی رد المحتار علی حاشیہ الدرالمختار جلد۲ صفحہ۳۶ (وینفل مع قدرتہ علی القیام قاعداً) لامضطبحعاً الابعذر الخ وفیہ اجر غیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی النصف الابعذر (قولہ وفیہ) ای فی البحر (قولہ اجر غیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم) اما النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمن خصائصہ ان نافلتہ قاعداً مع القدرۃ علی القیام کنافلتہ قائماً ففی صحیح مسلم عن عبداللہ بن عمرو حدثت یارسول اللہ الخ کما ذکر قبیل ھذا لجوملخصاً (قولہ علی

Marfat.com

النصف الابعذر) اما مع العذر فلاينقض ثوابه عن ثوابه قائماً لحديث البخاری فی الجهاد اذا مرض العبدا وسافر کتب له مثل ما کان یعمل مقیما صحیحا فتح ومکی فی النهایة الاجماع علیه الخ

وفی اطحطاوی فصل فی صلوٰة النفل جالساً صفحه ۲۴۱ (فیجوز النفل قاعداً مع القدرة علی القیام) (لکن له) ای للمتنفل جالساً (نصف اجر القائم) یتثنٰی منه صاحب الشرع صلی الله علیه وسلم کما ورد عنه صلی الله علیه وسلم فان اجر صلوٰة قاعداً کاجر صلاته قائماً فهو عن خصوصیاته.

فتاویٰ رضویہ جلد۳ صفحہ۴۸ میں ہے۔ مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ نماز عشاء میں آخری نفل بیٹھ کر پڑھنا چاہیے یا کھڑے ہوکر۔ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طور پر ہمیشہ ان نفلوں کو ادا فرمایا اور کس طرح پڑھنا باعث زیادتی ثواب ہے بینوا توجروا؟

جواب: حضور پرُنور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نفل بیٹھ کر پڑھتے ہیں مگر ساتھ ہی فرمادیا کہ میں تمہاری مثل نہیں میرا ثواب قیام وقعود دونوں میں یکساں ہے تو امت کیلئے کھڑے ہوکر پڑھنا افضل اور دونا ثواب ہے اور بیٹھ کر پڑھنے پر بھی کوئی اعتراض نہیں ویسا ہی بہار شریعت کتاب میں بھی تفصیل سے یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے۔

اور فتاویٰ رشیدیہ میں ہے:

سوال: وتر کے بعد جو دو نفل پڑھتے ہیں وہ کھڑے ہوکر پڑھے یا بیٹھ کر اور ان دونوں صورتوں میں سے ثواب کس میں ہے بحالت بیٹھ کر پڑھنے کی کیا وجہ ہے؟ کہ ان نوافل کے ثواب کو کھڑے ہوکر جو پڑھے جاویں ان پر ترجیح ہو۔

جواب: اگر کھڑے ہوکر پڑیگا تو پورا ثواب ہوگا اور اگر بیٹھ کر پڑھے گا تو آدھا ثواب ملے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مرتبہ بیٹھ کر پڑھے ہیں مگر آپ کو بیٹھ کر پڑھنے میں بھی ثواب پورا ہوتا تھا۔ فقط

Marfat.com

اور بہشتی زیور صفحہ ۲۶ اور مفتاح الجنہ (حضرت مولانا کرامت علی جونپوری رحمۃ اللہ علیہ) میں ہے کہ نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا بھی درست ہے لیکن بیٹھ کر پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے اس لئے کھڑے ہوکر پڑھنا بہتر ہے اس میں وتر کے بعد کی نفلیں بھی آگئیں البتہ بیماری کی وجہ سے کھڑے نہیں ہوسکتے تو پورا ثواب ملے گا اور فرض نماز اور سنت جب تک مجبوری نہ ہو بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہٗ

انجمن الاصلاح کی طرف سے محمد مجاہد الدین دوباغی غفرلہٗ

امام مسجد دارالسلام لیسٹر۔ برطانیہ

Marfat.com

سوال: سنت غیر مؤکدہ کا طریقہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ عصر وعشاء سے قبل جو سنت نماز پڑھی جاتی ہے اس کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: سنت غیر مؤکدہ پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو سنت مؤکدہ پڑھنے کا ہے صرف فرق یہ ہے کہ سنتِ غیر مؤکدہ کے قعدہ اولیٰ میں بھی درود اور دُعا پڑھے اور جب تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو تو اس میں ثناء بھی پڑھے اور تعوذ بھی اس لئے کہ اس کا ہر قعدہ قعدہ اخیرہ ہے۔

درمختار میں ہے: لم یَصلی علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی القعدۃ الاولیٰ فی الاربع قبل الظھرِ والجمعۃ ولم یستفتح اذا قام الی الثالثۃِ عنھا وَفی البَاقِی من ذوَات الاربع یصلی علی النبی صَلی اللہ تعالیٰ عَلیہِ وَسَلم وَیستفتح ویتعوذ.

سید کفیل احمد

دارالافتاء منظر اسلام

بریلی شریف ۱۴ ربیع الثانی ۱۹ھ

Marfat.com

جمعہ سے پہلے چار سنتوں کا ثبوت

نہ صرف یورپ میں بلکہ پورے کرۂ ارض پر ملتِ اسلامیہ کی اکثریت فقہی مسائل میں حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی فقہ حنفی جس کی بنیاد کتاب وسنت قیاس اور اجماع امت پر ہے۔ کی پیروی کرتی ہے فقہ حنفی کے پیروکار نہ صرف عامۃ المسلمین ہیں بلکہ جدید وقدیم مفسرین محدثین اولیاء کاملین اور اہل بصیرت کی ایک کثیر تعداد اس راہ حق پر گامزن نظر آتی ہے ہم آئندہ سطور میں اسی فقہ کی روشنی میں جمعہ سے قبل چار سنتوں کے ثبوت کا مختصر جائزہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔

محقق امام ہمام سکندری متوفی ۸۶۱ھ فتح القدیر شرح ھدایہ میں سنن ترمذی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

امام ابو حنیفة فالنسة عنده بعدها اربع اخذاً بماروی عن ابن مسعود رضی الله عنه انه کان یصلی قبل الجمعة اربعاً وبعدها اربعاً قاله الترمذی فی جامعه والیه ذهب ابن المبارک والثوری رحمهما الله۔

ترجمہ: امام ابوحنیفہ کے نزدیک جمعہ کے بعد بھی چار سنتیں ہیں آپ نے اس روایت سے استدلال کی ہے کہ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ جمعہ سے قبل اور جمعہ کے بعد چار سنتیں پڑھا کرتے تھے۔

بحرالرائق میں ہے: وحکم الأربع قبل الجمعة کالاربع قبل الظهر۔

جمعہ سے قبل چار سنتوں کا حکم وہی ہے جو ظہر سے پہلے چار سنتوں کا ہے۔

احناف کے نزدیک جیسے ظہر سے قبل چار سنتیں ہیں ایسے ہی جمعہ سے قبل بھی چار سنتیں ہیں اگر ظہر سے قبل چار سنتیں رہ جائیں تو فرض کے بعد ان کو ادا کرنا ضروری ہے ایسے ہی جمعہ سے قبل چار سنتیں رہ جائیں تو جمعہ کے بعد انہیں ادا کرنا ضروری ہے۔

Marfat.com

احناف فقہاء نے اس حدیث سے بھی جمعہ سے قبل چار سنتوں پر استدلال کیا ہے۔

عن عبداللّٰہ بن السائب انه صلی الله علیه وسلم کان یصلی اربعاً بعد ان تزول الشمس وقال انها ساعة تفتح فیها ابواب السماء فاحب ان یصعدلی فیها عمل صالح. مسنداحمد بن حنبل. فتح القدیر.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن سائب سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زوالِ آفتاب کے بعد چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے آپ نے فرمایا یہ ایسی گھڑی ہے جس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں میں پسند کرتا ہوں کہ اس گھڑی میں میرا نیک عمل بھی اوپر جائے۔

حدیث کے الفاظ ان چار رکعتوں کے سنت ہونے کی نفی نہیں کرتے یعنی آپ زوال کے بعد ہمیشہ چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے اگر ان چار رکعتوں سے مراد ظہر کی پہلی چار سنتیں ہوسکتی ہیں تو ان سے مراد جمعہ کی پہلی چار سنتیں بھی ہوسکتی ہیں کیونکہ ظہر اور جمعہ دونوں زوال کے بعد ہی ادا ہوتے ہیں۔

وقد صرح بعض مشائخنا بالاستدلال سبعین هٰذا الحدیث علٰی أن سنة الجمعة کالظهر لعدم الفصل فیه بین الظهر والجمعة۔ فتح القدیر

رہا یہ مسئلہ کہ یہ چار سنتیں کب تک ادا کی جاسکتی ہیں تو کتاب وسنت کی رو سے اس کا جواب یہ ہے کہ گھر میں یا مسجد میں خطبہ جمعہ کے شروع ہونے سے پہلے ان کا ادا کرنا صحیح اور ضروری ہے دوران خطبہ انکا ادا کرنا ممنوع ہے۔ اذا خرج الامام فلا صلٰوة ولا کلام. خروجه یقطع الصلٰوة وکُلّا منهم یقطع الکلام. خرج ابن ابی شیبة فی مصنفهٖ عن علی وابن عباس وابن عمر رضی الله عنهم کانوا یکرهون الصلٰوة والکلام بعد خروج الامام. موطا امام مالک۔ فتح القدیر۔

ترجمہ: جب امام خطبہ دینے کیلئے نکل آئے تو ہر قسم کی کلام اور نماز ممنوع ہوجاتی ہے

Marfat.com

حضرت علی ابن عباس اور ابن عمر رضوان اللہ علیہم اجمعین امام کے نکلنے کے بعد نماز اور کلام کو مکروہ سمجھتے تھے۔ وہ حدیث بخاری جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران خطبہ ایک شخص کو دو رکعت پڑھنے کی اجازت دی وہ حدیث دورانِ خطبہ نماز ممنوع ہونے سے پہلے کی ہے جیسے ابتداء میں دوران نماز ایک دوسرے سے بات کرنا جائز تھا مگر بعد میں یہ چیز منسوخ کردی گئی ایسے ہی دوران خطبۂ جمعہ بھی کلام ونماز منسوخ کردی گئی۔

هذا ما عندی والله اعلم بالصواب وعنده علم الکتاب

وصلی الله تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ سیّدنا محمد والہٖ وصحبہٖ وسلم

تحریر: عبدالرسول منصور سیالوی

۸۹-۹-۱۰ صفر المظفر ۱۴۱۰ھ

Marfat.com

سوال: امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ پڑھنی چاہیے یا نہیں؟

جواب: نہیں اس لئے کہ قرآن مجید کا حکم ہے: قُرِیَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ.

ترجمہ: یعنی جب قرآن شریف پڑھا جائے تو اس طرف دھیان رکھو اور چپ رہو۔ شاید تم پر رحم ہو۔ (پ۹ آخر سورۃ اعراف)

اور حدیث شریف میں ہے: ''قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم وَاِذَا قَرَأَ الْاِمَامُ فَنْصِتُوْا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَاِبْنُ مَاجَةَ وَالنَّسآئِي''

ايضاً عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ مَعَ الْاِمَامِ فَحَسْبُهٗ قِرَاءَةُ الْاِمَامِ وَكَانَ ابْنُ عُمَر لَايَقْرَأُ مَعَ الْاِمَامِ رَوَاهُ الْمَوطَاء اِمَامُ محمّد بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلٰوةِ خَلْف اِمَامٍ.

ترجمہ: اور جب قرأت کرے امام تو تم خاموش رہو۔ (ابوداؤد وابن ماجہ ونسائی)

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہارا کوئی کسی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اسے امام کی قرأت کافی ہے اور خود ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتے تھے۔ (موطاء امام محمد باب القرأة في الصلوٰة خلف امام)

جن احادیث میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کا حکم ہے وہ امام کو یا وہ جو نماز اکیلے پڑھے۔ اور کسی حدیث میں نہیں کہ امام کے ساتھ تم بھی پڑھو۔ جن روایات میں کچھ اشارہ ہے تو وہ ضعیف ہیں یا مؤول۔ مزید تحقیق فقیر کے رسالہ ''قرأة خلف الامام'' میں پڑھیے۔

از: مفسر قرآن شیخ الحدیث

حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی

Marfat.com

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں۔

سوال ۱: کیا علماء بریلی اور ان کے ہم عقیدہ حضرات کی نماز۔ علماء دیوبند کی اقتداء میں ہوجاتی ہے یا نہیں اگر ہوجاتی ہے تو کیوں ہوجاتی ہے اور نہیں ہوتی تو کیوں نہیں ہوتی ہے۔

سوال ۲: کیا علماء دیوبند اور ان کے ہم عقیدہ حضرات کی نماز۔ علماء بریلی کی اقتداء میں ہوجاتی ہے یا نہیں۔ اگر ہوجاتی ہے تو کیوں ہوجاتی ہے اور نہیں ہوتی تو کیوں نہیں۔

جواب (۱): دیوبندی اپنے عقائد کفریہ باطلہ کے سبب مسلمان ہی نہیں قطعاً یقیناً خارج از اسلام ہیں علماء حرمین طیبین بلکہ عرب وعجم کے علماء نے فرمایا کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر جو ان کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ مسلمان نہیں جب وہ علماء حرمین شریفین ودیگر علماء عرب وعجم کے نزدیک مسلمان ہی نہیں تو پھر ان کی اقتداء میں مسلمانوں کی نمازیں کیوں کر ہوسکتی ہیں ان کی اقتداء میں نماز ہو ہی نہیں سکتی باطل محض ہے۔ حدیث شریف میں ہے لا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم بلکہ خداوند قدوس نے ایسے مرتدوں بدمذہبوں سے ترک تعلق کا حکم فرمایا ہے رب عزوجل فرماتا ہے واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین. واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جملہ اعمال ایمان سے متعلق ہیں اور جب ان کا ایمان ہی نہیں تو وہ چاہے جس کی اقتداء میں نماز جیسی حرکت کریں ہرگز مقبول نہ ہوگی کیونکہ ان کی نماز نماز نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم.

کتبہٗ فقیر قادری سید کفیل احمد غفرلہٗ

دارالافتاء منظر اسلام بریلی شریف

Marfat.com

استفتاء

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اِس مسئلہ میں کہ (ا) کیا وہابیوں، نجدیوں، دیوبندیوں، تبلیغیوں نام نہاد اہل حدیثیوں، جماعت اسلامی وغیرہ ہا کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

(ب) ان مذکورہ جماعتوں کے مدرسوں میں پڑھنا اور ان کی قربانی کی کھالوں، زکوٰۃ، فطرانہ وغیرہ سے مدد کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ سائل: صوفی صفدر علی محمد سلیمانی جہلم

الجواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ استفتاء میں مذکورہ تمام فرقے اہل سنت و جماعت سے خارج ہیں بلکہ مخالف ہیں۔ غیر مقلد وہابی اجماع امت کے منکر ہیں کیونکہ تقلید آئمہ اجماع امت سے ثابت ہے بلکہ ضروری ہے۔ مگر یہ لوگ اِس کو شرک کہتے ہیں۔ نیز مولوی اسماعیل دہلوی کو یہ لوگ بھی اپنا قائد سمجھتے ہیں۔ جس نے تقویۃ الایمان میں جگہ جگہ انبیاء علیھم السلام اور اولیاء کرام کی توہین لکھی ہے۔ مثلاً لکھا ہے۔ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چوہڑے اور چمار سے زیادہ ذلیل ہے۔

دیوبندی فرقہ جس پر علمائے عرب و عجم نے کفر کا فتویٰ دیا ہے کیونکہ ان کے عقائد جو ان کی کتابوں سے عیاں ہیں کفریہ ہیں۔ مثلاً خاتم النبیین کا معنیٰ آخری نبی اور ختم زمانی کرنا دیوبندیوں کے نزدیک عوامی خیال ہے بلکہ ان کے بقول اِس کا معنیٰ اصلی نبی ہے۔ پھر اس کتاب میں دوسری جگہ یوں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یا آپ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے۔ تو آپ کی نبوت میں فرق نہیں آئے گا۔ غرضیکہ مرزائیوں کی طرح ختم نبوت کے متعلق دیوبندی بھی غلط عقیدہ رکھتے ہیں۔ اِس کے علاوہ اِن کی کتابوں میں اور بہت سی ایسی عبارات ہیں جو صریح طور پر حضور علیہ السلام کی گستاخی ہے بلکہ انہوں نے خود اس کو کفر قرار دیا ہے۔ اِس کیلئے "دعوت فکر" کتاب مصنف مولانا تابش قصوری مکتبہ اشرفیہ جی ٹی روڈ مرید کے

Marfat.com

ضلع شیخوپورہ کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

تبلیغی جماعت دیوبندیوں کا ہی ایک گروہ ہے۔ اِسی طرح جماعت اسلامی (مودودی جماعت) غیر مقلد فرقہ ہے۔ ان سب کا ایک ہی عقیدہ ہے۔ اِس لئے تبلیغی جماعت اور جماعت اسلامی نام کی کتابیں مطالعہ کی جا سکتی ہیں یہ دونوں کتابیں مولانا ارشد القادری کی تصنیف ہیں۔

اِس لئے ان تمام فرقوں کی اقتدا میں نماز پڑھنا بلکہ ان کے ساتھ معاملات کرنا ان سے موالات کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ ان کے مدارس میں پڑھنا جہنم کا راستہ اپنانا ہے کیونکہ ان کے مدارس میں پڑھنے والا خود گمراہ ہوگا اور دوسروں کو گمراہ کرے گا۔ واللہ اعلم بالصواب

دستخط و مہر مفتی عبد اللطیف

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

Marfat.com

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین بارہ اِس مسئلہ کے کہ وہابی (اہل حدیث)، دیوبندی، مرزائی کو امام بنانا اور اُس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا ناجائز۔؟

جواب: صورت مسئولہ مذکور بالا میں وہابی اہل حدیث، دیوبندی وغیرہ کو اپنا امام بنانا حرام ان کے پیچھے نماز پڑھنی ناجائز اور گناہ ہے چونکہ یہ لوگ انبیاء اور اولیا کے بے ادب اور گستاخ ظالم ہیں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: لاینال عهد الظالمین ایسے ظالم لوگوں کو امامت کا حق نہیں پہنچتا۔ واللہ اعلم ورسولہ

صادق حسین خطیب اہل سنت جہلم

مشین محلّہ نمبر 1

24/6/79

Marfat.com

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسائل ہذا میں!

سوال: زید مسجد کا امام ہے لیکن ٹی وی دیکھتا ہے اور صوم وصلوٰۃ کا پابند بھی نہیں ہے کیا زید کے پیچھے نماز جمعہ وغیرہ جائز ہے۔

المستفتی: محمد منظور خاں کندری

جواب: اس کی اقتداء میں نماز جائز نہیں مگر جمعہ وعیدین کہیں کسی دوسری جگہ نہ مل سکے تو یہ نمازیں پڑھ سکتے ہیں بقیہ پنج وقتہ نمازیں اس کی اقتداء میں درست نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبید الرحمٰن رضوی

دارالافتاء منظر اسلام محلّہ سوداگران بریلی شریف

سوال: کسی نے داڑھی رکھی پھر سال دوسال کے بعد داڑھی منڈالی لوگوں نے کہا کہ بھائی داڑھی کیوں منڈوالی تو جواب دیا کہ منہ میں یہ گھاس یا یہ کہا کہ منہ کے سامنے یہ گندا اچھا ہے یا یہ کہہ دیا کہ چوہا لے کے گیا ہے۔ ایسا کہنے والا کیسا ہے حدیث کی روشنی یں جواب عنایت فرمائیں۔

جواب: اس طرح کہنے والا اشد گنہگار حرام کار مستحق عذاب نار ہے اس پر اس سے توبہ لازم توبہ کرے بعد توبہ تجدید ایمان بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے کہ اس کے اس جملہ سے داڑھی کا استہزاء ہے اور یہ کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ اعلم

سوال: زید شراب کی بھٹی چلواتا ہے لیکن نہ خود اُسے بناتا ہے اور نہ بیچتا ہے بلکہ کافر سے بنوا کر کافر سے ہی بکواتا ہے کیا یہ روپیہ زید کیلئے جائز ہے اگر نہیں تو کیوں جب کہ ہاتھ تک نہ لگایا؟

جواب: کیا حلت کی بناء ہاتھ لگانے سے ہے؟ اگر ہاتھ نہ لگایا جائے اور گلاس میں لیکر منہ میں کوئی دوسرا آدمی ڈال دے تو کیا اسے حلال کہا جائے گا اور یہ کہا جائے گا کہ چونکہ ہاتھ نہیں لگایا دوسرے نے ڈال دیا ہے اس لئے حلال ہے۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔کیسی دلیل آپ نے پیش کی ہے۔

Marfat.com

شراب کا بنانا، بنوانا چھونا اٹھانا رکھنا رکھوانا بیچنا بکوانا لینا لوانا سب حرام حرام حرام ہے اور جس نوکری میں یہ کام یا شراب کی نگہداشت اس کے داموں کا حساب و کتاب کرنا ہو وہ بھی شرعاً ناجائز ہے۔ قال الله تعالیٰ ولا تعاونوا على الاثم والعدوان ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لعن الله الخمر وشاربها وساقيها وبائعها ومبتاعها وعاصرها ومعتصرها وحاملها والمحمولة اليه واكل ثمنها۔

لہٰذا زید کیلئے وہ روپے جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(ماخوذ از ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف)

محمد عبید الرحمٰن رضوی

دار الافتاء منظر اسلام محلہ سوداگراں

بریلی شریف (انڈیا)

Marfat.com

حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ: نفل نماز با جماعت ادا نہ کریں

علماء سرانجام نوافل کی ترویج میں سعی کرتے ہیں اور فرائض کو خراب و ابتر کرتے ہیں۔ مثلاً نماز عاشورہ کو۔ جماعت اور جمعیتِ تمام سے ادا کرتے ہیں حالانکہ جانتے ہیں کہ فقہ کی روایات نفلی جماعت کی کراہت پر ناطق ہیں اور فرضوں کے ادا کرنے میں سستی کرتے ہیں۔۔۔ اور جماعت کی بھی چنداں قید نہیں رکھتے۔ جماعت میں ایک یا دو آدمیوں پر قناعت کرتے ہیں۔

(دفتر اوّل صفحہ ۴۷۷ مکتوب نمبر ۲۶۰)

مکتوب نمبر ۲۸۸ میں مستقل طور پر نماز نوافل کی جماعت کے خلاف لکھا اور تحریر فرمایا۔ کہ اکثر خاص و عام لوگ نوافل کے ادا کرنے میں بڑا اہتمام کرتے ہیں اور فرضی نمازوں میں سُستی کرتے ہیں۔۔۔ اور نہیں جانتے کہ یہ شیطان کے تسویلات یعنی مکر و فریب ہیں۔ جو سئیات کو حسنات کی صورت میں ظاہر کرتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ نوافل کو جمعیتِ تمام کے ساتھ ادا کرنا اِن مکروہہ مذمومہ بدعات میں سے ہے جن کے حق میں حضرت رسالت پناہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”جس نے ہمارے دین میں نئی بات نکالی وہ بدعت ہے۔“

پس وہ نماز جو روزِ عاشورہ، شب برات اور لیلۃ الرغائب وغیرہ میں جماعت کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور دو دو سو یا تین تین سو یا اس سے زیادہ آدمی مسجدوں میں جمع ہوتے ہیں اور اس نماز و اجتماع و جماعت کو مستحسن خیال کرتے ہیں ایسے لوگ فقہاء کے اتفاق سے امرِ مکروہ کے مرتکب ہیں اور مکروہ کو مستحسن جاننا بڑا بھاری گناہ ہے۔ کیونکہ حرام کو مباح جاننا کفر تک پہنچا دیتا ہے اور مکروہ کو احسن سمجھنا ایک درجہ اس سے کم ہے۔ اس فعل کی برائی کو اچھی طرح ملاحظہ کرنا چاہیئے۔

جاننا چاہیئے کہ ادائے نوافل کی بنیاد اخفاء و تستر یعنی پوشیدہ و تنہا ادا کرنے پر ہے تاکہ

Marfat.com

سمعہ وریا کا گمان نہ گزرے اور جماعت اس کی منافی ہے اور فرائض کے ادا کرنے میں اظہار واعلان مطلوب ہے کیونکہ ریا وسمعہ کی آمیزش سے پاک ہے۔ پس ان (فرائض) کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا مناسب ہے اور مکروہہ جماعت نوافل کا اجتماع مشروع نہ ہوگا۔ بلکہ منکر ہوگا۔

حدیث نبوی میں ہے۔

الفتنة نائمة لعن الله من ایقظها فتنہ سویا ہوتا ہے اور جو اس کو جگاتا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہے اِنتباہ: اسلام کے والیوں اور قاضیوں اور محتسبوں کو لازم ہے کہ اس اجتماع (جماعتِ نوافل) سے منع کریں اور اس بارے میں زجر وتنبیہ کریں تاکہ یہ بدعت جس سے فتنہ برپا ہو جڑ سے اکھڑ جائے۔"

جماعتِ نوافل: تداعی کے ساتھ مکروہ ہے اور تداعی کا معنٰی ایک دوسرے کو بلانا جمع کرنا ہے لہذا امام کے ساتھ (اتفاقیہ طور پر) ایک دو شخص تک جماعت بلا کراہت جائز اور تین میں اختلاف اور چار مقتدی ہوں۔ تو بالاتفاق مکروہ۔ اور جب مردوں کو تداعی وجماعت کے ساتھ نوافل پڑھنا مکروہ ہے تو عورتوں کی نوافل کی جماعت تو اور زیادہ مکروہ ہوگی۔

بحوالہ ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ

ذوالقعدہ ۱۴۱۷ھ

Marfat.com

مکرمی حضرت مولانا صفدر علی سلیمانی صاحب قبلہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خیریت طرفین احسن المطلوب

آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ آپ مسئلہ مسئول عنہ میں کچھ زیادہ ہی متفکر ہیں عجب معاملہ ہے کہ آپ جیسا باریک بیں صاحب عقل وخرد مسئلہ مسئول عنہ کے جواب پھر مواظبت والتزام کی وضاحت کے باوجود احباب کو مطمئن نہ کر سکے۔

قبلہ محترم آپ بخوبی جانتے ہوں گے کہ جب بین الاکابر کسی مسئلہ پر اختلاف ہو جائے یعنی ان کی تحقیقات آپس میں متعارض معلوم ہوتے ہوں تو ہمارے لئے لازم ہے کہ اولاً ان کے درمیان مطابقت کی صورت نکالیں اگر صورت مطابقت ظاہر ہو جائے فبھا ورنہ کسی ایک کی تحقیق اپنے لئے مشعل راہ سمجھے **کما لا یخفی علیٰ اهل العلم** لہٰذا صورت مسئولہ میں امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے جماعت نوافل کو پوری دل جمعی اور جماعت سے ادا کرنا بدعات مذمومہ مکروھا میں شمار فرمایا ہے جبکہ امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ والرضوان نے اسے صرف مکروہ تنزیہہ فرمایا ہے **کما ذکر فی الجزء الثالث من الفتاوی الرضویه** بظاہر ان دونوں بزرگوں کے اقوال آپس میں متعارض ہیں اس لئے راقم نے مکتوبات شریف کی عبارت کا مطلب یہ بیان کیا تھا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جب نوافل با جماعت بالتداعی **علی سبیل الالتزام** ہو تو بدعت مذمومہ مکروہا ہوں گے اگر سال میں گاہے بگاہے اتفاقیہ طور پر ہو جائے تو مکروہ نہیں تائید اُدر مختار کی عبارت کو پیش کیا تھا کہ علامہ شامی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے: **یمکن ان یقال ان الجماعة فیه غیر مستحبة ثم ان کان ذالک احیانا کما فعل عمر کان مباحا غیر مکروه وان کان علی سبیل المواظبة کان بدعة مکروهة لانه خلاف المتوارث** یعنی یہ کہا جا سکتا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ جماعت خلاف مستحب ہے اور اگر کبھی کبھی ہو جیسا کہ حضرت عمر نے کیا ہے تو جائز ہوگی کہ یہ خلاف متوارث ہے اور حبیب الفتاویٰ صفحہ ۴۰۷ پر ہے کہ نفل نماز یا تہجد کی نماز اتفاقیہ طور پر گاہ بگاہ جماعت کے ساتھ ادا کر لی

Marfat.com

جائے تو بھی بغیر کراہت صحیح و جائز ہے لفظ اتفاقیہ کبھی کبھی گاہ بگاہ پر غور کیجئے عقدہ حل ہو جائے گا کہ للعاقل تکفیه الاشارہ مزید برآں خود مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ والرضوان کی ایک عبارت بھی اسی طرف مشعر ہے کہ روزانہ نوافل کی جماعت اہتمام کے ساتھ آپ مکروہ تحریمہ جانتے تھے چنانچہ مکتوبات دفتر اوّل حصہ سوم صفحہ ۳۴۹ پر ہے کہ اس سلسلہ کے بعض لوگ (یعنی نقشبندیہ کے) نماز تہجد جماعت سے ادا کرتے ہیں اردگرد سے لوگ تہجد کے وقت جمع ہوتے ہیں اور پھر یہ لوگ پوری جمعیت کے ساتھ یہ نماز با جماعت ادا کرتے ہیں ان کا یہ عمل مکروہ تحریمہ ہے'' خط کشیدہ جملہ بتا رہا ہے کہ ان لوگوں کا یہ عمل کبھی کبھی کا نہیں بلکہ روزانہ کا معمول بن چکا تھا۔

کتبہٗ محمد محبوب رضا قادری

دارالافتاء منظر اسلام بریلی شریف

Marfat.com

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ عظام اس مسئلہ میں کہ جو امام غیر متشرع ہو اس معنی میں کہ اس کی داڑھی یک مشت نہ ہو اور یکمشت سے کم کترواتا ہو اس کے پیچھے کیا مقتدیوں کی فرض نماز، تراویح کی نماز، وتروں کی نماز، نماز جنازہ ہو جاتی ہے۔؟ بینوا بالکتاب وتوجروا۔

المستفتی: حکیم سید امین الدین احمد قادری

239 شاد باغ۔ لاہور

جواب: امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ الباری نے صحیح بخاری میں روایت کی ہے۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھکو الشوارب واعفوا اللحی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مونچھوں کو بہت کم کرو اور داڑھیوں کو اپنے حال پر چھوڑ دو، یعنی بڑھاؤ۔ (صحیح بخاری جلد۲ صفحہ۸۷۵)

امام مسلم روایت کرتے ہیں: عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم احفو الشوارب واعفو اللحی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مونچھوں کو بہت کم کرو اور داڑھیوں کو اپنے حال پر چھوڑ دو، یعنی بڑھاؤ۔ (صحیح مسلم جلد۱ صفحہ۱۲۹)۔ اس حدیث کو امام ابوداؤد، امام ترمذی اور امام مالک نے بھی روایت کیا ہے۔

عن عبید اللہ بن عتبۃ قال: جاء رجل من المجوس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: وحلق لحیۃ واطال شاربہ فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ماھذا؟ قال: ھذا فی دیننا قال: فی دیننا ان نجز الشارب وان نحفی للحیۃ۔ عبید اللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مجوسی آیا جبکہ اس نے داڑھی منڈائی ہوئی تھی اور مونچھیں لمبی رکھی ہوئی تھیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ ہمارے دین میں ہے۔ آپ نے فرمایا ہمارے دین میں یہ ہے کہ ہم مونچھیں کم کرائیں اور داڑھی بڑھائیں۔ (سنن ابوداؤد جلد۲ صفحہ۲۲۱، جامع ترمذی صفحہ۳۹۴، مؤطا امام مالک صفحہ۷۲۱) مصنف امام ابن ابی شیبہ جلد۸ صفحہ۳۷۹) حافظ نور الدین الہیثمی بیان کرتے

Marfat.com

ہیں۔ عن ابی هریرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اهل الشرک یعفون شواربهم ویعفون لحاهم فخالفوهم فاعفوا اللحی واحفوا الشوارب ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکین مونچھیں بڑھاتے ہیں اور داڑھیاں بہت زیادہ کترواتے ہیں سو تم ان کی مخالفت کرو۔ داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں بہت زیادہ کم کراؤ۔ (مجمع الزوائد صفحہ ۱۶۶ جلد ۵ مطبوعہ بیروت) ان ہی سے ایک روایت امام مسلم نے بھی بیان کی ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مونچھیں تراشواؤ داڑھی کو دراز کرو اور مجوس کی مخالفت کرو۔ (مسلم جلد ا صفحہ ۱۲۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی) امام بخاری نے ایک روایت اس طرح بھی روایت کی ہے۔

عن ابن عمر عن النبی صلی الله علیه وسلم قال خالفوا المشرکین وفروا اللحی واحفو والشوارب وکان ابن عمر اذا حج او اعتمر قبض علی لحیته فما فضل اخذه ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکین کی مخالفت کرو، مونچھیں باریک کرو اور داڑھی بڑھاؤ، حضرت عبداللہ ابن عمر جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑتے اور جو مقدار سے فاضل ہوتی اس کو کاٹ دیتے۔ (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۷۵) اس حدیث مبارک سے یہ ثابت ہوا کہ داڑھی قبضہ (ایک مشت) ہونی چاہیے اور اگر قبضہ سے زائد ہو تو اس کے کاٹنے میں حرج نہیں ہے۔ ڈاکٹر وہبہ زحیلی لکھتے ہیں کہ وقد حرم المالکیة والحنابلة حلقها ولایکره مازاد علی القبضة ولا اخذ ماتحت حلقه لفعل ابن عمر۔ فقہا حنابلہ اور مالکیہ نے داڑھی مونڈنے کو حرام قرار دیا ہے اور قبضہ سے زائد داڑھی کا کاٹنا مکروہ نہیں ہے اور حلق کے نیچے کے بالوں کا کاٹنا مکروہ نہیں ہے کیونکہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما یہ بال کاٹتے تھے۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ جلد ا صفحہ ۳۰۸ مطبوعہ بیروت) علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں۔ وهو ای القدر المسنون فی اللحیة القبضة۔ داڑھی میں قدر مسنون قبضہ ہے۔ (فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۲۷۰) جمہور فقہا کرام نے قبضہ بھر داڑھی کو مسنون بتایا

Marfat.com

ہے اللحیة اذا کانت بقدر المسنون وهو القبضة (ہدایہ اولین صفحہ ۲۰۱) وهو الی القدر المسنون فی اللحیة القبضة (الدرر والغرر جلد اصحہ ۲۰۸۔ تبیین الحقائق جلد اصفحہ ۳۳۱) و السنة فيها القبضة ۔ (علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ (ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۳۵۹) داڑھی منڈانا مکروہ تحریمی یا حرام ظنی ہے۔ اور مطلقاً داڑھی رکھنا واجب ہے اور قبضہ بھر سنت داڑھی کی اتنی مقدار ہونی چاہئے جس پر عرف میں داڑھی کا اطلاق ہو سکے، قبضہ سے کم خشخشی اور خفیف داڑھی پر مطلقاً داڑھی کا اطلاق نہیں ہوتا بلکہ اس کو فرنچ کٹ داڑھی یا خشخشی داڑھی کہتے ہیں۔'' ایسے امام کے پیچھے فرض نماز، وتر، تراویح اور نماز جنازہ وغیرہ پڑھنا جائز نہیں ہے اور اگر داڑھی کٹانے والا امام توبہ کرلے اور عہد کرے کہ آئندہ داڑھی نہیں کٹوائے گا تو اس کے پیچھے بلا کراہت ہر قسم کی نماز جائز ہے۔

واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

''(مفتی) عبداللطیف قادری''

فرمودۂ اقبال

''میرے نزدیک فاشزم، کمیونزم یا زمانہ حال کے اور ازم کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ میرے عقیدے کی رو سے صرف اسلام ہی ایک حقیقت ہے جو بنی نوع انسان کیلئے ہر نقطہ نگاہ سے موجب نجات ہو سکتی ہے۔ میرے کلام پر ناقدانہ نظر ڈالنے سے پہلے حقائق اسلامیہ کا مطالعہ ضروری ہے۔ اگر آپ پورے غور اور توجہ سے یہ مطالعہ کریں تو ممکن ہے آپ ان نتائج تک پہنچیں جن تک میں پہنچا ہوں۔

(ماخوذ ماہنامہ انوار صوفیہ لاہور پاکستان مئی ۱۹۹۹ء)

Marfat.com

الحاصل فتاویٰ اکابرین اہل سنت و جماعت

۱) چاروں مذاہب حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی میں داڑھی منڈانا حرام ہے۔ داڑھی ایک مٹھی (مشت) ہے۔

۲) مشت سے کم داڑھی رکھنا اور کاٹنا حرام ہے۔ مشت سے کم داڑھی کترے امام کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی واجب الاعادہ (یعنی دوبارہ پڑھنی) ہے۔ نماز خواہ فرض، سنت یا تراویح ہو۔

(۱) فتویٰ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

(احکام شریعت)

(۲) صدر الافاضل حضرت علامہ سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

(ماہنامہ فیض عالم رمضان المبارک ۱۹۹۲)

(۳) صدر الشریعت حضرت مولانا محمد امجد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہارِ شریعت (فتاویٰ امجدیہ)

(۴) حضرت علامہ سیّد ابوالبرکات سیّد احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (لاہور)

(ماہنامہ فیض عالم رمضان ۱۹۹۲)

(۵) حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ (گجرات)

(فتاویٰ نعیمیہ)

(۶) حضرت علامہ محمد شریف محدث کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ (سیالکوٹ) (الفقیہ امرتسر ۱۲۳۹)

(۷) غزالی دوراں حضرت علامہ احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (ملتان)

(بہار شریعت) (ردالمختار)

(بحوالہ ماہنامہ فیض عالم ماہ رمضان المبارک ۱۹۹۲ء)

(۸) فقیہ اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا نور اللہ بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ

(فتاویٰ نوریہ) (بحوالہ ماہنامہ فیض عالم رمضان المبارک ۱۹۹۲)

(۹) مفتی بریلی شریف حضرت علامہ محمد اعظم صاحب (ماہنامہ فیض عالم ماہ رمضان المبارک ۱۹۹۲)

Marfat.com

(۱۰) مولانا شریف الحق محدث و مفتی انڈیا (ماہنامہ فیض عالم رمضان المبارک ۱۹۹۲)

(۱۱) شیخ القران وحدیث علامہ الحاج محمد فیض احمد اویسی (بہاولپور)

(ماہنامہ فیض عالم رمضان ۱۹۹۲)

(۱۲) الحاج مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب (گوجرانوالہ) (رضائے مصطفیٰ ذوالحجہ ۱۳۸۳ھ)

(۱۳) امیر دعوت اسلامی حضرت مولانا ابوالبلال محمد الیاس قادری صاحب (کراچی)

(فیضانِ سنت)

(۱۴) مفتی محمد امین صاحب مہتمم جامعہ امینیہ رضویہ فیصل آباد پاکستان

(فیضان سنت) (اسلامی معاشرہ اور مسئلہ تصویر، داڑھی)

(۱۵) فتویٰ مفتی مظہر اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (اسلامی معاشرہ اور مسئلہ تصویر داڑھی)

(۱۶) مفتی حضرت مولانا اصغر روحی صاحب لاہور (اسلامی معاشرہ اور مسئلہ تصویر داڑھی)

(۱۷) نابالغ کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ فاسق کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے۔ حضرت شاہ محمد رکن دین رحمۃ اللہ علیہ

(۱۸) فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

(۱۹) فتویٰ شیخ الحدیث مفتی غلام رسول رضوی صاحب (فیصل آباد) (تفہیم البخاری)

(۲۰) فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ (ہدایہ شریف)

(۲۱) فتویٰ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خان صاحب بریلی شریف۔

(ماہنامہ اعلیٰ حضرت بمطابق ماہ جنوری ۱۹۹۵ء)

(۲۲) فتویٰ مفتی دارالافتاء منظر اسلام بریلی شریف حضرت علامہ سید کفیل احمد ہاشمی صاحب۔

(ماہنامہ اعلیٰ حضرت مطابق ماہ مارچ ۱۹۹۵ء)

(۲۳) فتویٰ محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (فیصل آباد)

(ماہنامہ فیض عالم ماہ رمضان ۱۹۹۲ء)

از قلم: الحاج مولانا صوفی ابوالعطاءؔ محمد صفدر علی سلیمانی

نوٹ: ان تمام فتووی کی اصل فقیر ناچیز کے پاس موجود ہے بوقت ضرورت دکھائی جاسکتی ہے۔

Marfat.com

امامت کے بیان میں

امامت دو قسم کی ہوتی ہے۔ امامت کبریٰ جو لوگوں کو دین و دنیا میں مصالح کی حفاظت کیلئے بطور نیابت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوتی ہے دوسری امامت صغریٰ وہ مقتدی کی نماز کا امام کی نماز سے چند شرطوں کے ساتھ وابستہ ہونے کا نام ہے۔ جیسے عام مساجد کی امامت۔

کن کے پیچھے نماز نہیں ہوتی: مجنون دائی، مدہوش، نابالغ، عورت، خنثیٰ، معذور، مسبوق، لاحق، بدعتی، جیسے قدری، جہمی، مشبہ، رافضی تبرائی۔ (فتاویٰ عالمگیری۔غنیہ)

نوٹ: عورت عورتوں کی۔ نابالغ نابالغوں کی۔ معذور معذوروں کی جماعت کرائے تو درست ہوگی۔ عورت جب عورتوں کی جماعت کرائے تو صف کے درمیان کھڑی ہوگی۔ مگر پھر بھی عورتوں کیلئے تنہا جماعت کے ساتھ (عورت کی امامت میں) نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

(ہدایہ، قاضی خان)

نوٹ: (بغیر ضرورت) فوٹو بنانا یا بنوانا بھی حرام ہے۔ بنانے یا بنوانے والا فاسق ہے۔

(ردالمختار)(نورالایضاح، مراقی الفلاح، شامی)

کن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے:

ہر فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ مثلاً بد مذہب جس کی بد مذہبی حد کفر تک نہ پہنچی ہو۔ شرابی، جواری، زناکار، سود خور، چغل خور، جو کبیرہ گناہ بلا اعلان کرتا ہو۔ یاد رہے سوائے قوالی کے ساز کے جو آداب سماع کے مطابق ہو باقی ساز و راگ حرام ہے ناچ بھی حرام ہے اسی طرح داڑھی منڈانا یا کٹوانا جو مشت سے کم ہو حرام ہے لہذا راگ و ساز سننا ناچ دیکھنا یا بدمستی میں ناچنا اور داڑھی مشت سے کم کرنا حرام و فسق ہے اور یہ کام کرنے والا فاسق ہے۔ ایسے امام کے پیچھے بھی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (ردالمختار، درمختار)(احکام شریعت)

Marfat.com

مزید فتویٰ از مفتی پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت مفتی مظہر اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت مولانا اصغر روحی لاہور۔ بلاشبہ داڑھی کترے حافظ فاسق ہیں ان کے پیچھے نماز خواہ فرض یا سنت یا تراویح ہو مکروہ تحریمی ہے اگر بہ مجبوری پڑھ لی تو دوبارہ پڑھے۔ (کذا فی الشامی)

ازقلم: مولانا صوفی محمد صفدر علی سلیمانی
خطیب جامع مسجد برمنگھم یوکے

Marfat.com

استفتاء

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ جو شخص داڑھی منڈاتا یا کتراتا ہو۔ یعنی ایک مشت سے کم ہو۔ شرعاً اس کا کیا حکم ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز یا ناجائز بینوا توجروا.

جواب: صورت مسئولہ میں شرعاً حکم یہ ہے کہ جو شخص داڑھی منڈاتا یا کتراتا ہو یعنی ایک مشت سے کم رکھتا ہو وہ شخص فاسق معلن یعنی بظاہر فاسق اسلام میں مردود الشہادۃ ہے یعنی ان کی شہادت اسلام میں منظور نہیں ہے۔ جو نمازی ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھ لے اس کی نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے یعنی اس نماز کو دہرانا لازم ہے۔ اسی طرح ایسے شخص کی اذان بھی مکروہ قابلِ اعادہ ہے اور اس کے گناہ سے جلد از جلد توبہ کرنا ضروری ہے کیونکہ داڑھی منڈانا یا کترانا یعنی ایک مشت سے کم رکھنا حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کے خلاف ہے۔

دلائل ملاحظہ ہوں:

اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے: وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيْراً۔ یعنی حق واضح ہو جانے پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کرے اور مسلمانوں کی راہ چھوڑ کر دوسری راہ چلے تو ہم اُسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور جہنم میں ڈالیں گے اور جہنم کتنا بُرا ٹھکانہ ہے۔

فرمانِ رسالت: (۱) حضرت عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خَالِفُوْا الْمُشْرِكِيْنَ اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَوْفِرُوا اللِّحْيَةَ. یعنی مشرکوں کی مخالفت کرو (یونکہ) مونچھیں خوب پست اور داڑھی کثیر وافر رکھو (بخاری مسلم) (۲) صحیح بخاری کی ایک روایت میں یوں ہے۔ اَنْهِكُوا الشَّوَارِبَ وَعْفُوا اللُّحٰى یعنی مونچھیں مٹاؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ۔ (۳) صحیح مسلم۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ طحاوی کی ایک روایت اس طرح ہے۔ اَحْفُوا الشَّوارب وَعْفُوا اللُّحٰى. یعنی مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیاں چھوڑ رکھو۔ (۴) مسلم وترمذی کی ایک روایت میں یوں ہے۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم اَمَرَ باحُفَاءِ الشَّوارِبِ وَاعفَاءِ اللُّحی. بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا: مونچھیں خوب پست کرلے اور داڑھیاں خوب چھوڑ کر رکھ لے۔ (۵) صحیح مسلم میں حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جَزُّوا الشَّوارِبَ وارخوا للّحٰی خالِفُوا المَجُوسَ ۔یعنی مونچھیں کترو اور داڑھیاں بڑھنے دو (اس طرح) مجوسیوں کی مخالفت کرو۔ (۶) شرح معانی الآثار میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اَحفُوا الشَّارِبَ وَاعفُوا اللُّحیٰ وَلا تَشبَّهُوا بالیَهُودِ ۔یعنی مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ۔ یہودیوں جیسی صورت نہ بناؤ۔

فقہاء اسلام: امام کمال الدین محمد بن ہمام فتح القدیر میں علامہ زین بن نجیم بحرالرائق میں علامہ ابوالاخلاص حسن بن عمار غنیۃ ذوی الاحکام میں علامہ محمد بن علی دمشقی درمختار میں۔ علامہ سیدی احمد مصری حاشیہ مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں۔ اَلمَعنیٰ لِلکُل وَاللَّفظُ لِحَاشِیَةِ الدُّرِ وَالغُررِ اَلاَخذُ مِنَ اللِّحیَةِ وَهِیَ دُونَ القُبضَةِ کَمَا یَفعَلُهُ بَعضُ المَغارِبَةِ وَمُخنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَم یَجِهُ اَحَدٌ وَاَخذُ کُلِّهَا فِعلُ المَجُوسِ وَالاَعَاجِمِ وَالیَهُودِ وَالهُنُودِ وَبَعضُ اَجنَاسِ الاَفرنجِ اھ یعنی جب داڑھی ایک مشت سے کم ہو تو اس میں سے کچھ لینا (کترانا) جس طرح بعض مغربی اور زنانے زخنے کرتے ہیں یہ کسی کے نزدیک حلال نہیں۔ اور سب لے لینا (داڑھی منڈادینا) مجوسیوں یہودیوں، ہندوؤں اور بعض فرنگیوں کا فعل ہے۔ الا المُعتَهُ الضُحیٰ فِیْ اعفَاءِ صفحہ ۳۰ اللُّحیٰ)

فتاویٰ رضویہ صفحہ ۱۳۱، صفحہ ۲۱۵، صفحہ ۲۱۴، صفحہ ۲۱۹، صفحہ ۲۵۵، صفحہ ۲۶۹، صفحہ ۳۵۰، صفحہ ۳۷۲، مصنفہ شیخ الاسلام مجدد ملت اعلیٰ حضرت علامہ مولانا شاہ محمد احمد رضا خان صاحب بریلوی رضی اللہ عنہ

منجانب: دفتر مرکزی انجمن اشاعت الاسلام او ٹی ۲۱/۱ احمیر موکھی لین نزد کھتری مسجد کراچی

اشاعت: زیر اہتمام الحاج الحافظ القاری خادم حسین نقشبندی مجددی

بانی وصدر مدرس: مدرسہ کریمیہ تعلیم القرآن اسلام پورہ جہلم

Marfat.com

سوال: ایک امام مسجد صاحب پابندی سے نماز نہیں پڑھاتے، چھٹیاں زیادہ کرتے ہیں۔ کیا ایسے امام صاحب کو چھٹیوں کے دِنوں کی تنخواہ دینا جائز ہے۔ (یعنی جب چھٹیاں انتظامیہ مسجد کی مقرر کردہ چھٹیوں سے زیادہ ہوں)

جواب: جن دِنوں اُس نے نمازیں پڑھائیں ہیں ان ایام کی تنخواہ لینے کا مستحق ہے۔

(۱) جن دِنوں کام نہیں کیا یعنی نمازیں نہیں پڑھائیں تنخواہ لینے کا حق دار نہیں ہے۔ اگر اُس نے ایڈوانس (پہلے) تنخواہ لے لی تھی تو اُس امام سے تنخواہ واپس لی جائے۔ اور جو متولی اُسے چھٹی کے دِنوں کی بھی تنخواہ دے اُسے معزول کیا جائے یعنی ہٹا دیا جائے۔ صفحہ ۴۵۷، ۴۵۸

(۲) مدرس کیلئے ہفتہ میں ایک چھٹی جو مقرر کی جاتی ہے اُس کی تنخواہ لینا معاف ہے۔ اِس کے علاوہ مدرس غیر حاضر رہنے پر تنخواہ کا مستحق نہیں۔ اگرچہ وہ غیر حاضری حج فرض ادا کرنے کیلئے ہو۔

(۳) مہتمم جو تنخواہ لیتا ہو۔ وہ زیادہ مرض کی وجہ سے سال میں ہفتہ (سات دن) کی رخصت لے سکتا ہے۔ زیادہ ضرورت رخصت پر اپنا نائب دے۔ ورنہ اُس کیلئے بھی تنخواہ لینا حلال نہیں۔ دینے والوں کیلئے تنخواہ دینا بھی حلال نہیں۔ صفحہ ۲۰۸، ۲۰۹

یہ سوال اور تین جواب کی صورتیں جو فقیر ناچیز نے لکھی ہیں۔ فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۱۶ صفحہ ۴۵۷، صفحہ ۴۵۸، صفحہ ۲۰۸، صفحہ ۲۰۹ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور سے لی ہیں۔ جو تفصیلی جوابات میں درج ہیں۔

Marfat.com

فتویٰ نمبر ۱

بحوالہ فتاویٰ فیض الرسول جلد سوم صفحہ ۲

از: فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد صاحب قبلہ امجدی رحمۃ اللہ علیہ (انڈیا)

مسئلہ: از والدۂ مولوی شبیر احمد محلّہ گکھا سرائے ٹانڈہ فیض آباد آج کل عورتیں میلاد میں نعت شریف بلند آواز سے پڑھتی ہیں اور پھر آخر میں صلاۃ وسلام تو اتنی زور سے پڑھتی ہیں کہ ان کی آواز گھر کے باہر دور تک پہنچ جاتی ہے تو اس طرح عورتوں کو پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: عورتوں کو اس طرح پڑھنا حرام، حرام، حرام ہے۔ سورۂ نور رکوع ۴ کی آیت کریمہ وَلاَ یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ الخ کے تحت تفسیر روح البیان میں ہے۔ رفع صوتها بحيث يسمع الاجانب كلامها حرام یعنی عورت کا آواز کو اس طرح بلند کرنا کہ اجنبی مرد سنیں حرام ہے اور ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۲۵۷ میں ہے رفع صوتهن حرام یعنی عورتوں کو اپنی آواز اونچی کرنا حرام ہے۔ لہٰذا ان پر لازم ہے کہ وہ نعت شریف اور صلاۃ وسلام اتنی آہستہ پڑھیں کہ گھر کے باہر آواز نہ جائے ورنہ ایسا میلاد شریف حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کی بجائے ان کی ناراضگی اور آخرت کی بربادی کا سبب ہوگا۔ هذا ما عندي وهو اعلم بالصواب۔

کتبہ: جلال الدین احمد الامجدی

Marfat.com

فتویٰ نمبر 2

عورتوں کا لاؤڈ اسپیکر پر میلاد پڑھنا

سوال: عورتوں سے میلاد شریف پڑھوانا اس میں لاؤڈ اسپیکر (1) کا استعمال کرنا کیسا ہے اور جو شخص عورتوں سے میلاد پڑھوائے اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔؟

احمد حسین ٹیلر ماسٹر تلہر (انڈیا)

جواب: اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔

عورتوں سے میلاد پڑھوانا منع ہے کہ عورت کی آواز بھی عورت ہے جو شخص پڑھواتا ہے وہ توبہ کرے اور آئندہ ایسا نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہٗ: فقیر قادری محمد فاروق غفرلہٗ

دارالافتاء منظر اسلام بریلی شریف

---

(1) نوٹ: ایسا لاؤڈ اسپیکر جس کی آواز غیر محرم مردوں تک پہنچے۔

Marfat.com

نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال درست نہیں

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

سوال ا: کیا لاؤڈ اسپیکر پر نماز ہو تو امام اور مقتدیوں کی نماز ہوگی یا نہیں اگر نہیں تو کس بنا پر۔

۲: لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نماز میں جائز ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو کس بنا پر۔

۳: لاؤڈ اسپیکر پر خطبہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

جواب: نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال درست نہیں جو لوگ محض لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر بغیر امام کی آواز سنے یا سامنے کے مقتدیوں کو دیکھے ارکانِ نماز ادا کریں گے ان کی نماز فاسد ہوئی۔

بعض اوقات اس سے عجیب قسم کی آوازیں نکلتی ہیں جن سے خشوع وخضوع میں بہت فرق پڑتا ہے۔ بعض اوقات درمیان نماز فیل ہو جاتا ہے۔ یہ بھی نماز میں خلجان کا باعث ہے کہ کوئی قیام میں ہوگا کوئی رکوع میں کوئی سجدہ میں کوئی قعدہ میں عجب ہنگامہ ہوگا اور پھر اس کیلئے کوئی غرض صحیح بھی نہیں اگر قرأت مقتدیوں کو سنانے کیلئے ہو تو اس کی بھی اصلاً حاجت نہیں بلکہ امام کو یہ حکم کہ اس قدر آواز بلند نہ کرے کہ اس کو دقت ہو۔ ولا تجھر بصلوٰتک

اگر جماعت کثیرہ کی صورت میں تکبیرات انتقال مقتدیوں کو سنانے کیلئے ہو تو اس کام کو مکبر کے ذریعہ پورا کیا جا سکتا ہے اور یہ سنت ہے لاؤڈ اسپیکر کے استعمال سے یہ سنت ختم ہو جائے گی۔ لہٰذا اس کے استعمال سے احتراز کریں مولیٰ تعالیٰ مسلمانوں کی آنکھیں کھولے اور بے جا ضد سے باز آنے کی توفیق دے۔ ھو الھادی وھو تعالیٰ اعلم۔

۲: لاؤڈ اسپیکر پر خطبہ پڑھنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہٗ: فقیر قادری محمد فاروق غفرلہٗ

دارالافتاء منظر اسلام بریلی شریف

Marfat.com

لاؤڈ سپیکر میں نماز جائز نہیں ہے

جملہ اکابرین اہلسنت مثلاً ۱۔ حضرت مفتی اعظم ہند شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی مصطفیٰ رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت حجۃ الاسلام شہزادۂ اعلیٰ حضرت علامہ حامد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ حضرت محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ حضرت شیخ الحدیث علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ حضرت شیخ القرآن علامہ ابوالحقائق محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

نے لاؤڈ سپیکر میں نماز ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے جن کی کاپیاں گوجرانوالہ مولانا محمد صادق صاحب سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ قائلین جواز کے نزدیک کیا آلہ مکبر الصوت کی آواز بعینہ امام کی آواز ہے؟ اگر امام کی آواز ہے تو بدلائل ثابت کریں۔ ہمارے نزدیک یہ آواز بعینہ امام کی آواز نہیں ہے کیونکہ امام کی آواز تو دو چار سطور سے آگے نہیں پہنچ سکتی (جس کی وجہ سے یہ آلہ استعمال کرنا چاہتے ہیں تاکہ سامعین تک آواز پہنچے) مقتدی نے نیت یہ کی ہے کہ اقتداء اس امام کی نہ کہ اس آلہ کی لہذا لاؤڈ سپیکر چلانے سے امام کی آواز کی اقتداء ثابت نہ ہوگی

Marfat.com

دوسری قباحت یہ ہے کہ مکبرین کی سُنت جو کہ خود سرکار دو عالم علیہ السلام کی قائم فرمودہ ہے وہ فوت ہو جائے گی۔ تیسری برائی یہ ہے کہ قرآن کریم کی صریح مخالفت ہو گی کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

لَاتَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلاً. (پ ۱۵)

اپنی نماز کو نہ زیادہ بلند پڑھو اور نہ ہی زیادہ پست بلکہ ان کے درمیان کی راہ تلاش کرو۔ تو جب امام کو چیخ چیخ کر نماز پڑھانے سے منع کیا گیا ہے لاؤڈ سپیکر میں نماز پڑھانی جائز رہے گی؟

فتاویٰ فیض الرسول براؤن شریف (انڈیا) میں علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی نے پانچ انگریز محققین سے تحقیق کروا کر ان کے قلم سے ثابت کیا ہے کہ لاؤڈ سپیکر کی آواز بولنے والے کی نہیں ہوتی جب یہ ثابت ہو گیا کہ اس آلہ کی آواز امام کی آواز نہیں ہے تو اس آلہ کی آواز کی اقتداء کیسے جائز ہو گی۔؟

خطبہ میں چونکہ مسائل واحکام بتاتے ہوئے ہی جیسا کہ اب بھی حج کے موقعہ پر امام الحج مسجد نمرہ میں خطبہ دیتے ہوئے حالاتِ حاضرہ سے لے کر دینی مسائل تک سب موضوعات پر تبصرہ کرتے ہیں اور خطبہ میں بعض اوقات خارج از خطبہ کلمات بھی بحالت مجبوری کہے جاسکتے ہیں جیسا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ''یَاسَارِیَۃُ الْجَبَل'' دوران خطبہ ارشاد فرمایا تھا لیکن دورانِ نماز ایسا نہیں ہوتا جس سے ثابت ہوا کہ خطبہ اگرچہ نماز کے قائم مقام ہے مگر بعض مسائل میں خطبہ نماز سے منفرد ہے نماز میں غیر سے کلام تو کجا غیر نمازی سے لقمہ (بھولنے پر) بھی نہیں لیا جاسکتا لہذا خطبہ کو نماز پر قیاس کرتے ہوئے نماز میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال کو جائز قرار دینا لاعلمی ہے۔ نماز کو خطبہ پر قیاس نہیں کیا جاسکتا کیونکہ مقیس اور مقیس علیہ میں بوجوہ مناسبت موجود نہیں۔

رہا مکہ شریف یا مدینہ منورہ میں سپیکر کا استعمال در نماز تو ہم پر سوائے رسول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان وائمہ مجتہدین رحمھم اللہ کے کوئی شخصیت حجت نہیں خواہ وہ مکی مدنی ہی کیوں نہ ہو۔

خلافِ پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

(سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ)

اگر مکہ یا مدینہ حجت ہے تو پھر پورے فعل کو حجت بناؤ وہاں پر پورے شہر مکہ اور مدینہ میں جو امام حرمین میں نماز پڑھاتے ہیں ان کی اقتدا کی جاتی ہے اور ان کی آوازیں پورے شہروں میں گونجتی ہیں ہر دو کاندار تک اپنی اپنی دوکانوں کے سامنے صف بنا کر امام مسجد نبوی یا امام مسجد حرام کی آواز جو لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ وہاں پہنچ رہی ہے اس کی اقتداء کرتے ہیں بس قائلین لاؤڈ سپیکر کو اپنی تمام مساجد سے آئمہ کی چھٹی کرا کر مکہ ومدینہ کی اقتداء کرتے ہوئے نماز ادا کرنی چاہیے حالانکہ اس بات کا کوئی مخالف بھی قائل نہیں لہذا ثابت ہوا کہ ناجائز مسائل میں کسی کی اقتداء جائز نہیں ہے۔

فافهموه وتدبروا

والسلام

دعا گو محمد مقبول احمد

155۔ڈی شیرانوالہ چوک غلام محمد آباد فیصل آباد

Marfat.com

استفتاء

مفتیانِ دین کا درج ذیل مسئلہ میں کیا فیصلہ ہے کہ

امام صاحب نے صبح کی نماز پڑھائی جب دوسری رکعت میں امام فاتحہ کے بعد تلاوت قرآن پاک کر رہا تھا تو جب سورہ حم سجدہ کی آیت نمبر ۳۳ سے لیکر ۳۵ تک پڑھ چکا اور آیت نمبر ۳۶ کا آغاز کیا اور صرف اتنا پڑھا وَاِمَّا یَنۡزَغَنَّکَ آگے نہ چل سکا پھر امام نے آیت نمبر ۳۵ مکمل پڑھی اور رکوع کر دیا اس صورت میں نماز ادا ہوئی یا نہ۔؟

سائل

قاری محمد امین جامع مسجد حنفیہ شیخ قائم دین

مشین محلہ نمبر ۳ جہلم

۲۵ رجب مطابق ۱۵ اپریل

جواب: مذکور میں نماز ادا ہوگئی۔ معترض اپنی جہالت اور امام کے ساتھ کسی عناد کا اظہار کرتا ہے جو کہتا ہے کہ نماز نہیں ہوئی۔ مندرجہ ذیل دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ عالمگیری بحوالہ بہارِ شریعت صفحہ ۸۷ حصہ سوم: ایک آیت کو دوسری جگہ پڑھا اگر وقف پورا کر چکا ہے تو نماز فاسد نہ ہوئی۔ جیسے وَالۡعَصۡرِ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ پر وقف کر کے اِنَّ الۡاَبۡرَارَ لَفِیۡ نَعِیۡمٍ پڑھا. یا اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ پر وقف کیا پھر پڑھا اُولٰٓئِکَ ھُمۡ شَرُّ الۡبَرِیَّۃِ نماز ہوگئی اور اگر وقف نہ کیا تو معنی متغیر ہونے کی صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔ جیسے یہی مثال ورنہ نہیں۔ جیسے اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتۡ لَھُمۡ جَنّٰتُ الۡفِرۡدَوۡسِ کی جگہ فَلَھُمۡ جَزَآءَ نِ الۡحُسۡنٰی پڑھا نماز ہوگئی۔

صورت مذکور میں امام صاحب نے وَمَا یُلَقّٰھَآ اِلَّا الَّذِیۡنَ صَبَرُوۡا ج وَمَا یُلَقّٰھَآ اِلَّا ذُوۡ حَظٍّ عَظِیۡمٍ. وَاِمَّا یَنۡزَغَنَّکَ پڑھا اور بھول جانے سے پھر پہلی آیت دُہرائی۔

Marfat.com

اب کون بیوقوف کہے گا کہ آیت نمبر ۳۵ آیت نمبر ۳۶ ہوگئی اور آیت نمبر ۳۶ آیت نمبر ۳۵ ہوگئی ہے۔ جب یہ صورت نہیں ہے تو معنیٰ میں تغیر کہاں واقع ہوا۔ لہذا نماز فاسد نہ ہوئی۔ نیز وَاَمَّا یَنْزَغَنَّکَ پر امام کا رُکنا (جو وقف کی صورت ہے) ظاہر ہے۔ بایں سبب یہ کلمہ پہلی آیت میں مدغم نہ ہوا۔ تو نماز فاسد ہونے کی کونسی صورت ہوئی۔

۲۔ کیا ایک آیت جو بڑی نہ ہو پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے جبکہ بڑی ایک آیت اور چھوٹی تین آیات پڑھنے کا حکم ہے۔

اِس جواب کیلئے فتاویٰ مظہری جلد اوّل صفحہ ۱۰۶ سوال نمبر ۱۴ ملاحظہ ہو۔

سوال: ایک مسجد کا امام الحمد کے بعد رب المشرقین ورب المغربین فبای الاء ربکما تکذبان پڑھ کر رکوع میں چلا جاتا ہے اس صورت میں نماز ہوگئی یا نہیں؟ بینوا وتو جروا۔

جواب: صورت مذکورہ میں نماز تو ہو جاتی ہے لیکن امام کو ایسا نہ کرنا چاہیے کہ خلاف سنت ہے۔

اب اِس جواب پر توجہ فرمائیں کہ دو آیات چھوٹی پڑھنے سے نماز ادا ہوگئی جبکہ امام ہمیشہ جان بوجھ کرا تناہی پڑھتا ہے تو خلاف سنت ہوا۔

اگر امام بھول کر ایک آیت جو ان دو کے برابر ہے پڑھ کر رکوع چلا گیا تو کیوں نماز ادا نہیں ہوگی۔ لہذا فتویٰ مظہری کے تحت بھی مذکورہ صورت استفتاء میں نماز ہوگئی۔

۳۔ از فتویٰ حضرت مولانا قاضی عبدالرحمٰن صاحب سابق خطیب جامع مسجد عیدگاہ جہلم

اگر امام قرأت میں بھول جائے جب کہ اُس نے اتنے الفاظ پڑھ لئے ہوں جس سے ایک جملہ بن جائے۔ مثلاً یٰاَیُّھَا الْمُدَثِّرُ۔ تو رکوع میں چلا جائے نماز ہو جائے گی۔

ازقلم: صوفی صفدر علی سلیمانی

فاضل تنظیم المدارس پاکستان وفاضل

عربی وفارسی خطیب جامع مسجد نوگراں جہلم

Marfat.com

مزید تحقیق:

امام نماز میں قرأت (کرتے ہوئے) بھول جائے تو آیت کو دُھرانے سے یاد نہ آئے تو کوئی دوسری آیت یا سورۃ شروع کر دی تو نماز ہو جائے گی اور سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا کیونکہ یہ انتقال کرنا نماز کے واجبات سے نہیں ہے۔ سجدہ سہو تو ترک واجب سے آتا ہے۔

فتاوی قاضی خان صفحہ ۶۰ اِذَا اَرَدَ اَنْ یَّقْرَأَ فِیْ صَلٰوۃِ سُوْرَۃً فَقَرَأَ سُوْرَۃً اُخْرٰی لَاسَھْوَ عَلَیْہِ۔ (ترجمہ) جب ارادہ کرے (امام) نمازی یہ کہ وہ کوئی سورت پڑھے نماز میں پھر اُس نے غلطی کی (یعنی وہ سورت نہ پڑھ سکا جس کو پڑھنا چاہتا تھا) پھر اُس نے دوسری سورت کو پڑھا تو اُس پر کوئی سجدہ سہو نہیں ہے۔

۲) امام کا دوسری آیت پڑھنا بھی ناجائز نہیں بلکہ ایسی صورت کی بھول میں یہی لائق ہے کہ جو آیت یاد نہیں آتی چھوڑ کر دوسری آیت شروع کر دے۔ مسبوط۔ فتاوی قاضی خان۔

بَلْ یَرْکَعُ اَوْیَنْتَقِلُ اِلٰی اٰیَۃِ اَوْ سُوْرَۃِ اُخْرٰی ۔ بلکہ رکوع کرے یا مُنتقِل ہو جائے کسی دوسری آیت یا سورت کی طرف۔ (فتاوی نوریہ جلد اوّل صفحہ ۴۰۸، ۴۰۹)

۳) امام کو مکروہ ہے کہ مقتدیوں کو لقمہ کیلئے مجبور کرے بلکہ کسی دوسری سورت کی طرف منتقل ہو جائے یا دوسری آیت شروع کر دے۔ (بہار شریعت صفحہ ۱۲۳)

نوٹ: اگر دوسری آیت یا سورت کی طرف منتقل ہونے میں معانی نہیں بدلتے تو نماز صحیح ہو جائے گی۔ (صفدر علی سلیمانی)

Marfat.com

محترمی و مکرمی گرامی القدر حضرت مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب دامت برکاتہم عالیہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہ۔ بعد گذارش ہے کہ مندرجہ ذیل مسائل کے شریعت مطہرہ کی روشنی میں جوابات سے آگاہ فرماتے ہوئے ممنون فرمائیں۔

۱) نماز کے دوران نمازی کا کوٹ، واسکوٹ کے بٹن کھلے رکھنا یا آج کل جو جیکٹیں ذب والی ہیں ان کا کھلے رکھنا کیسا ہے۔؟

۲) مرد کیلئے سرخ رنگ کے کپڑے پہننا نیز محرم شریف کے دِنوں میں کالے رنگ، سبز رنگ کے کپڑے پہننا اور عورتوں کے کپڑوں کے رنگوں کی مشابہت کپڑے پہننا کیسا ہے۔؟

۳) جن کپڑوں کو پہننا مرد کیلئے حرام ہے ان کو پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے۔؟

باقی آپ کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان شامل حال ہے۔

فقط تابعدار وطالب دُعا

صوفی صفدر علی محمد سلیمانی

ٹیچر گورنمنٹ ایم۔سی اسلامیہ ہائی سکول جہلم

جواب ا: نماز پڑھتے ہوئے نمازی نے جو کپڑے پہنے ہوں ان کے بٹن بند ہونے چاہئیں۔ کوٹ واسکوٹ اچکن کے بٹن اگر کھلے ہوں تو نماز مکروہ ہے یونہی جیکٹ کی ذب بھی بند ہونی چاہیے۔لیکن اگر قمیض کے بٹن بند ہوں اور سر ننگا نہ ہو تو پھر گنجائش ہے۔

۲) سرخ رنگ کے کپڑوں کا استعمال مردوں کیلئے ممنوع ہے کیونکہ یہ رنگ عورتوں کیلئے ہے۔سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی مشابہت کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے۔ محرم شریف میں رافضی سیاہ لباس پہنتے ہیں مسلمانوں کیلئے اس لباس سے اجتناب ضروری ہے، حدیث شریف میں ہے من تشبہ بِقوْم فھو منھم، جو کسی کی مشابہت کرے گا وہ انہیں سے ہوگا۔لہذا اس سے بچنا بھی ضروری ہے۔

Marfat.com

اس لئے ایسے کپڑوں کو پہن کر نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ جس کا اعادہ واجب ہوگا۔ دوسرے درست کپڑے پہن کر نماز ادا کرنی ہوگی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

مفتی حاکم علی

خادم مدرسہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم

گوجرانوالہ

Marfat.com

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرح متین اِس مسئلہ میں کہ ایک امام صاحب نے نمازِ جمعہ پڑھاتے ہوئے پہلی رکعت میں سورہ یوسف کا پہلا رکوع اِنَّ الشیطٰن لِلانسان عَدُوٌّ مُبِیۡن تک پڑھا۔ دوسری رکعت میں بعد الحمد شریف کے وَکَذٰلِکَ یَجۡتَبِیۡکَ رَبُّکَ وَیُعَلِّمُکَ سے شروع کیا۔ مگر رَبُّکَ وَیُعَلِّمُکَ کے الفاظ پر رُک گئے۔ دوبارہ وَکَذٰلِکَ سے شروع کیا۔ لیکن پہلے کی طرح انہیں الفاظ تک آئے جب انہوں نے سمجھا کہ یہ الفاظ اگلے نہیں آرہے تو فوراً سورہ اِنَّا اَنۡزَلۡنَا شروع کر دی۔ پیچھے سے ایک صاحب نے لقمہ دینے کی کوشش کی لیکن بوجہ دوسری سورت شروع کر لینے کے اور لقمہ صحیح نہ سمجھنے کی وجہ سے امام صاحب نے اِنَّا اَنۡزَلۡنَا پوری کر کے رکعت پوری کی بعد میں بغیر سجدہ سہوادا کئے سلام پھیر دیا۔

آپ فرمائیں کہ کیا نماز ہوگئی ہے یا نہیں۔ مندرجہ بالا صورت میں سجدہ سہو تھا یا نہیں۔ مہربانی فرماتے ہوئے مستند کتابوں کے حوالوں سے جواب فرمائیں۔

جناب کی عین نوازش ہوگی۔ نیز یہ بھی فرمائیں کہ مندرجہ بالا صورت میں انتقالِ قرأت کی وجہ سے کیا امام گنہگار ہے۔؟

صوفی صفدر علی محمد پارسی

خطیب جامع مسجد مدنی نئی آبادی کھرالہ جہلم

جواب: تمام فقہاوآئمہ اس مسئلہ پر متفق ہیں کہ امام کی قرأت میں سہواً کوئی آیت چھوٹ جائے یا کوئی الفاظ رہ جائے تو کراہت ضرور ہے لیکن نماز ادا ہوگئی ہے اور اس میں سجدہ سہو بھی نہیں ہے کیونکہ یہ فعل امام نے عملاً نہیں کیا اور نہ ہی کوئی واجب کی ترک ہوئی کیونکہ سجدہ سہو واجب کی ترک سے ہوتا ہے۔ لہذا امام کے ساتھ تمام اقتداء کرنے والوں کی نماز مکمل ہوئی اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

محمد عارف غفرلہ خطیب جامع مسجد افغاناں برلب دریا جہلم

1-6-79

Marfat.com

استفتاء

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ دین شرع متین دریں مسئلہ کہ کیا کوئی صاحبزادہ اپنے باپ کے خلیفہ کو بغیر عذر شرعی طریقت سے خارج ٹھہرا کر مردود قرار دے سکتا ہے۔؟

جواب از قلم: شیر بیشہ اہل سنت قاطع رفضیت ونجدیت مناظر اسلام حضرت مولانا غلام رسول صاحب المعروف سمندری والے خطیب اعظم فیصل آباد۔

علامہ فرماتے ہیں کسی شیخ کا صاحبزادہ اپنے والد کے خلیفہ کو خواہ خلیفہ خاص ہو یا عام بلا عذر شرعی یا بلا عذر طریقت کیسے مردود کر سکتا ہے۔ اور کیسے خارج کر سکتا ہے جب کہ مرید اُس کے والد سے مستفیض ہے اور سلسلہ عالیہ کے معمولات پر صدق دل سے عامل ہے اور شیخ کی اولاد کی عظمت بھی اپنے قلب میں (بشرطیکہ اولاد بھی شرعاً وطریقتاً عامل وکامل ہو) رکھتا ہے تو ایسے مرید کو کیونکر مردود یا خارج از طریقت کر سکتا ہے۔

فقیر قادری ابو مقبول غلام رسول

سمندری والے

چوک شیرانوالہ غلام محمد آباد فیصل آباد

Marfat.com

محترمی ومکرمی جناب صوفی صفدر علی سلیمانی صاحب السلام علیکم

خیریت طرفین احسن المطلوب۔

آپ کا روانہ کردہ پاکٹ موصول ہوا۔ حالات وخیریت سے آگاہی ہوئی۔ ساتھ ہی کتاب ''صداقت اہل سنت۔۔۔'' بھی ملی۔ حضرت مفتی محمد فاروق صاحب قبلہ نے اس کتاب کو ملاحظہ فرمالیا ہے۔ اور جہاں بھی غلطیاں تھیں۔ کتاب پر اس کی نشاندہی فرمائی ہے۔ لہذا آپ ملاحظہ کر کے اصلاح کرلیں تو بہتر ہوگا۔ کتاب حاضر ہے۔ لفظ اَنِّی اور اِنِّی کے ترجمہ میں فرق نہیں دونوں لفظوں کا ترجمہ ایک ہی ہے۔ اَنِّی اَسْکَنْتُ ۔۔۔ کا ترجمہ ہے اے میرے رب میں نے۔۔۔ تو آیتوں میں اَنِّی اور اِنِّی کا ترجمہ ''میں'' کیا گیا ہے۔ لہذا دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ہمارے یہاں بھی سلسلہ قادریہ رضویہ میں ''ختم پنج گنج قادری'' میں بھی رَبِّ اِنِّی مَغْلُوْبٌ ہی لکھا ہے۔ اور ہم لوگ پڑھتے ہیں۔ دیگر جماعت نوافل سے متعلق تفصیلی جواب الگ منسلک ہے ملاحظہ کریں۔

یہ جواب صفحہ 102 پر لکھا ہوا ہے۔

Marfat.com

رَبِّ اِنِّی مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ

ختم خواجگان میں پڑھا جانے والا یہ کلمہ عربی لغت کے مطابق اِنِّـــــی زیر (بالکسر) کیساتھ پڑھنا بہ نسبت زبر کے زیادہ بہتر ہے۔ اسکی دو وجوہات ہیں۔

(۱) لفظ اِنَّ جب وسط کلام میں واقع ہو جہاں اس کا مابعد بتاویل مفرد ہو کر ماقبل کا فاعل یا مفعول ہوتا ہو تو اَنَّ ہمزہ کی زبر کیساتھ بہتر ہے جیسے یَبْلُغَنِیْ اَنَّ زَیْداً مُنْطَلِقٌ لیکن جہاں ابتداء کلام میں یہ لفظ واقع ہو تو اِنَّ زیر کے ساتھ پڑھنا فصیح اور بہتر ہے۔ ختم خواجگان شریف کے اندر بھی وسط کلام میں نہیں بلکہ ابتداء میں واقع ہے لہذا اِنَّ زیر کے ساتھ پڑھنا بہتر ہے۔

(۲) یہاں ختم شریف میں یہ اِنَّ لفظ رب جو منادٰی بحذف حرف ندا ہے کے بعد واقع ہے اور قرآن مجید میں لفظ رب منادی بحذف ندا کے بعد ہر جگہ لفظ اِنَّ زیر کے ساتھ مذکور ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں۔

(۱)	رَبَّنَا اِنَّکَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ	آیت ۱۹۲ سورہ ال عمران
(۲)	رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا	آیت ۱۹۳ ال عمران
(۳)	رَبِّ اِنَّھُنَّ اَضْلَلْنَ	آیت ۳۶ سورہ ابراہیم
(۴)	رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ	آیت ۳۷ سورہ ابراہیم
(۵)	رَبَّنَا اِنَّکَ تَعْلَمُ	آیت ۳۸ سورہ ابراہیم
(۶)	رَبِّ اِنِّیْ قَتَلْتُ	آیت ۳۳ قصص

الراقم: محمد ایوب ہزاروی حال برمنگھم برطانیہ

۲۹ جنوری ۲۰۰۷ء

Marfat.com

(۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ کے بعد لفظ سَلِّمْ اور بَارِکْ کے آخر میں جزم اور آخری حرف سے پہلے حرف پر زیر پڑھیں تا کہ سارے امر کے صیغے ہو جائیں۔

(۲) اور صَلَّی اللّٰهُ کے بعد لفظ سَلَّمَ اور بَارَکَ کے آخر میں زبر پڑھیں اور وقف کی صورت میں جزم ہوگا اور آخری حرف سے پہلے پر زبر پڑھیں تا کہ سارے ماضی کے صیغے ہو جائیں اور جملہ درست ہو۔

نماز سے فراغت کے بعد ہر طرح کا ذکر جائز ہے تسبیحات تکبیر، تہلیل سب جائز ہیں۔ استغفار بھی جائز ہے جو چاہیں پہلے پڑھیں جو چاہیں بعد میں پڑھیں شرعاً ہر صورت جائز ہے۔

(۱) جیسے اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ.

(۲) صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ.

راقم محمد ایوب ہزاروی

حال برمنگھم برطانیہ

مورخہ یکم فروری 2007ء

Marfat.com

برمنگھم

برخوردار عزیزم زید صاحب اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے۔ آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد واضح ہو کہ ختم خواجگان شریف کے کلمات زیر بحث کی وضاحت قبلہ حضرت مولانا مفتی محمد ایوب ہزاروی صاحب مدظلہ نے فرمادی ہے جو ساتھ لِف پیپر پر موجود ہے۔ اُمید ہے اب یہ جھگڑا ختم ہو جائے گا۔

۲) قبلہ ہزاروی صاحب نے فرض نماز کے بعد ہر قسم کا ذکر کرنا جائز ہے۔ یہ بھی لکھ دیا ہے۔ آپ کی مزید معلومات کیلئے چند سطور بحوالہ شرح صحیح مسلم شریف جلد ثانی از قبلہ علامہ غلام رسول سعیدی صاحب اور المراۃ المناجیح شرح اردو مشکوٰۃ المصابیح خود لکھ رہا ہوں۔

(۱) پہلی بات آپ نے جو حدیث اِسی مسلم شریف سے بتائی تھی جس میں تین بار استغفار کا ذکر ہے۔ اِس حدیث سے اگلی حدیث جو اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے اُس میں صرف دُعا اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ الخ کا ذکر ہے۔ یہاں استغفار کا ذکر نہیں ہے۔

(۲) دوسری بات: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مشہور حدیث بھی باب الذکر بعد الصلوٰۃ صفحہ ۱۸۰، صفحہ ۱۸۱ پر موجود ہے۔

(۳) مشکوٰۃ شریف کی اردو شرح میں بَابُ الذِّکْرِ بَعْدَ الصَّلٰوۃ۔ جہاں وہ ساری احادیث جن میں نماز کے بعد ذکر کرنے کا بیان ہوا سب جمع کر دی گئی ہیں۔ یہاں ہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہا والی حدیث کے تحت قبلہ مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ (نمبر ۵) کی وضاحت میں لکھتے ہیں بعض مشائخ ہر نماز کے بعد بلند آواز سے تین بار کلمہ شریف پڑھتے ہیں۔ پنجاب (انڈیا) میں فجر اور عشاء کے بعد اونچی آواز سے درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ اِن سب کا ماخذ (اصل) یہی حدیث ہے۔ الخ

مزید قبلہ علامہ غلام رسول سعیدی صاحب نے دو رسالے ذکر جہر پر لکھے ہیں۔ قبلہ مفتی

Marfat.com

احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیلاً مع سوالات وجوابات کے کتاب جاء الحق حصہ اوّل میں لکھ دیا ہے۔

عزیزم: اگر یہ کہا جائے کہ کسی حدیث میں نماز کے بعد تین بار کلمہ شریف پڑھنے کا ذکر نہیں ہے۔ لہذا کلمہ شریف نہیں پڑھنا چاہیے۔

تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح ختم خواجگان شریف کے کلمات سارے ایک حدیث میں یا آیت قرآن میں نہیں ہیں۔ بلکہ مختلف آیات واحادیث کی روشنی میں ہمارے سلسلہ نقشبندیہ کے مشائخ عظام نے تجویز کئے ہیں۔ جو ہم پڑھتے ہیں۔ اِسی طرح احادیث کی روشنی میں ہمارے مشائخ کرام نے جو فرض نماز کے بعد کلمہ شریف کا ذکر تجویز کیا ہے اِسی پر ہمارا بھی عمل ہے۔

باقی بھی معاملاتِ طریقت میں ہمیں اپنے مشائخ کرام کے نقشِ قدم پر چلنا چاہیے۔ جو ہماری فلاح وکامیابی کا باعث ہے۔

کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو رابطہ کر کے معلومات لے سکتے ہیں۔

اچھا عزیزم زید صاحب اللہ حافظ

دعا گو: فقیر ناچیز محمد صفدر علی سلیمانی

Marfat.com

نَحْمَدُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم صلّی اللّٰہُ علیہ وَ آلہٖ وسلم امَّا بَعْد

نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کے بعد ذکر جہر (کلمہ شریف بلند آواز سے پڑھنے کا جواز)

دلیل نمبرا: القرآن: فَاذْکُرُ اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَاءَ کُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْراً ۔ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ کا ذکر اس طرح کرو جس طرح اپنے باپ دادوں کا ذکر کرتے ہو بلکہ اُس سے زیادہ۔

اِس آیہ کریمہ میں اللہ کا ذکر کثرت اور جہر کرنے کا حکم ہے۔ چونکہ کفار مکہ حج سے فارغ ہو کر مجمعوں میں اپنی قومی خوبیاں بیان کرتے تھے۔ اِس کے بجائے ان کو اللہ کے ذکر کرنے کا حکم ہوا۔

دلیل نمبر۲: مشکوٰۃ شریف باب الذکر بعد الصلوٰۃ میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے فرماتے تھے لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ۔

دلیل نمبر۳: اِسی مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں تکبیر کی آواز سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نماز کا ختم ہونا معلوم کرتا تھا۔

یعنی آپ حضرت عبداللہ بچے تھے نماز جماعت میں شامل نہ ہوتے تھے گھر میں ہوتے تھے اور نماز کے بعد ذکر کی آواز گھر سنتے تھے۔ سمجھ جاتے تھے کہ نماز ختم ہوگئی ہے۔

یہی حدیثیں بخاری شریف اور مسلم شریف میں بھی موجود ہیں۔

دلیل نمبر۴: یعنی فرائض سے فارغ ہو کر بلند آواز سے ذکر اللہ کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ (ظاہرہ) میں مروج تھا یعنی (ذکر کیا جاتا تھا)۔ (مسلم شریف جلد اوّل)

دلیل نمبر۵: رسالہ اذکار از شیخ محمد تھانوی مولوی رشید احمد گنگوہی کے استاد صاحب لکھتے ہیں حضور علیہ السلام نماز کے بعد صحابہ کرام کے ساتھ تسبیح وتہلیل بلند آواز سے پڑھتے تھے۔

دلیل نمبر۶: شامی جلد اوّل میں موجود ہے۔ متقدمین اور متاخرین علماء نے اِس پر اتفاق کیا ہے

Marfat.com

کہ مسجدوں میں جماعتوں کا بلند آواز سے ذکر کرنا مستحب ہے۔ مگر یہ انکے ذکر جہر سے کسی سونے والے، نماز پڑھنے والے یا قرآن پڑھنے والے کو پریشانی نہ ہو۔ ممانعت کی یہ صورت ہے کہ زیادہ آدمی نماز پڑھ رہے ہوں تو ایک اونچا ذکر شروع نہ کردے یا لوگ نماز پڑھ کر سو جائیں تو ایک آدمی ذکر شروع نہ کردے یا کوئی قرآن اونچی آواز سے پڑھ رہا ہو تو قریب کوئی دوسرا اونچی آواز سے ذکر نہ شروع کردے۔ کیونکہ قرآن کا سننا بھی فرض ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ ذکر جہر نماز کے بعد منع نہیں بلکہ منع کی صورتیں الگ ہیں۔

دلیل نمبر ۷: اسی شامی میں ہے۔ بعض اہل علم نے فرمایا ہے کہ بلند آواز سے ذکر کرنا افضل ہے۔ کیونکہ اس میں کام زیادہ ہے اور اس کا فائدہ سننے والوں کو بھی پہنچتا ہے۔ اور یہ غافلوں کے دِل کو بیدار کرتا ہے۔ ان کے خیالات اور ان کے کانوں کو ذکر الٰہی کی طرف کھینچتا ہے۔ نیند کو بھگاتا ہے، خوشی بڑھاتا ہے۔

بازاروں میں بھی ذکر جہر کرنا ثابت و مستحب ہے۔

دلیل نمبر ۸: درمختار باب صلوٰۃ العیدین میں ہے۔ بقر عید کے دس دِنوں میں عام مسلمانوں کو بازاروں میں نعرہ تکبیر کہنے سے نہ روکو۔ اسی کو ہم اختیار کرتے ہیں۔

دلیل نمبر ۹: شامی میں مذکور ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا کوفہ وغیرہ کے لوگوں پہ مستحب ہے کہ عشرہ ذوالحج میں بازاروں اور مسجدوں میں تکبیر کہیں فرمایا ہاں۔ امام ابوجعفر قدس نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ عوام کو اس تکبیر سے نہ روکا جائے وہ پہلے سے ہی کار خیر میں کم رغبت رکھتے ہیں۔ اسی کو ہم اختیار کرتے ہیں۔

اِس سے معلوم ہوا کہ بازاروں میں بھی ذکر کرنا درست اور مستحب ہے۔

دلیل نمبر ۱۰: دیوبندیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی سے ذکر جہر (ذکر۔ دعا اور درود شریف) کے بارے میں سوال کیا گیا۔

جواب: ذکر جہر خواہ کوئی ذکر ہو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سوائے ان مواقع

Marfat.com

کے کہ ثبوت جہر نص سے ہے۔ مکروہ ہے۔ صاحبین اور دیگر فقہا و محدثین جائز کہتے ہیں آخری فیصلہ فرماتے ہیں ہمارے مشائخ صاحبین کے مذہب کو اختیار کرتے ہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم کتاب الحظر والاباحہ)

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہر مومن کو نعمت ذکر سے مالا مال فرمائے۔ ذکر الٰہی بہت بڑی نعمت ہے۔

خادم العلماء والفقرا خلیفہ مجاز پیر آف دیول شریف
صوفی صفدر علی محمد سلیمانی حال جہلم
یکم رمضان مبارک ۱۴۰۵ھ ۲۲ مئی ۱۹۸۵ء

Marfat.com

مسئلہ غسل دراعتکاف

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین کہ معتکف موسم گرما میں بوجہ گرمی غسل کرسکتا ہے یا نہیں اگرچہ غسل واجب نہ ہو۔؟

جواب: از حضرت علامہ غلام رسول صاحب سعیدی شیخ الحدیث دارالعلوم جامعہ نعیمیہ لاہور۔

اعتکاف دو قسم پر ہے فرض یعنی نذر والا اور نفل جیسے مسنون اعتکاف۔ فرض اعتکاف میں غسل واجب کے سوا جائز نہیں نفل اعتکاف میں گرمی کی وجہ سے یا ویسے ہی غسل جائز ہے۔ یہ اعتکاف از قبیل نفل ہے اس لئے اِس میں غسل کرنا نماز جنازہ پر جانا وغیرہ مباح اور سب جائز ہے۔ (بشرطیکہ اعتکاف بیٹھنے سے پہلے ان کاموں کی نیت کرے از محمد سلیمانی)

نمبر۲: از افادات حضرت مولانا مفتی محمد صادق صاحب مرحوم شیر پنجاب رحمۃ اللہ علیہ معتکف کو مسجد سے نکلنے کے دو عذر ہیں۔ نمبر۱: حاجت طبعی، نمبر۲: حاجت شرعی (بہارِ شریعت حصہ پنجم) ضرورت غسل واجب غسل کے علاوہ بھی حاجت طبعی میں داخل ہے۔ بالخصوص موسم گرما میں غسل کرنا۔ لہذا جائز ہے۔

نمبر۳: از فتاویٰ برہنہ من تالیف افضل الفضلا شیخ نصر الدین مینائی رحمۃ اللہ علیہ ضرورت کے پیش نظر باہر معتکف جاسکتا ہے مثلاً شہادت دینے کیلئے کھانا اور پانی لانے کیلئے جس کا خادم وغیرہ نہ ہو جان و مال کے خوف سے ظالم کے اخراج اور اجابت سلطان کیلئے پیشاب و پاخانہ اور غسل فرض اور غسل نفل کیلئے۔ (مثلاً غسل جمعہ وغیرہ) نیز اِسی مقام پر شرع بر حاشیہ فرمایا کہ باہر نہ جانے کی تمام قیود اعتکاف واجب (منت اعتکاف وغیرہ) میں ہیں۔ اِس کے علاوہ اعتکاف (سنت یا نفل) میں کسی عذر (سبب) کے پیش نظر باہر جاسکتا ہے۔ (فتاویٰ برہنہ دفتر دوم صفحہ ۲۶)

نمبر۴: حرف آخر: اعتکاف تزکیہ نفس و باطنی طہارت کیلئے بیٹھا جاتا ہے۔ جب ظاہر طہارت ہی میسر نہ ہو تو باطنی کیسے ہوگی۔ عقل کے تقاضے اور اصول صحت کے پیش نظر موسم گرما

Marfat.com

میں دوسرے دِن تو کم از کم ضرور غسل ہونا چاہیے ورنہ پسینے سے بدبو ہو جائے گی جو کہ معتکف کیلئے کسی صورت مناسب نہیں جبکہ اعتکاف سنت یا نفل ہو۔

از قلم: صوفی صفدر علی محمد سلیمانی

فاضل علوم اسلامیہ

منجانب: انجمن غوثیہ مجددیہ اشاعت الاسلام جہلم

Marfat.com

محترمی ومکرمی جناب گرامی القدر مفتی حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب ہزاروی دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد گزارش ہے کہ مندرجہ ذیل مسئلہ میں راہنمائی فرما کر ممنون فرمائیں۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں مفتیان دین شرح متین اس مسئلہ میں کہ جو اساتذہ انگریزی سکولوں میں کرسیوں پر بیٹھ کر پڑھاتے ہیں۔ جبکہ دینیات، عربی اور دیگر کتابیں جن میں جزوی قرآن پاک کی آیات اور احادیث مبارکہ ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ سپارے بھی بچوں کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں اور بچوں کو (ڈیسکوں، کرسیوں) پر بٹھانے کا کوئی انتظام نہیں۔ ایسے اساتذہ کے بارے شریعت کا کیا حکم ہے۔؟

فقط تابعدار: صوفی صفدر علی محمد سلیمانی

ٹیچر گورنمنٹ ایم۔سی اسلامیہ ہائی سکول جہلم

جواب: ھوالموفق للاصواب

کتب دینیہ خصوصاً سپارہ لیکر طالب علم زمین پر بیٹھا ہو اور استاد کرسی یا چارپائی پر تو یہ سخت بے ادبی اور ناجائز ہے۔ عالمگیری میں ہے (حانوت او تابوت فیه کتب مالادب ان لایصنع الثیاب فوقه) یعنی اگر کسی صندوق یا الماری میں کتابیں ہوں تو ادب یہ ہے کہ اس کے اوپر کپڑے نہ رکھیں جب یہ منع اور خلاف ادب ہے تو کتابیں نیچے اور استاد اوپر بیٹھے یہ کیسے جائز ہوگا۔ طلباء کیلئے ڈیسک وغیرہ کا انتظام کرنا ضروری ہے تب تک استاد کو چاہیے کہ کھڑا ہو کر پڑھائے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

عبداللطیف

مدرس ومفتی جامعہ نظامیہ رضویہ

6/11/85

Marfat.com

محترمی ومکرمی جناب گرامی القدر حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد گذارش ہے کہ مندرجہ ذیل مسئلہ میں راہنمائی فرما کر ممنون فرمائیں۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں مفتیان دین شرح متین اس مسئلہ میں کہ جو اساتذہ انگریزی سکولوں میں کرسیوں پر بیٹھ کر پڑھاتے ہیں۔ جبکہ دینیات، عربی اور دیگر کتابیں جن میں جزوی قرآن پاک کی آیات اور احادیث مبارکہ ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ سپارے بھی بچوں کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں اور بچوں کو (ڈیسکوں، کرسیوں) پر بٹھانے کا کوئی انتظام نہیں۔ ایسے اساتذہ کے بارے شریعت کا کیا حکم ہے۔؟

فقط تابعدار: صوفی صفدر علی محمد سلیمانی

ٹیچر گورنمنٹ ایم۔ سی اسلامیہ ہائی سکول جہلم

جواب: وعلیکم السلام۔ ثم السلام علیکم۔ بصورتِ مسئولہ ایسے اساتذہ سراسر بے ادبی کے مرتکب اور محرومی کے مستحق ہیں۔ بے ادب محروم ماند از فضل رب قرآن پاک میں شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم ہے۔ اور قرآن وحدیث سے زیادہ قابل تعظیم کیا چیز ہوگی۔ اگر قرآن وحدیث نہ لکھا ہو پھر بھی کتابیں اپنی جگہ حروف ومضامین اور تعلیمی اہمیت کے باعث لائق تعظیم ہیں۔ خدا تعالیٰ ایسے ''آکڑ خاں'' اساتذہ کو ہدایت وسمجھ عطا فرمائے۔ اور اگر وہ بچوں کیلئے ڈیسکوں کا انتظام نہیں کرواسکتے۔ تو خود بھی فرش پر مسند لگوا کر بیٹھ جائیں۔ افسوس کہ وہ اپنے آپ کو تو قابلِ تعظیم وفوقیت سمجھتے ہیں لیکن اتنی اہم چیزوں کی تعظیم کو مدنظر نہیں رکھتے۔ اور دوہری زیادتی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ایک تو خود بے ادبی کا ارتکاب اور دوسرا بچوں پر اس کے غلط اثرات۔ واللہ اعلم۔

ابوداؤد محمد صادق غفرلہٗ

Marfat.com

استفتاء

سوال۱: نماز فجر کی سنتیں اگر جماعت میں شامل ہونے کی وجہ سے رہ جائیں تو کیا حکم ہے؟

سوال۲: امام کے پیچھے جماعت میں قرأت (فاتحہ) پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

سوال۳: مسئلہ گیارہویں شریف کی اصل کیا ہے؟

سائل: ماسٹر محمد مشتاق ڈھوک بابو اعظم جہلم

الجوابات الاستفسارات

نمبر۱: تمام سنتوں سے قوی تر سنت فجر ہے۔ اگر فجر قضا ہو جائے زوال سے پہلے پڑھی جائے تو سنتیں بھی قضا کرے جبکہ باقی سنتوں کی قضا نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: فجر کی سنتیں قضا ہو گئیں تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک طلوع آفتاب کے بعد پڑھ لے تو بہتر ہے۔ (غنیۃ)

نمبر۲: (مسلم شریف باب سجود التلاوۃ) میں عطا بن یسار سے مروی ہے انہوں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے امام کے ساتھ قرأت کرنے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ امام کے ساتھ بالکل قرأت جائز نہیں۔

(ب) (مسلم شریف باب التشہد) میں ہے۔ ابوبکر نے سلمان سے پوچھا کہ ابوہریرہ کی حدیث کیسی ہے۔ تو آپ نے فرمایا بالکل صحیح ہے۔ یعنی یہ حدیث کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔

(ج) نسائی شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام اِسلئے مقرر کیا گیا ہے کہ اُس کی پیروی کی جائے تو جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔

نمبر۳: گیارہویں شریف حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی نیاز ہے۔ جو ایصالِ ثواب کیلئے دی جاتی ہے۔ جبکہ ایصالِ ثواب پر سب علماء کا اتفاق ہے۔ اِس مسئلہ پر بہت سی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ (رسالہ مسئلہ گیارہویں شریف کا مطالعہ کریں)

Marfat.com

گیارہویں شریف کے چندہ کے خرچ کرنے میں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ گیارہویں شریف کے چندہ سے تبرک کے علاوہ کیا مقررین وواعظین اور نعت خواناں حضرات کی خدمت کرنا اور کچھ رقم مذکورہ چندہ سے اسلامی کتب لائبریری کیلئے خریدنا جائز ہے یا ناجائز؟

سائل: صوفی صفدر علی محمد سلیمانی جہلم

جواب: جائز ہے۔ گیارہویں شریف کار خیر میں سے ہے۔ اور مذکورہ امور بھی کار خیر کے زمرے میں آتے ہیں۔ لہذا ان امور (مذکورہ بالا) میں اِس چندہ (یعنی گیارہویں شریف کے فنڈ) کا خرچ کرنا جائز ہے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

از: مفتی حاکم علی رضوی خادم جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم گوجرانوالہ

Marfat.com

بڑھیا کا بیڑا

از: مولانا علامہ رضاء المصطفیٰ ظریف القادری (گوجرانوالہ)

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت بارہ سال بعد کشتی کو ترانے کا اصل واقعہ اور ماخذ کیا ہے۔؟

الجواب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابُ

محبوبِ سبحانی حضور غوثِ صمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت جو کہ دراصل قادر قدیر کی قدرت کا کرشمہ ہے اس سے وہ شخص انکار کرے گا جو دراصل قادر قدیر کی قدرت میں شک کرتا ہے ورنہ بات ظاہر ہے کہ ڈوبا ہوا بیڑا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے رب کی قدرت کے تحت دعائے مستجاب سے ترایا تھا۔ علامہ برخوردار ملتانی محشی نبراس شرح، شرح عقائد، اپنی کتاب ''غوثِ اعظم، صفحہ ۲۷، میں فرماتے ہیں۔ اس پیرزن کا قصہ ہر چھوٹے بڑے کی زبان پر ہے اور سخت مشہور ہے۔ اس کی شہرت میں شہرت دلیل صدق معلوم ہوتی ہے۔ الخ اصل واقعہ یہ ہے۔ ایک دن حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دریا کی طرف تشریف لے گئے دیکھا کہ چند عورتیں پانی لینے کیلئے دریا پر آئیں اور اپنے اپنے گھڑے بھر بھر کر اپنے گھروں کو چلی گئیں مگر ایک ضعیفہ اپنا گھڑا پانی سے بھر کر دریا کے کنارے پر رکھ کر وہیں چادر منہ پر ڈال کر زار و قطار رونے لگی۔ آپ نے رونے کا سبب خادم سے پوچھا اس نے عرض کیا کہ مجھے بخوبی معلوم ہے کہ اس بوڑھی کا اکلوتا بیٹا تھا اس کی شادی بڑے احتشام اور دھوم سے ہوئی بارات دلہن کے گھر گئی عقد و نکاح سے فارغ ہو کر بارات دلہن کو ہمراہ لے کر اپنے گھر چلی درمیان میں دریا عبور کرنا تھا۔ کشتی پر سوار ہوئے بقضائے الٰہی ساری بارات ڈوب گئی اس وقت تک بارہ سال گزرے ہیں مگر بڑھیا کے دل کی بیقراری ایسے ہی غم و الم میں گرفتار ہے۔ جس وقت غوثِ صمدانی نے واقعہ سنا۔ فرمایا بڑھیا کو میرے پاس لاؤ۔ بوڑھی کو حاضر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا تیری درد بھری فریاد سے میں بڑا

Marfat.com

متاثر ہوا تیرے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ تیری ساری بارات اللہ تعالیٰ سے واپس دلوادوں گا۔ یہی وعدہ فرماتے ہوئے سر سجدہ میں رکھ دیا اور بارگاہِ ایزدی میں عرض کی کہ مولیٰ اس بڑھیا کی بارات کو نئی زندگی دے کر بارات کو واپس لوٹا دے تین بار اس طرح عجز و زاری سے التجا کی آخر مالک قدسیہ نے محبوب کا کہنا خالی نہ کیا اور یکا یک دریائے رحمت کو جوش آیا اور ایک ہی جوش سے کشتی بمعہ اسباب اور گھوڑے اونٹ وغیرہ بارات صحیح وسالم باہر نکل آئی۔ بڑھیا کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اور اجازت لے کر شہر میں چلی گئی۔ شہر کو کرامت کا علم ہوا تو کئی بت پرست مشرف باسلام ہوئے۔ اس روایت کو مندرجہ ذیل کتب میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

خلاصۃ القادریہ شیخ شہاب الدین سہروردی۔ سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرار۔ گلدستہ کرامت مفتی غلام محمد قریشی۔ مناقب غوثیہ علامہ محمد صادق سعدی قادری۔ درۃ الدرانی مولانا حیدر اللہ صاحب۔ شریف التواریخ مولانا سید محمد شریف شرافت۔ تکملہ روض الریاحین۔ تاریخ شاہان اسلام۔ تفسیر نعیمی۔ تفسیر نبوی تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور۔ توضیح البیان۔ کتاب بڑھیا کا بیڑا۔ علامہ اویسی درالعجائب۔ بقول علامہ برخوردار حضرت محی الدین قصوری دائم الحضوری جو حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے آخری خلیفہ تھے۔ انہوں ے بھی اس واقعہ کو نہایت شیریں نظم میں ادا کیا ہے۔ (رحمۃ اللہ علیہم)

Marfat.com

محترمہ ہمشیرہ زبیدہ بی بی صاحبہ، حاجی عبدالرشید صاحب ہمیشہ سلامت رہیں۔ آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد واضح ہو کہ آپ کی فرمائش کے تحت مرد اور عورت کے کفن کی تفصیلات لکھ کر بھیج رہا ہوں۔

(ا) مرد کیلئے کفن: سنت کے مطابق تین کپڑے۔ ا۔ لفافہ ۲۔ ازار ۳۔ قمیض یا کفنی جن کی لمبائی چوڑائی مندرجہ ذیل ہو۔

نمبر شمار	کپڑا	لمبائی	چوڑائی	انداز اُپیمائش	کیفیت
۱	لفافہ یعنی بڑی چادر	۲ گز+1 فٹ میت کی لمبائی دیکھ لینی چاہیے	ڈیڑھ گز تا 2 گز میت کی چوڑائی دیکھ لینی چاہیے	سر سے پاؤں تک لمبائی بلکہ ایک فٹ زیادہ ہو تاکہ سر اور پاؤں کی طرف سے باندھا جاسکے	گز (برکا) کا کپڑا ہو تو ڈیڑھ گز میں ہوگا۔ آج کل تو ڈیڑھ گز کا کپڑا ملتا ہے لہذا جوڑنے کی ضرورت نہیں
۲	ازار یعنی تہبند	لفافہ کے برابر ہی ہو تو بہتر ہے ذرا کم ہو تب بھی ٹھیک ہے البتہ 2 گز+1 فٹ	ڈیڑھ گز تا 2 گز		
۳	قمیض یا الفی	2 گز	1 گز	کندھے سے ساق یعنی پنڈلی تک	2 گز لمبی اور 1 گز چوڑے کپڑے کی کی تیار ہوتی ہے۔ دو برابر حصے کر کے یعنی کپڑا اُدھرا کر کے چاک کرتے ہیں

Marfat.com

اور گلے میں ڈالتے ہیں
مرد کیلئے کندھوں کی طرف عورت
کیلئے سینے کی طرف چاک
کرتے ہیں۔

عورت کیلئے کفن دینے میں سنت یہ ہے کہ پانچ کپڑوں میں کفن دیں۔

نمبر شمار	کپڑا	لمبائی	چوڑائی	انداز اً پیمائش	کیفیت
۱	لفافہ یعنی بڑی چادر	مردوں جیسی صرف عورت کے قد کا حساب لگائیں۔ کتنی لمبائی کی ضرورت ہے۔	مردوں جیسی صرف عورت کے موٹاپے کا حساب دیکھ لیں۔ کہ کتنی چوڑی چادر چاہیے	سر تا پاؤں ایک فٹ زیادہ	مردوں جیسی
۲	ازار یعنی تہبند				
۳	قمیض یا الفی	2 گز	1 گز	کندھے سے پنڈلی تک	مردوں جیسی صرف قمیض کو عورت کیلئے سینے کی طرف سے چاک کرنا
۴	تہبند	2 گز	1 گز	زیر بغل سے گھٹنوں تک	
۵	سر بند	1 گز	12 گرہ	جہاں تک آجائے میں لپیٹ کر رکھیں	سر کے بال دو حصے کرکے سر بند سینے کے دائیں اور بائیں طرف

نوٹ: عورت کیلئے ڈیڑھ گز (بر) کا کپڑا اندازاً گیارہ گز ہونا چاہیے۔ احتیاطاً

Marfat.com

13 گز کردیں۔ جسکا (بَر) تھوڑا ہو یعنی ۳ پاؤ وہ کپڑا کم از کم 18 گز لگے گا۔

چونکہ نہلاتے وقت دو کپڑے باری باری پردہ کرانے کیلئے گلے سے پنڈلیوں تک یا پاؤں تک ڈالے جاتے ہیں۔ پاکستان تو نہلانے والی عورت ہاتھوں پر دو گتھیاں بھی بنا کر چڑھاتی ہیں۔ اسی طرح مرد بھی کرتے ہیں۔

ازقلم: الحاج مولانا صوفی ابوالعطاءؒ محمد صفدر علی سلیمانی

منجانب: جماعت غوثیہ مجددیہ اشاعت الاسلام

Marfat.com

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اِس مسئلہ میں کہ جب قبر مجبوراً ایسی زمین میں جس کی تہہ میں پانی آجانے کا خطرہ ہو اور قبر کی سائڈیں (طرفیں) بھی غیر محفوظ ہوں۔ جیسا برطانیہ کے اکثر قبرستان کی یہی حالت ہے۔ تو اِس صورت میں کیا قبر اندر سے پختہ (یعنی تہہ سے کنکریٹ اور اندرونی طرفوں (سائڈوں) میں اینٹیں لگائی جاسکتی ہیں یا نہیں۔؟

جبکہ تہہ میں کنکریٹ ہونے کے بعد خشک مٹی کسی مقدار تک ڈال سکتے ہیں اور پختہ اینٹیں میت والے صندوق سے اتنی دور ہوں گی کہ اندر بکس (صندوق) آسکے؟

سائل: اراکین فیوزل کمیٹی مدینہ مسجد کارڈف یوکے

الجواب واللّٰہ الموفق للصواب

صورت مسئولہ میں دو صورتیں حل طلب ہیں۔ (۱) تہہ میں پانی آجائے تو کنکریٹ کرنا۔ (۲) سائیڈیں کمزور ہیں تو پختہ اینٹ استعمال کرنا۔

فقہاء احناف نے نرم زمین یا گیلی سطح کی صورت میں تابوت استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔ آپ اگر کنکریٹ کریں تو بھی بوقت ضرورت گنجائش ہے اس کنکریٹ پر اوپر معمولی مٹی سے لیپ کردیں تاکہ سنت پر بھی عمل ہوجائے۔ درمختار میں ہے: ویسن ان تفرش فیہ التراب۔ یعنی بوقت ضرورت جو تابوت استعمال کیا جائے اس تابوت میں مٹی سے لیپ کیا جائے تاکہ میت مٹی کے ساتھ ملحق ہو۔ (درمختار صفحہ ۵۹۹، جلد۱)

سائیڈیں کمزور ہونے کی صورت میں پختہ اینٹ کی بھی اجازت ہے۔ وجاز ذلک حولہ بارض رخوۃ۔ (درمختار صفحہ ۶۰۰، جلد۱) زمین کمزور ہونے کی صورت پختہ اینٹ سائیڈوں پر لگانا جائز ہے۔ علامہ شامی فرماتے ہیں: وقال مشائخ بخاریٰ لایکرہ الآخر فی بلدتنا للحاجۃ الیہ لضعف الارض۔ (درمختار صفحہ ۶۰۰ جلد۱)

Marfat.com

بخارا کے علماء نے فرمایا ہمارے ہاں چونکہ زمین کمزور ہے لہذا میت کے متصل سائیڈوں پہ پختہ اینٹ کا استعمال مکروہ نہیں۔ برطانیہ کی زمین کی کمزوری کے پیش نظر جواز کیلئے اتنا حوالہ بھی کفایت کرتا ہے۔ واللہ اعلم

الراقم: محمد ایوب ہزاروی

خطیب جامع مسجد غوثیہ لیوٹن یوکے

۴ مارچ ۱۹۹۴ء

هذا صحيح لافتك فيه ولاريب فيه

محمد عبد الجلیل غفرلہٗ

خطیب شاہ جلال مسجد کارڈلف

فقیر ابوالحامد ضیاء اللہ قادری غفرلہٗ سیالکوٹ

حافظ محمد فاروق عفی اللہ عنہ چشتی

الخطیب برمنگھم یوکے

ایس ایم مصباح المالک اللقمانوی

خطیب اسلامک ویلفیئر لوزلز برمنگھم یوکے

محمد عبدالرزاق چشتی

اسلامک سنٹر نیچلز پارک روڈ برمنگھم یوکے

ذَالِکَ کَذَالِکَ وَاَنَا عَلٰی ذَالِکَ

محمد عنایت اللہ چشتی برکاتی

خطیب منڈی بہاؤالدین پاکستان

Marfat.com

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اِس مسئلہ میں کہ جب قبر مجبوراً ایسی زمین میں جس کی تہہ میں پانی آجانے کا خطرہ ہو اور قبر کی سائیڈیں (طرفیں) بھی غیر محفوظ ہو۔ جیسا کہ برطانیہ کے اکثر قبرستان کی یہی حالت ہے۔ تو اِس صورت میں کیا قبر اندر سے پختہ (یعنی تہہ سے کنکریٹ اور اندرونی طرفوں (سائیڈوں) میں اینٹیں لگائی جاسکتی ہیں یا نہیں؟

جب کہ تہہ میں کنکریٹ ہونے کے بعد خشک مٹی کسی مقدار تک ڈال سکتے ہیں اور پختہ اینٹیں میت والے صندوق سے اتنی دور ہوں گی کہ اندر بکس (صندوق) آسکے؟

سائل: اراکین فیول کمیٹی مدینہ مسجد کارڈف یوکے

جواب: قبر میں پکی اینٹ اور لکڑی زینت وعمارت کیلئے استعمال کرنا جبکہ بلاضرورت ہو تو مکروہ تحریمی ہے کیونکہ قبر محل وعمارت اور زینت کی جگہ نہیں ہے اور اینٹ آگ سے پکائی جاتی ہے اور آگ کا جنازہ کے ہمراہ یا قبر میں ہونا ممنوع ہے۔ مگر ضرورت شدیدہ کے وقت اور صورت مسئولہ میں میت کے تحفظ کی خاطر صندوق کے باہر قبر میں پکی اینٹیں لگانا درست ہے تاکہ میت پانی سے محفوظ رہ سکے اسی لئے میت کو پانی والی جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کی اجازت حدیث میں ہے۔ (مظہری)

مشائخ بخارا نے بوجہ نرم نہ ہوئی زمین کے خشت پختہ کو غیر مکروہ فرمایا ہے۔ لکڑی کے صندوق میں ضرورت کے تحت دفن کرنے کی اجازت ہے بلاضرورت درست نہیں ہے۔

درمختار میں ہے: وجاذ ذلک حوله بارض رخوة کالتابوت۔ اور پکی اینٹیں اس میت کے گرد نرم زمین میں لگانا جائز ہیں جیسے صندوق جائز ہے۔ ردالمختار میں ہے: ای الآجر والحشب (جلد اصفحہ ۸۳۸)۔ وقال مشائخ البخارا لایکرہ الآجر فی بلادِنا لضعف الارض حتی قال الامام محمد بن الفضل لو اِتَّخذُوا تابوتا من الحدید

Marfat.com

لم یکن به باس وقال ائمة حوارزم لابأس باتحاذ التابوت فی ارضنا وفی شرح الجامع الصغیر اذا القذر الحد لابأس بالتابوت لکن یفترش التراب فیه ویجعل علی یمین المیت ولسیاره لبن ویلصق به (شرح الیاس علی حاشیہ شرح نقایہ جلد ا صفحہ ۳۳۰ جوھرۃ النیرہ جلد ا صفحہ ۱۴۰) ویکره الآجُرّ فی الحد اذا کان یلی المیت اما فیما وراء ذلک لابأس به (فتاویٰ قاضی خاں جلد ا صفحہ ۹۳)

ولا بأس باتخاذ تابوت ولو من حجر او حدید له عند الحاجة کرخاوة الارض ویسن ان یفرش فیه التراب۔ (درمختار)

میت کے جسم کے دائیں بائیں صندوق کے اندر بھی کچھ اینٹیں لگائی جائیں اور صندوق کے اندر بھی میت کے نیچے مٹی ڈال دی جائے اور صندوق سے باہر قبر میں پکی اینٹیں تحفظ کی خاطر عند الضرورت درست ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ بالا عبارات میں آیا ہے۔ بلاضرورت جائز نہیں ہے۔ لماروی عن ابن عمرو بن العاص انه قال لاتجعلوا فی قبری حشبا ولا حجراً ولما روی ابن ماجه انه علیه السلام نهی عن تجصیص القبور (شرح نقایہ صفحہ ۳۳۰ جلد ۱) بدائع الصنائع میں ہے۔

وان ذلک من الزینة ولا حاجة المیت الیها ولانه تفییع المال بلا فائدة فکان مکروها. (بدائع الصنائع جلد ا صفحہ ۳۲۰)

مالابد منہ میں ہے وخشت پختہ وچونہ وچوب دوان کردن مکروہ است صفحہ ۲۴۔

بہارِ شریعت میں ہے۔ مسئلہ قبر کے اس حصہ میں کہ میت کے جسم سے قریب ہے۔ پکی اینٹ لگانا مکروہ ہے کہ اینٹ آگ سے پکی ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو آگ کے اثر سے بچائے نیز لکھا ہے کہ قبر کی زمین نم ہو تو دھول (۱) بچھا دینا سنت ہے۔

مسئلہ کی دونوں صورتوں کو واضح کر دیا ہے نیز مجوزین ومانعین کے حوالے اختصار سے

---

۱ گنے کی قسم (گھاس)

Marfat.com

درج کردیے ہیں تا کہ دونوں صورتوں کا پتہ چل جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

العبدالفقیر غلام حسین عاصم ماتریدی

ذَالِکَ کَذَالِکَ وَاَنَا عَلٰی ذَالِکَ

محمد عنایت اللہ چشتی برکاتی خطیب وبانی جامع مسجد انوار مدینہ

منڈی بہاؤالدین پاکستان

محمد عبدالجلیل غفرلہٗ خطیب شاہ جلال مسجد کارڈیف

فقیر ابوالحامد محمد ضیاء اللہ قادری غفرلہٗ

سیالکوٹ

حافظ محمد فاروق عفا اللہ عنہ چشتی

الخطیب برمنگھم یوکے

ایس۔ایم عبدالمالک اللقمانوی

خطیب اسلامک ویلفیئر لوزلز برمنگھم

Marfat.com

مسئلہ ایصالِ ثواب

ایصالِ ثواب جائز و مستحب ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام احمد رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میت کو قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب پہنچتا ہے۔ کتاب السنن میں ابوبکر نجار نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی قبرستان سے گزرے اور سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھ کر اس کا ثواب اموات کو ہبہ کرے تو اسے اموات کی تعداد کے برابر ثواب دیا جاتا ہے۔ نیز اسی سنن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ جو کوئی قبرستان جائے اور سورہ یٰسین پڑھے تو اللہ تعالیٰ ان سے اس روز تخفیف کر دیتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی اپنے والدین یا ان میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے اور وہاں سورۂ یٰسین پڑھے تو اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ ابوحفص بن شاہین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی یہ ایک بار پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَلَهُ الْعَظَمَةُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ هُوَ الْمَلِكُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَرَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَلَهُ النُّوْرُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْمَلِكُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَرَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَلَهُ النُّوْرُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ." اس کے بعد کہے اے اللہ اس کا ثواب میرے والدین کیلئے کر دے تو اس کے والدین کے اس پر تمام حقوق ادا ہو جاتے ہیں۔

سب علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اموات کو دُعا فائدہ دیتی ہے اور انہیں اس کا ثواب پہنچتا ہے۔ اس کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ.

Marfat.com

جو لوگ ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش جو ہم سے پہلے مومن گزرے ہیں۔

اور جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَاَھْلِ الْبَقِیْعِ الْغَرْقَدِ." اے اللہ بقیع غرقد والوں کو بخش اور ارشاد فرمایا: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا ۔اے اللہ ہمارے زندوں اور اموات کو بخش دے۔

حدیث شریف: حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ کے پاس آ کر عرض کی یارسول اللہ ﷺ میری والدہ فوت ہوگئیں اور انہوں نے کوئی وصیت نہیں کی۔ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کو نفع پہنچے گا۔ آپ نے فرمایا ہاں اور تم پانی کا صدقہ کرو۔ انہوں نے کنواں کھودا اور کہا یہ سعد کی ماں کیلئے ہے۔ (طبرانی، ابوداؤد) بخاری شریف کی روایت کے مطابق حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھلوں والا باغ بھی والدہ کی طرف سے صدقہ کر دیا۔

Marfat.com

استفتاء

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ دین شرع متین اِس مسئلہ میں کہ زید نے اپنے والد مرحوم کے وصال کے بعد چوتھے دن ایصالِ ثواب کیلئے ایک محفل منعقد کی۔ جس میں شامل ہونے کیلئے خاص وعام کو بلایا گیا اور ان کے سپرد (قرآن پاک، کلمہ شریف، درود شریف وغیرہ کچھ نہ کچھ پڑھ کر لانے کیلئے کہا گیا۔ چند قرآن پاک کے ختم موقع پر بھی ہوئے تاکہ ایصالِ ثواب کی دُعا میں شامل کرسکیں۔

حسب توفیق حاضرین کیلئے کھانا بھی پکایا گیا۔ یاد رہے یہ کھانا نہ تو بطور دعوت پکایا گیا۔ نہ ہی مرحوم کے ترکہ سے لیا گیا۔ نہ ہی کسی یتیم کا حق مارا گیا۔ نہ دنیاوی غرض کیلئے پکایا گیا۔ نہ ہی برادری کے طعنوں کے ڈر سے ایسا کیا گیا، نہ ہی برادری سے روٹی لی گئی نہ ہی میت کی طرف سے یہ اہتمام کیا گیا۔ بلکہ زید نے صرف اور صرف اپنی حلال کمائی سے اپنے والد کی روح کو ایصالِ ثواب کرنے اور انکی روح کو خوش کرنے اور مغفرت پاکر جنت کا مستحق ہونے کیلئے کیا۔

اب فرمائیں ماحضر (یعنی جو کھانا اِس موقع پر تیار کیا گیا وہ حاضرین کیلئے جو خاص وعام، طلباء وعلماء تھے ان کیلئے کھانا جائز ہے یا ناجائز اگر ناجائز ہے تو کس بنا پر۔؟

مذکورہ صورت حال کی تمام جزیات کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن وحدیث وفقہ کی روشنی میں دلائل کے ساتھ جواب تحریراً دے کر ممنون فرمائیں۔ یاد رہے اِس محفل میں مستورات شامل نہیں تھیں۔

المستفتی: محمد صفدر علی سلیمانی
جامع مسجد رضا ۹ سرپینٹائن روڈ آسٹن
برمنگھم بی۔6 یوکے

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میت کے اہل خانہ کے پاس مسلمانوں کو اکٹھا ہو کر پڑھنا اور پھر کھانا تناول کرنا اس مسئلہ کے دو جز ہیں۔(۱) اجتماعی قرآن خوانی (۲) اور ماحضر تناول کرنا۔

پہلا جز یعنی قبر پر یا متوفی کے گھر پر جمع ہو کر قرآن خوانی کرنا تواتر و اجماع مسلمین سے ثابت ہے۔ کانت الانصار اذا مات لھم المیت اختلفوا الیٰ قبرہٖ یقرون القرآن ۔الانصار صحابہ کرام میت کی قبر پر قرآن خوانی کرتے تھے۔تفسیر مظہری زیر آیت وَاَن لَّیۡسَ الانسا الاماسعی (سورہ نجم) قبر پر قرآن خوانی جائز ہے۔(اشعۃ اللمعات صفحہ جلد ۱) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وبان المسلمین مازالوافِیْ کل عصر یجتمعون یقرون القرآن لمو تاھم من غیر نکیر مکان ذالک اجماعاً (شرح الصدور) ہمیشہ سے مسلمان میت کیلئے اجتماعی قرآن خوانی کرتے رہے اور کسی دور میں اس کا انکار نہیں کیا گیا لہذا اجتماعی قرآن خوانی اجماع مسلمین سے بھی ثابت ہے اور جمیع مسلمین کا کسی بات پر اجماع خود اس کے جواز کی دلیل ہے جیسا کہ علماء اصول نے یہ بات بیان فرمائی ہے۔

دوسرا جز کھانا کھلانا ہے: میت کو ایصال ثواب کیلئے تیسرے، دسویں یا چہلم پر غرباء ومساکین، احباب رشتہ داروں کو جمع کرنا ان سے کچھ پڑھوانا اور پھر حسب توفیق انہیں ماحضر پیش کرنا خواہ وہ غریب محتاج ہوں یا امیر ہوں اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔

۱) مشکوٰۃ شریف باب المعجزات میں حضرت عاصم بن کلیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام ایک جنازہ پر تشریف لے گئے فراغت کے بعد متوفی کی بیوہ نے آپ کو کھانے کی دعوت دی آپ نے قبول فرمائی ۔اِسۡتَقۡبَلَہٗ دَاعِیُ اِمۡرَاتِہٖ فَاَجَابَ.

آپ نے وہ کھانا تناول فرمایا اور صحابہ کرام کی جماعت نے بھی وہ کھانا کھایا حدیث طویل ہے مگر اتنی بات ضرور ثابت ہوئی ہے کہ میت کے اہل خانہ کی طرف سے کھانا کھلانا ممنوع نہیں ورنہ حضور علیہ السلام اس دعوت کو قبول نہ فرماتے۔

Marfat.com

۲) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ مرحومہ کو ایصال ثواب کیلئے جو کنواں کھودوایا تھا اس کا پانی بلا امتیاز امیر و غریب سب کیلئے تھا اس صدقہ جاریہ سے امیر استفادہ کر سکتے ہیں۔ (مشکوٰۃ باب فضل الصدقہ)

۳) اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ، جلی الصوت عنھی الدعوۃ امام الموت، میں تحریر فرماتے ہیں۔ جیسا کہ فقیر نے اپنے ایک فتویٰ میں مفصلاً بیان کیا ہے کہ سوم کے چنے، بتاشے کہ بغرض مہمان نہیں منگائے جاتے بلکہ ثواب پہنچانے کے مقصد سے ہوتے ہیں۔ اگر اس نے عام حاضرین پر تقسیم کیلئے منگائے ہیں تو ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ شامی جلد اوّل باب زیارۃ القبور میں فرمایا ہے یا یتیم کی حق تلفی ایسی دعوت ایصالِ ثواب نہیں ہوتا تھا بلکہ یہ بُرے کام ہوتے تھے تو دعوت میت کے ممنوعات یہ کام ہیں اگر یہ ممنوعات نہیں ہوں گے تو عند الفقہاء دعوت کا حکم بھی بدل جائے گا۔ جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز فصل اوّل حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث کے تحت حضرت الشاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ نیز علامہ شامی فرماتے ہیں۔

وانت خبیر بان کثیراً من الاحکام تفرت بِتغَیّر الزمان۔ (درمختار صفحہ ۲۸۸ جلد ۲) زمانہ کی تبدیلی سے بہت سے احکام بدل جاتے ہیں یعنی بعض فتاویٰ کا تعلق حالات زمانہ سے ہوتا ہے حالات کی تبدیلی سے فتویٰ بھی بدل جائے گا۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات شریف دفتر دوم مکتوب ۲۳ میں فرماتے ہیں۔ در ینجا فتویٰ متقدمین و متاخرین متمنی بناید ساخت ہر وقت را احکام علیحدہ است۔ یعنی متقدمین و متاخرین فقہاء کرام کا یہاں فتویٰ نہیں ملے گا۔ بلکہ ہر وقت کے احکام علیحدہ ہیں حالات کی تبدیلی سے اور علل و اسباب کے بدلنے سے فقہی احکام بدل جاتے ہیں۔

بفضلہٖ تعالیٰ ہمارے سوئم و چہلم میں قرآن خوانی نعت خوانی، ذکر اور کلمات مبارکہ کا ورد

Marfat.com

اور دعا ہوتی ہے اور حاضرین کی ماحضر سے خدمت محض ایصال ثواب وتصدق کی نیت سے ہوتی ہے ہمارے اس ایصال ثواب میں وہ ممنوعات نہیں لہذا حکم بھی نہیں۔

اگر غنی بھی لے لے گا تو گنہگار نہ ہوگا۔اعلیٰ حضرت کے فتوی سے غنی کیلئے جب چنے کھانے میں کوئی حرج نہیں تو کھانا کھانے میں بھی حرج نہیں ہوسکتا۔

۴) مولانا مفتی خلیل خان قادری برکاتی توجیہات وتشریحات فیصلہ ہفت مسئلہ میں فرماتے ہیں۔وہ کھانا جو عوام ایام موت بطور دعوت کرتے ہیں یہ ناجائز وممنوعہ ہے کہ دعوت تو مسرور وقت کے اوقات میں کی جاتی ہے نہ کہ غم وموت کے اندر اس لئے اغنیاء کو اس کا کھانا جائز نہیں ہاں اگر یہ طعام بطور دعوت نہ ہو بلکہ اپنے اموات کو ایصال ثواب کیلئے بہ نیت تصدق کیا جاتا ہے کہ فقرا اس کے احق (۱) ہیں اغنیا کو نہ چاہیے پھر بھی چونکہ چہلم وغیرہ کے کھانے پکانے سے مقصود میت کو ایصال ثواب ہوتا ہے لہذا اس فاتحہ کا کھانا یا چہلم کی فاتحہ کہتے ہیں اور اہتمام خاص کرتے ہیں اور ثواب صرف فقراء ہی پر تصدق پر موقوف نہیں بلکہ اغنیاء کو کھلانا بھی ثواب کی صورت ہے اس لئے یہ کھانا اغنیاء کھائیں تو کوئی گناہ نہیں۔

۵) مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ کنز الایمان سورہ نساء آیت نمبر ۸ کے زیر فرماتے ہیں۔اس آیت میں میت کے ترکہ سے غیر وارث، رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں کو کچھ بطور صدقہ دینے اور قول معروف کہنے کا حکم دیا زمانہ صحابہ میں اس پر عمل تھا۔محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ اُن کے والد نے تقسیم میراث کے وقت ایک بکری ذبح کر کے کھانا پکایا اور رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں کو کھلایا اور یہ آیت پڑھی ابن سیرین نے اس مضمون کی عبیدہ سلمان سے بھی روایت کی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ کہا اگر یہ آیت نہ آئی ہوتی تو یہ صدقہ میں اپنے مال سے کرتا۔تیجہ جس کو سوئم کہتے اور مسلمانوں میں معمول ہے وہ بھی اسی آیت کا اتباع ہے کہ اس میں رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں پر تصدق ہوتا ہے اور کلمہ کا ختم اور قرآن پاک کی

---

۱ زیادہ حق دار

Marfat.com

تلاوت اور دعاؤں (کا عمل) معروف ہے۔ بعض لوگوں کو بے جا اصرار ہو گیا ہے جو بزرگوں کے اس عمل کا ماخذ تلاش نہ کر سکے باوجود یہ کہ اتنا صاف قرآن مجید میں موجود تھا لیکن اُنہوں نے اپنے رائے کو دین میں داخل کر دیا اور عمل خیر کو روکنے پر مصروف ہو گئے اللہ ہدایت دے۔

مندرجہ بالا حوالہ جات سے عیاں ہے کہ میت کو ایصالِ ثواب کی نیت سے اجتماعی قرآن خوانی اور کلمات مبارکہ پڑھنا اور حاضرین کو خواہ امیر ہوں یا غریب ماحضر پیش کرنا اور اس کا ثواب میت کو پہنچانا جائز ہے۔ تصرف حوالہ بالکل واضح ہے۔

اگر فقہاء کرام نے کہیں منع کیا ہے تو وہ صرف دعوت ہے جس میں ایصالِ ثواب نہ ہو کیونکہ یہ دعوت کا وقت نہیں ہوتا وقت غم ہے۔ دعوت تو بوقت سرور ہوتی ہے۔ نیز فقہاء کرام کے بیان کردہ جملہ احکام کی بنیاد کچھ اسباب وعلل ہوتی ہیں۔ علل حالات واسباب کی تبدیلی سے احکام بدل جاتے ہیں۔ جس دعوت کو فقہاء کرام ممنوعہ قرار دیتے ہیں اس کی کچھ علل ہیں۔ مثلاً سرور وخوشی کا اظہار جس میں گانا بجانا بھی ہوتا تھا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ میت کی دعوت طعام میں جب سرور نہ ہو یتیم وارث کی حق تلفی بھی نہ ہو صرف ایصالِ ثواب کیلئے امیر وغریب رشتہ داروں اور احباب وغیرہ بلائے جائیں کچھ پڑھا جائے اور ایصالِ ثواب کیلئے ماحضر پیش کیا جائے۔ تو منع نہیں جائز ہے اور یہ ہمارے اسلاف وصالحین کا طریقہ وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ہے۔ اللہ اسلاف کے طریقہ پر رکھے۔ آمین

هذا ماعندی والله اعلم بحقيقة الحال اليه المرجع داعمال

الراقم محمد ایوب ہزاروی

خطیب جامع مسجد غوثیہ لیوٹن برطانیہ

Marfat.com

کیا روزہ، صدقہ اور غلام آزاد کرنے کا ثواب میت کو پہنچتا ہے؟

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ابوبکر نجار نے کتاب السنن میں عمرو بن عمرو بن شعیب کی حدیث ذکر کی کہ اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا کہ یارسول اللہ عاص بنوائل نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ وہ سو اونٹ نحر کرے گا اور ہشام بن عاص نے اپنے حصے کے پچاس اونٹ نحر کردیئے ہیں کیا یہ اسکو فائدہ پہنچا سکتے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا باپ اگر توحید کا اقرار کرتا تو تُو اس کی طرف سے روزے رکھتا یا صدقہ کرتا یا اس کی طرف سے غلام آزاد کرتا تو اسے ان کا ثواب ضرور پہنچتا۔ ابوداؤد نے کتاب الوصایا میں ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مسلمان ہوتا اور تم اس کی طرف سے حج کرتے یا صدقات یا غلام آزاد کرتے تو ان کا ثواب اسے پہنچتا (کتاب الوصایا)

نیز ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے کہا کوئی شخص ہے جو مسجد عشا میں جائے اور چار رکعت نماز پڑھ کر کہے یہ ابوہریرہ کیلئے ہے۔ معلوم ہوا کہ نماز کا ثواب بھی دوسروں کو پہنچ سکتا ہے۔ دارقطنی میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ اپنے والدین کی وفات کے بعد ان کے ساتھ نیکی کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا کسی کی موت کے بعد اس کے ساتھ نیکی کا طریقہ یہ ہے کہ جب تو نماز پڑھے تو ان کیلئے بھی نماز پڑھ اور جب روزہ رکھے تو ان کیلئے بھی روزہ رکھ اور جب صدقہ کرے تو ان کیلئے بھی صدقہ کر (ان کا ثواب انہیں پہنچے گا) امام ابوالحسین بن فراء نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا گیا یارسول اللہ! جب ہم اپنے اموات کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں یا حج کرتے ہیں یا ان کیلئے دُعا کرتے ہیں کیا یہ انہیں پہنچتا ہے؟ آپ نے فرمایا یقیناً پہنچتا ہے اور وہ ایسے خوش ہوتے ہیں جیسے تم میں سے کسی کو ایک بھرا ہوا طشت ہدیہ دیا جائے تو وہ خوش ہوتا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا یارسول اللہ میرا والد فوت ہوگیا ہے

Marfat.com

کیا میں اس کی طرف سے غلام آزاد کروں؟ فرمایا ہاں ضرور کرو۔ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ امامین حسن وحسین رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے غلام آزاد کیا کرتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری والدہ فوت ہوگئی ہے کیا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اسے نفع دے گا؟ فرمایا ہاں!

الحاصل: چاروں مذاہب یعنی حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حَنْبلِیَّہ میں ایصال ثواب جائز ومستحب ہے۔ غیر مقلدین کے اکابریں سے نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتے ہیں۔ زندہ انسان نماز، روزہ، تلاوت قرآن، حج اور دیگر عبادات کا ثواب ہدیہ کرتا ہے وہ میت کو پہنچتا ہے۔ (المسلک وہاج بحوالہ شرح مسلم) شیخ ابن تیمیہ اور ابن قیم نے ایصال ثواب کو ثابت کیا ہے۔ نیز حضرت شاہ عبدالرحیم، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی۔ حضرت مولانا انور شاہ کشمیری، حضرت مولوی شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے ایصال ثواب جائز ثابت کیا ہے اور بعض نے خود بھی عمل کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو جواز میں بہت کچھ لکھا ہے۔ (بحوالہ شرح مسلم جلد چہارم)

مرتبہ: الحاج مولانا صوفی ابوالعطاؔ
محمد صفدر علی سلیمانی
خطیب جامع مسجد رضا برمنگھم

Marfat.com

۲۲ رجب المرجب وصال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کونڈے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب؟

سوال: ہر سال ۲۲ رجب کو اکثر مسلمان سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ایصال ثواب کیلئے اپنے گھروں میں حلال اور پاک اشیاء گھی چینی میدہ اور خشک میوہ سے بنی میٹھی پوریاں جنہیں عام طور پر کونڈے کہا جاتا ہے۔ غریب ومساکین اور عزیز رشتہ داروں کو بڑے اہتمام سے کھلاتے ہیں کیا شرعاً ایسا کرنا جائز ہے۔

جواب: نہ صرف جائز بلکہ باعثِ اجر وثواب ہے ایصالِ ثواب کیلئے یہ ضروری نہیں کہ وہ دن اس ہستی کا یوم ولادت یا یومِ وفات ہی ہو۔ جب چاہے جس دن جس تاریخ کو چاہے ایصالِ ثواب کرسکتا ہے۔ ہر کام مثلاً شادی بیاہ جلسہ وجلوس وتبلیغی اجتماع کیلئے تاریخ مقرر کی جاتی ہے لہذا ۲۲ رجب کو سنی مسلمانوں نے سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی فاتحہ کا دن مقرر کرلیا ہے۔ الحمدللہ کوئی سنی مسلمان صحابیٔ رسول حضرت امیر معاویہ کی وفات کی خوشی یا ان سے بغض وحسد کی بنا پر کونڈے نہیں کرتا۔

اگر کسی بغضی رافضی نے ایسا کیا تھا تو وہ اس کا فعل تھا۔ ہماری نیت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو ایصالِ ثواب کرنا ہوتی ہے۔ بلکہ ہمارا تو ایمان ہے جس کے متعلق اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص امیر معاویہ رضی الہ عنہ کی شان میں طعنہ زنی کرے وہ جہنم کا کتا ہے۔ لیکن پھر بھی اس کا دل اگر اس بات پر مطمئن نہ ہو کہ آخر ۲۲ رجب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یومِ وفات ہے تو اس دن امام جعفر صادق کی نیاز کیوں دلائی جائے۔؟ تو اس کا بہترین حل یہ ہے کہ ۲۲ رجب کے کونڈوں پر ان دونوں بزرگوں کی فاتحہ دلادی جائے۔ اس کارثواب (فاتحہ) کو بالکل بند کردینا مناسب نہیں۔

مسئلہ: فاتحہ کیلئے یہ ضروری نہیں کہ صرف کونڈے ہی کیئے جائیں۔ کسی بھی کھانے کی حلال اور

Marfat.com

پاک شے پر فاتحہ دلا سکتے ہیں۔

ازالہ وھم: یہ خیال بھی غلط ہے کہ اسی دن شیعہ کونڈے کرتے ہیں ان سے تشابہ ہوگا۔ نیکی کا کام کسی تشابہ سے نہیں روکا جا سکتا اور نہ ہی یہ کوئی ضروری ہے۔ جہاں لوگ کرتے ہیں اچھا عمل ہے۔

مزید تحقیق کیلئے فقیر کا رسالہ کونڈے دیکھیے۔

محمد فیض احمد اویسی غفرلہ بہاولپور

مزید تحقیق: یاد رہے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا وصال دوشنبہ پندرہ رجب ۱۴۸ھ کو ہوا۔

جب کہ شیخ مفید شیعی کا قول یہ ہے کہ ماہ شوال میں ہوا۔ (بحوالہ سعادت کونین فی فضائل حسنین)

ایک اور قول کے مطابق پندرہ شوال ۱۴۸ھ ہے۔

الحاصل: جب یہ بات واضح ہوگئی کہ بائیس ۲۲ رجب حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا یوم وصال نہیں ہے بلکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یوم وصال ہے۔ تو اِس دن یعنی یوم وصال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا دِن منانا (کونڈوں کی نیاز دینی آخر اِس میں کوئی وجہ تو ہے۔ لہذا بقول حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی کے ۲۲ رجب کو دونوں بزرگوں یعنی حضرت امام جعفر صادق اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نیاز دینی اور دُعا کرنی چاہیے۔

محمد صفدر علی سلیمانی خطیب جامع رضا

برمنگھم یو کے

Marfat.com

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع بیچ اس مسئلہ:

۱) ذکر بلند آواز سے شریعت میں کیسا ہے؟

۲) کسی عورت کے جنازے میں ذکر کرنا بالخصوص میت کو قبر میں اتارتے وقت بلند آواز سے ذکر کرنا شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

۳) ایک مولانا صاحب نے میت کو قبر میں اتارتے وقت لوگوں سے کہا کہ ذکر کرنا حرام ہے کیونکہ اِس وقت لوگ ذکر کر رہے تھے۔ اِس سے قبل مولانا موصوف دیگر جنازوں میں لوگوں سے مل کر ذکر کیا کرتے تھے لیکن انہوں نے اِس جنازہ میں لوگوں کو ذکر سے منع کر دیا اور یہاں تک کہہ گئے کہ ذکر کرنا تو حرام ہے، کیا مولانا صاحب نے درست کہا ہے؟ اگر غلط کہا ہے تو از روئے شریعت اِن کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب کا منتظر
ہدایت اللہ وعبدالرحمٰن
حال مکان نمبر C/34 شمالی محلّہ ریلوے روڈ جہلم
منتقل: بمقام چھٹیاں وگلی کھتیر ڈاک خانہ بھیڑی
تحصیل وضلع مظفر آباد ریاست آزاد کشمیر

الجواب: نحمده ونصلی علی رسوله اکریم. بسم الله الرحمن الرحیم.

(۱) بلا شک وشبہ ذکر بالجہر مندوب ومستحسن ہے۔ دلائل حسب ذیل ہیں۔

(۱) قبل از زمانہ نبوی کفار مکہ رسوم حج سے فارغ ہو کر مجمع میں اپنے آباؤ اجداد کی خوبیاں بیان کرتے تھے۔ اپنے اجداد کی حسبی نسبی خوبیاں نظم ونثر میں بیان کرتے تھے۔ قرآن پاک نے اس پر پابندی لگائی اور اُس کی جگہ حکم دیا فاذکروا الله کذکرکم کما اباء کم او اشد ذکرا۔ یعنی (اے ایمان لانے والو) اللہ کا ذکر بلند آواز سے کرنا چاہیے۔ آباؤ اجداد کا ذکر کیا کرتے تھے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کرو۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ کا ذکر بلند آواز سے کرنا چاہیے۔

Marfat.com

(ب) تلاوت بھی اللہ کا ذکر ہے اس میں اپنے بیگانے کسی کو اختلاف نہیں۔ قرآن مجید میں رب العزت نے ارشاد فرمایا: وَاِذَا قُرِءَ الْقُرآن فاستمعوا اله کہ جب قرآن مجید پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو۔ ظاہر ہے یہ تلاوت بلند آواز سے ہوگی تو سُنی جائے گی۔

(ج) بخاری و مسلم میں جرالامہ مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ کنت اعرف انقضاء صلوٰة رسول الله صلی الله علیه وسلم بالتکبیر۔ کہ میں مسجد نبوی میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ختم ہونا تکبیر سے پہچانتا تھا۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کی تشریح میں لکھا ہے کہ عبداللہ ابن عباس بچے تھے اس لئے پابندی سے جماعت میں شامل نہیں ہوتے تھے۔ نماز کے بعد حضور اور صحابہ اس قدر بلند آواز سے ذکر فرماتے تھے کہ وہ مدینہ کے گھروں میں سنا جاتا تھا۔ اگر ذکر بالجہر ناجائز ہوتا تو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام یوں بلند آواز سے ذکر نہ فرماتے۔ اس طرح بلند آواز سے ذکر کرنا کوئی ایک دو دن کی بات بھی نہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس ہی سے مسلم شریف میں روایت ہے۔ ان رفع الصوت بالذکر حین ینصرف الناس من المکتوبة کان علی عهد النبی صلی الله علیه وسلم۔ نماز فرض سے فراغت کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا نبی پاک کے سارے زمانہ میں مروجہ ہے۔

(د) حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اس کا مالک بلاناغہ مارتا تھا۔ یہ بات ہر ایک کو تسلیم ہے۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ حضرت بلال دل میں خدا و رسول کا نام لیتے تھے تو امیہ مارتا تھا یا حضرت بلال بلند آواز سے اللہ و رسول کا نام لیتے تھے۔ ہر کوئی یہ کہے گا کہ اگر حضرت بلال دل میں خدا و رسول کا نام لیتے رہتے تو ہر روز مار کھانے کی نوبت کبھی نہ آتی۔ اور خدانخواستہ بلند آواز سے ذکر کرنا حرام ہوتا تو خود حضور ہی منع فرما دیتے کہ اے بلال ایک تو حرام کام کرتے ہو اور دوسرے اس پر مار بھی کھاتے ہو خبردار آج کے بعد ایسا نہ کرنا۔ حضور کا منع نہ فرمانا اور بلال کا ہر روز ذکر کرنا کتنا واضح ثبوت ہے کہ کافر بلند آواز سے ذکر نہیں کرتے تھے اور صحابہ کرام بلند آواز سے ذکر کرتے تھے۔

Marfat.com

اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ پس چند اشاروں پر اکتفا کرتا ہوں کیونکہ عقلمند کیلئے اشارہ ہی کافی ہے۔

(۲) حافظ الحدیث حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع صغیر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ حضرت انس فرماتے ہیں: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر وافی الجنازۃ قول لاالہ الا اللہ کہ جنازہ میں لاالہ الااللہ زیادہ پڑھا کرو۔ چونکہ حکم متعلق ہے اس لئے اس میں ہم اپنی طرف سے پابندی نہیں لگا سکتے۔ یعنی جنازے کے ساتھ کلمہ طیبہ کا خوب ورد کرنا چاہیے خواہ بلند آواز سے ہو خواہ آہستہ ہر طرح کی اجازت ہے۔ جنازہ خواہ مرد کا ہو خواہ عورت کا اس میں کوئی قید نہیں اسی مذکورہ حدیث کو شیخ الحدیث حضرت علامہ علاؤ الدین علی المتقی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کی مشہور کتاب کنز العمال جلد آٹھ میں بھی نقل فرمایا ہے۔

مسلم شریف کی یہ حدیث کس پڑھے لکھے کی نظر میں نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو مختلف راستوں میں پھرتے رہتے ہیں۔ اور اللہ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔ جب وہ کسی قوم کو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو آواز دے کر جمع کر لیتے ہیں کہ آؤ اپنے مقصد کی طرف۔ پھر ان ذکر کرنے والوں کو اس وقت تک اپنے پروں سے ڈھانکے رکھتے ہیں جب تک کہ وہ ذکر کرتے رہتے ہیں۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ مجمع ذاکرین کو ملائکہ رحمت اپنے پروں سے ڈھانکے رکھتے ہیں۔ اب اگر کسی میت کو دفن کرتے وقت خواہ وہ میت مرد کی ہو یا عورت کی ذکر کیا جائے تو وہ میت ملائکہ رحمت کے پروں کے سایہ میں دفن ہوگی۔ دفن کرتے وقت ذکر کو روک دینا گویا اس سے ملائکہ رحمت کے پروں کے سایہ سے محروم رکھنے کے مترادف ہے۔ جو میت پر ظلم عظیم ہے۔

(۳) اس سوال کا جواب تو ان مولانا سے ہی پوچھنا چاہیے جنہوں نے خواہ مخواہ ایک فتویٰ صادر فرما دیا ہے۔ حرام وہ ہے جس کی ممانعت کی واضح دلیل قرآن وحدیث میں موجود ہو۔ مولانا

Marfat.com

نے جو یہ کہہ دیا ہے کہ ذکر کرنا حرام ہے اگر اس سے مراد یہ ہے کہ کسی وقت بھی ذکر منع ہے تو یہ بات قرآن وحدیث کے صریحا خلاف ہے اور اگر مولانا کی مراد یہ ہے کہ میت کو دفن کرتے وقت ذکر کرنا حرام ہے تو مولانا کو چاہیے کہ اس پر قرآن وحدیث سے ممانعت کی کوئی صریح دلیل پیش کریں۔اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ مولانا مذکور زندگی کے آخری سانس تک کوئی ایسی دلیل نہیں پیش کر سکیں گے۔

جیسا کہ سوال سے واضح ہے کہ اگر مولانا پہلے ذکر کرتے رہے ہیں تو آخر اس جائز کے اچانک حرام ہو جانے کا باعث کیا ہے۔ پوچھیے مولانا سے کہ کیا وہ صاحب الہام ہیں کہ ان پر کسی الہام کی بنا پر یہ ذکر راتوں رات حرام کر دیا گیا ہے۔؟

مولانا کو چاہیے کہ وہ اس فتویٰ کو واپس لیں اور عند اللہ توبہ کریں۔

واللہ اعلم بالصواب

علامہ عبداللطیف قادری

خطیب و مہتمم مرکزی دارالعلوم اہل سنت وجماعت

مشین محلہ نمبر ا جہلم

Marfat.com

سوالات

مرنے کے بعد روحوں کا اپنے گھر آنا، زندوں سے ملاقات کرنا، قبر میں حساب وعذاب، زندوں کا مردوں (مرے ہوئے لوگوں) سے ملنا۔ اور ثواب کا مردوں کو پہنچنا جو انہیں بخشا جائے۔ حکم نماز تراویح؟

مندرجہ بالا چھ سوالات از صوفی محمد سعید انور سلیمانی پاکستان کے جوابات۔

از الحاج مولانا صوفی ابوالعطاءؒ محمد صفدر علی سلیمانی

حال خطیب جامع مسجد چشمہ رحمت اولڈ بری

برمنگھم یو کے

المشتہر: جماعت غوثیہ مجددیہ اشاعت الاسلام پاکستان و برطانیہ

حوالہ جات

از: فتاویٰ رضویہ۔ جاءالحق۔ صداقت اہل سنت و جماعت۔ نسخۃ الشفاءٌ کل داءٍ۔ مخزن الاسرار۔

آپ کے تحریر کردہ چند سوالات کے جوابات

سوال نمبرا: اگر روح جسم سے نکل جاتی ہے تو قبر میں حساب کیسے ہوتا ہے۔؟

جواب: اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ جلدنہم صفحہ ۶۲۶ ناشر رضا فاؤنڈیشن پر ایصالِ ثواب کے سلسلہ جواب لکھتے ہوئے حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرماتے ہیں۔

روح کی شان ہی کچھ اور ہے وہ ملا اعلیٰ میں رہ کر بھی بدن سے متصل ہوتی ہے جب مسلمان صاحب قبر کو سلام کرتا ہے تو وہ اُسے جواب دیتا ہے جبکہ روح اپنے مقام میں ہے۔

(ب) فتاویٰ رضویہ کی اِسی جلد نہم میں صفحہ ۸۵۰، صفحہ ۸۵۱ پر مدفون کے سننے کے بارے وضاحت کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں اہل سنت کے نزدیک قبر کی تعظیم

Marfat.com

(آسائش وانعام) یا معاذ اللہ عذاب جو کچھ ہے روح اور جسم دونوں پر ہے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ شرح الصدور میں فرماتے ہیں باتفاق اہل سنت عذاب قبر اور آسائش قبر (آرام وانعام) کا محل روح اور بدن دونوں ہیں)۔

(ج) امام اجل ابوالبرکات نسفی عمدۃ الکلام میں فرماتے ہیں۔

کفار اور بعض گنہگار مومنین کیلئے عذاب قبر اہل اطاعت کیلئے آسائش وانعام حق ہے اسی طرح کہ جسم میں زندگی لوٹا دی جائے اگرچہ روح کے لوٹانے میں ہمیں توقف ہے۔

(د) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔

قبر میں منکر نکیر کا سوال حق ہے اور قبر میں بندے کی روح کا اعادہ حق ہے۔

ان مندرجہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ مرنے کے بعد روح اور جسم کا تعلق قائم رہتا ہے۔ خواہ جسم کے ٹکڑے ہو جائیں۔ جانوروں کے پیٹ میں چلا جائے یا سمندروں کے تہوں میں غرق ہو جائے۔ جو کچھ روح پر گزرے گی وہی جسم پر بھی ہوگا۔ مردہ قبر میں رہتے ہوئے قبر پر آنے والے کو پہچانتا ہے اُس کی آواز سنتا ہے۔ یہ باتیں کثیر کتب سے ثابت ہیں۔ (صفدر سلیمانی)

سوال نمبر ۲: کیا واقعی مرنیکے بعد چالیس ۴۰ دن تک روح گھر کے چکر لگاتی رہتی ہے؟

جواب: حضرت قبلہ مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کتاب جاءالحق صفحہ ۲۵۷ پر ''زرقانی شرح مواہبؒ کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرات انبیا کرام کی روح کا تعلق اس جسم مدفون سے چالیس (۴۰) روز تک بہت زیادہ رہتا ہے۔ بعد ازاں وہ روح قرب الٰہی میں عبادت کرتی ہے اور جسم کی شکل میں ہو کر جہاں چاہتی ہے جاتی ہے۔ عوام میں تو یہ بھی مشہور ہے کہ چالیس دن تک میت کی روح کو گھر سے علاقہ (تعلق) رہتا ہے۔ ممکن ہے اِس کی کوئی اصل ہو۔

(ب) اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے (روحوں کا بعد وفات گھر آنا) اِس موضوع پر پورا رسالہ لکھا ہے اور وہ فتاوٰی رضویہ جلد نہم میں شامل ہے۔

Marfat.com

اسی سلسلہ مذکور فتاویٰ رضویہ کی جلد نہم صفحہ ۶۵۲ پر لکھتے ہیں کہ ابن مبارک کتاب الزہد اور ابو بکر ابن ابی الدنیا اور ابن مندہ سلمان رضی اللہ عنہ سے روای ہیں۔

(ج) بیشک مسلمانوں کی روحیں زمین کے برزخ میں ہیں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں اور کافر کی روح سجین میں مقید ہے۔

ابی الدنیا مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں۔

(د) فرمایا مجھے حدیث پہنچی ہے کہ مسلمانوں کی روحیں آزاد ہیں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں۔

(ر) دستور القضا مستند صاحب مائتہ مسائل میں فتاویٰ نسفی سے نقل ہے۔

بیشک مسلمانوں کی روحیں ہر روز و شب جمعہ اپنے گھر آتی ہیں اور دروازے کے پاس کھڑی ہو کر دردناک آواز سے پکارتی ہیں اے میرے گھر والو۔ اے میرے بچو۔ اے میرے عزیزو۔ ہم پر صدقہ سے (مہربانی) کرو، ہمیں یاد کرو بھول نہ جاؤ، ہماری غریبی میں ہم پر ترس کھاؤ۔ (فتاویٰ رضویہ جلد نہم صفحہ ۶۵۳)

(ز) نیز خزانۃ الروایات مستند صاحب مائتہ مسائل میں ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عید یا جمعہ یا عاشورے کا دن یا شب برات ہوتی ہے۔ اموات کی روحیں آ کر اپنے گھروں کے دروازوں پر کھڑی ہوتی ہیں اور کہتی ہیں ہے کوئی کہ ہمیں یاد کرے، ہے کوئی کہ ہم پر ترس کرے، ہے کوئی کہ ہماری غربت کی یاد دلائے۔ (حوالہ ایضاً)

ان مذکورہ حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ ارواح گھروں میں ثواب حاصل کرنے کیلئے آتی رہتی ہیں۔ پہلے چالیس (۴۰) دن کی آمد روح پر قبلہ مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اشارتاً ذکر کیا ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ روح گھر کی طرف مانوس ہوتی ہے قبر کا معاملہ نیا ہوتا ہے پھر اُسے نیکیوں کی ضرورت ہوتی ہے جو ایصال ثواب کی صورت میں اُسے مل سکتا ہے۔

Marfat.com

لہذا روح کا گھر آنا بعید نہیں ہے۔ پھر دوسرے حوالوں سے بھی واضح ہے کہ روح ہر روز اور خاص ایام وراتوں پر گھر لوٹتی ہے۔ (صفدر سلیمانی)

سوال نمبر ۳: اگر روح جسم سے نکل کر عرش معلیٰ پہنچ جاتی ہے تو خواب میں لوگوں کو ملاقات کیوں ہوتی ہے۔؟

جواب (ا): فتاویٰ رضویہ جلد نہم صفحہ ۶۵۲ پر اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے ابن ابی الدنیا وبیہقی سید بن میتب رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضرت سلمان فارسی اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما باہم ملے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تم مجھ سے پہلے انتقال کرو تو مجھے خبر دینا کہ وہاں کیا پیش آیا۔ کہا کیا زندے اور مردے بھی ملتے ہیں؟ کہا ہاں۔ مسلمانوں کی روحیں تو جنت میں ہوتی ہیں اُنہیں اختیار ہوتا ہے جہاں چاہیں جائیں۔

اِس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ زندہ اور مردہ مسلمانوں کی روحیں آپس میں ملتی ہیں۔ چونکہ جب آدمی سو جاتا ہے تو جس آدمی کی روح قوی ہو وہ خوب پرواز کرتی ہے اور مختلف مقامات پر مختلف احباب سے ملتی ہے۔ بہت سے کامل اولیاء اللہ ہر روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی محافل میں شرکت کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ جیسا ''مخزن الاسرار'' کتاب میں ذکر ہے۔ (صفدر سلیمانی)

سوال نمبر ۴: کیا آدمی روحوں سے ملاقات کرسکتا ہے یعنی کوئی ایسے وظائف ہیں جن کو پڑھ کر آدمی اپنی مطلوبہ روح سے ملاقات کرسکتا ہے؟

جواب: جیسا گذشتہ تحریرات سے واضح ہوا کہ مؤمن کی روحیں بعد از وصال جہاں چاہیں جاسکتی ہیں۔ نیز ایصالِ ثواب کے سلسلہ جو کچھ پڑھ کر یا صدقہ دے کر ان کو پہنچایا جائے انہیں پہنچتا ہے۔ جیسا بندہ ناچیز نے کتاب صداقت اہل سنت وجماعت مع عقائد واہم مسائل کے صفحہ نمبر ۸۲، صفحہ ۸۳، ۸۴ پر لکھا ہے اور روحوں کا آنا بھی ذکر ہوا ہے۔

Marfat.com

تو اب جو آدمی تزکیہ نفس اختیار کر کے روحانی قوت حاصل کرے باوضو اور سنت کے مطابق سونے پر عمل کرے۔ اپنی مطلوبہ روح کو خوب ایصال ثواب کرے۔ نوافل پڑھ کر، قرآن خوانی کر کے یا صدقہ دے کر تو یقیناً وہ روح خوش ہوگی۔ جس سے زیارت و ملاقات کا شرف حاصل ہو جائے گا۔

جیسا فقیر ناچیز نے ایک دوست کی فرمائش پر کہ میں اپنے والد مرحوم کو خواب میں ملنا چاہتا ہوں کچھ بتائیں تو سورہ یٰسین ہر روز صبح و شام پڑھنے کے اور ایصال ثواب کیلئے بتایا تو تھوڑے عرصہ میں اُسے اپنے والد مرحوم کی ملاقات نصیب ہوگئی۔ اِسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی ہو جاتی ہے۔ زیارت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کتاب ''نسخہ الشفا کل داءٗ'' میں لکھے ہوئے ہیں ہاں کوئی نہ پڑھے تو کیا کروں۔ (صفدر سلیمانی)

نیز اولیاء کاملین خاص روحانی طریقوں سے اپنے عقید تمندوں کی اصلاح کرتے رہتے ہیں۔ ملاقات بھی کرتے ہیں اور تربیت بھی کرتے ہیں۔ یہ طریقے کسی کامل سے سیکھنے کے بغیر مشکل ہیں۔ (کتب تصوف)

سوال نمبر۵: اگر کسی روح کیلئے نوافل پڑھے جائیں تو کیا وہ روح آدمی کو ملنے کیلئے آتی ہے۔؟

جواب: اس سوال کا جواب پہلے جوابات میں دیا جا چکا ہے۔ (صفدر سلیمانی)

سوال نمبر۶: کیا عورت پر بھی نماز تراویح پڑھنا ضروری ہے۔؟

جواب: نماز تراویح مرد اور عورت دونوں کے لئے پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ اس کا چھوڑنا جائز نہیں۔ (بہار شریعت حصہ چہارم و دیگر کتب فقہ)

Marfat.com

سوالات

(۱) غوث پاک حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام کتنا اونچا ہے؟

(۲) حضرات آئمہ کرام کون کون سے ہیں؟ حضرات تابعین تبع تابعین کون ہیں؟ اہل بیت میں آئمہ کرام کون کون ہیں؟

(۳) کیا غوث پاک سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام تابعین سے اونچا ہے؟

(۴) کیا غوث پاک سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد تمام مخلوق سے اونچا ہے؟

السائل: عمران لطیف ٹونگھم

جوابات

۱) حضور سیدنا غوث اعظم عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ قطب ارشاد ہیں اور مقام عبدیت پر فائز ہیں۔ جو مقام ولائت میں انتہائی مقام ہے۔

بحوالہ: (۱) فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۲۶، صفحہ ۵۶۸، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ لاہور

(۲) مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ دفتر نمبر سوم حصہ چہارم، صفحہ ۱۶۵۔۱۶۶۔

۲) حضرات آئمہ کرام بارہ (۱۲) ہیں جن سے گیارہ (۱۱) دنیا میں ظاہر ہوئے اور پھر قضائے الٰہی سے رحلت فرما گئے ہیں جبکہ بارہویں امام مہدی علیہ السلام کا ظہور قیامت کے قریب ہوگا۔

حضرات آئمہ علیہم السلام کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم ۲۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

۳۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ۴۔ حضرت سیدنا امام زین العابدین

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ (علی بن حسین) رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۵۔ حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ۔

۶۔ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ۷۔ حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ

۸۔ حضرت سیدنا امام علی رضا رضی اللہ عنہ ۹۔ حضرت سیدنا امام محمد تقی رضی اللہ عنہ

۱۰۔ حضرت سیدنا امام علی نقی رضی اللہ عنہ ۱۱۔ حضرت سیدنا امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ

۱۲۔ حضرت سیدنا امام محمد بن عبداللہ المعروف امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قیامت کے قریب ظاہر ہوں گے۔ (یعنی پیدا ہوں گے)

اِس کے علاوہ چند اور امام بھی حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد سے ہوئے ہیں۔ لیکن فرقہ اثنا عشریہ (جو شیعوں کا مشہور فرقہ ہے) کے نزدیک یہی بارہ امام ہیں۔ (بحوالہ سعادات الکونین فی فضائل حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفحہ ۲۱۰، ''اہل بیت'' صفحہ ۱۱۷، رسالہ مختصر احکام مذہب شیعہ سوہان ایمان از حضرت پیر ملک علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ)

نوٹ: کتاب اہل بیت کے مؤلف سلمان احمد نے امام محمد تقی کے بجائے امام محمد الجواد کا نام لکھا ہے۔ یاد رہے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب نمبر ۱۲۳ دفتر سوم حصہ دوم صفحہ ۱۶۵، صفحہ ۱۶۶ پر تفصیل سے لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے ولایت کا اعلیٰ مقام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملا۔ اِس راہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں قدم مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر پر ہیں۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حسنین کریمین اِس مقام میں ان کے ساتھ ہیں۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا یہ درجہ حسنین کریمین کو ملا ان کے یکے بعد دیگرے آئمہ اثنا عشر یعنی بارہ اماموں سے ہر ایک کو ترتیب وار اور تفصیل سے مقرر رہا ان بزرگوں یعنی آئمہ کے زمانہ میں یا بعد از وصال جس کسی کو ہدایت وفیض پہنچتا ہے۔ ان بزرگوں کے ذریعہ سے پہنچتا ہے خواہ کسی درجے کا ولی ہو۔

نوبت یہاں تک آئی کہ یہ منصب حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو ملا اب قیامت تک وہی غوث وقطب ہیں۔ جس کسی کو فیض ملے گا ان کے وسیلہ سے ہی ملے گا۔ خواہ کسی درجے کا ولی ہو۔

Marfat.com

ب: جس خوش نصیب نے حالت ایمان میں یعنی ایمان رکھتے ہوئے اپنی آنکھوں سے حضور سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی وہ صحابی بن گیا۔

ج: جس مومن نے کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت وملاقات کی وہ تابعی بن جاتا ہے جس تابعی کی جس کسی خوش نصیب مومن نے زیارت وملاقات کی وہ تبع تابعین میں شامل ہوجاتا ہیں۔

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعداد (کم وبیش) ایک لاکھ چوبیس ہزار (124000) ہے۔ (بحوالہ المدۃ المناجح اردو ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح جلد ہشتم صفحہ ۳۰۴ حاشیہ)

حضرات تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے افضل التابعین حضرت اویس کرنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ حضرات آئمہ یعنی بارہ امام رضوان اللہ علیہم اجمعین اہل بیت سے ہی ہیں۔

جواب نمبر۴: سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا مرتبہ بہت اعلیٰ وافضل ہے۔ غوث اپنے دور میں تمام اولیائے عالم کا سردار ہوتا ہے۔ حضور عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت امام محمد مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور تک تمام عالم کے غوث ہیں۔ اِس دور کے سب غوثوں کے غوث اور سب اولیاء اللہ کے سردار ہیں۔ اِن سب کی گردن پر آپ کا قدم مبارک ہے۔

باقی اللہ تعالیٰ کے جتنے ولی ہوئے ہیں یا ہوں گے سب سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب (کرتے ہیں) اور کریں گے۔

(مختصر بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد ۱۶، صفحہ ۵۶۱ ناشر رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ لاہور)

خادم الفقرا و علماء

بندہ ناچیز محمد صفدر علی سلیمانی

۲۰۰۴-۱۰-۳۰ بمطابق ۱۶ رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

Marfat.com

سوال: بارویں امام۔ چوداں معصوم اِن کے نام علیحدہ علیحدہ بیان کرو۔ از: تمریزی

جواب: جبکہ مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن میں (ترمذی شریف اور ابوداؤد شریف) کے حوالہ سے حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ جس میں بارھویں امام کے بارے یوں ذکر ہے۔ فرمایا حضور ﷺ نے جس کا نام مرے نام سے اور جس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام سے مطابقت کرے گا۔ یعنی محمد بن عبداللہ ہوگا۔ اس روایت کے تحت قبلہ مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث ان روافض کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ امام مہدی پیدا ہو چکے ہیں اور ان کا نام محمد بن حسن عسکری ہے۔ حضرت امام مہدی حسنی حسینی سید ہوں گے۔ (امراۃ مناجح شرح مشکوٰۃ المصابیح)

چہاردہ (چودہ) معصوموں کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) محسن بن علی کرم اللہ وجہہ جو بی بی فاطمہ علیہا السلام سے ہیں ان کی قبر جنت بقیع میں ہے۔ مرآت آفتاب نما میں لکھا ہے کہ محسن ایام حمل میں شکم سے ساقط ہو گئے تھے۔ حضرت رسالت پناہ نے ساقط ہونے سے قبل اُن کا نام محسن رکھا تھا۔

(۲) عبداللہ بن امام حسن یہ سات برس کی عمر میں طلحہ بن عامر کے ہاتھ سے شہید ہوئے ان کی قبر جنت بقیع میں ہے۔

(۳) جعفر بن امام حسین یہ تین برس کی عمر میں تشنگی سے جان بحق تسلیم ہوئے۔ ان کی قبر کربلا میں ہے۔

(۴) قاسم بن امام حسن ان کی قبر کربلا میں ہے۔

(۵) حسین بن امام زین العابدین یہ تین برس کی عمر میں حجاج کے ہاتھ سے شہید ہوئے ان کی قبر رے میں ہے۔

(۶) صالح بن امام محمد باقر اور بعض کے نزدیک قاسم بن امام زین العابدین یہ تین برس کی عمر میں حجاج کے ہاتھ سے شہید ہوئے ان کی قبر بھی رے میں ہے۔

Marfat.com

(۷) علی اقطر بن امام محمد باقر آٹھ برس کی عمر میں احمد بن منصور کے ہاتھ سے شہید ہوئے ان کی قبر شام میں ہے۔

(۸) عبداللہ بن امام جعفر صادق یہ دو برس کی عمر میں خلیفہ بغداد کے سامنے عبداللہ بن محمود کوفی کے ہاتھ سے شہید ہوئے ان کی قبر بغداد میں ہے۔

(۹) یحییٰ بن امام جعفر صادق تین برس کی عمر میں باسطان کے درمیان شہید ہوئے ان کی قبر باسطان میں ہے۔

(۱۰) صالح بن امام موسیٰ کاظم تین برس کی عمر میں یوسف بن ابراہیم بن احمد دمشقی کے ہاتھ سے شہید ہوئے ان کی قبر رے میں ہے۔

(۱۱) طیب بن امام موسیٰ کاظم سات برس کی عمر میں یمن دمشقی کے ہاتھ سے شہید ہوئے انکی قبر شیراز میں ہے۔

(۱۲) جعفر بن امام محمد تقی چار برس کی عمر میں یوسف بن ابراہیم دمشقی کے ہاتھ سے شہید ہوئے ان کی قبر کوفہ میں ہے۔

(۱۳) جعفر بن امام حسن عسکری یہ بھی یوسف بن ابراہیم دمشقی کے ہاتھ سے شہید ہوئے انکی قبر رے میں ہے۔

(۱۴) قاسم بن محمد مہدی تین برس کی عمر میں منصور بن ناصر بن ابراہیم کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ان کی قبر شیراز میں ہے۔ (بحوالہ مذاہب اسلام از: مولوی محمد نجم الغنی خاں رامپوری)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتویٰ از خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

ماخوز: کَاشِفُ کَیْدِ الثَّعْلَب فِیْ اِیْمَانِ اَبِیْ طَالِبْ

از قلم امام المناظرین حضرت علامہ صوفی محمد اللہ دتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

پیر صاحب سیال شریف کے فتویٰ کا ترجمہ:

سب تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جو تمام جہانوں کے پالنے والا ہے۔ صلاۃ وسلام ہو اوپر رحمۃ للعالمین محمد اور آپ کی آل اور اصحاب پر۔

بعض دوستوں نے مجھ سے سوال کیا کہ نجات ابی طالب کا عقیدہ درست ہے یا نہیں۔ میرا جواب ہے کہ اس مسئلہ کی تحقیق سے فراغت ہو چکی ہے کیونکہ اجل علماء اللہ تعالیٰ ان کی کثرت رکھے نے نجات ابی طالب پر کتابیں لکھی ہیں جیسا کہ ''اسنی المطالب فی ایمان ابی طالب'' لیکن اس کے خلاف پر دلالت کرنے والی روایات جو ہیں ان میں سے زیادہ قوی وہ روایت ہے جس میں ابو طالب کا یہ قول ہے کہ میں اپنے لئے عار کے مقابلہ میں جہنم کی آگ کو پسند کرتا ہوں۔ اور یہ اس وقت کی بات ہے جب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو فرمایا تھا کہ تو اقرار کر کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں تو ابو طالب نے یہ کہا (میں عار کے مقابلہ نار کو اختیار کرتا ہوں) سو پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ روایت توحید و رسالت کی تصدیق پر دلالت کرتی ہے کیونکہ ابو طالب کا عقیدہ ہے کہ جو کلمہ مبارک کا اقرار نہ کرے وہی ناری ہے اور یہ ہی ایمان ہے کیونکہ ایمان تصدیق قلبی ہی کو کہتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ قول ابو طالب کی آخری بات نہیں۔ ممکن ہے کہ یہ اس نے موت سے کچھ وقت پہلے کہی ہو۔ (یعنی بعد میں کلمہ پڑھ لیا ہو) اور حق بات یہ ہے کہ ہمارے سردار رحمۃ اللعالمین ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مختار ہیں جسے چاہیں پاک کریں اور ایمان عطا فرما دیں۔ یہاں تک کہ کنکریوں، چوپایوں اور پتھروں تک۔

Marfat.com

پس یہ بات تصور میں نہیں آسکتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کا دل پاک نہ کیا ہو اور اُسے ایمان سے منور نہ کیا ہو۔ اِس کے علاوہ روایات پختہ نہیں ہیں۔ یہ بات اسانید احادیث کو دیکھنے والے پر ثابت ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

Marfat.com

سوالات

۱)	کیا ڈھول بجانا جائز ہے؟ اور دربار شریف (کسی ولی اللہ کے مزار شریف کی حدود میں) کوئی ڈھول بجائے کیا وہ بھی جائز ہے۔؟

۲)	کیا قبریں پکی بنانا جائز ہے یا کچی (قبریں) درست ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کیا ہے کیا پکی قبریں اور روضہ (مقبرہ) بنانے سے منع کیا ہے۔؟

۳)	کیا کوئی آدمی ولی اللہ کی قبر کے پاس پکارے (امداد طلب کرے) یہ جائز ہے۔ کیا حضور ﷺ نے منع کیا ہے یا اجازت دی ہے۔؟

۴)	کیا دھمال ڈالنا ڈھول بجا کر جائز ہے یا کوئی اور میوزک بجا کر دھمال ڈالنا دربار شریف میں (مزار ولی) کی حدود میں جائز ہے۔؟

۵)	کیا قوالی مختلف میوزک بجا کر گانا جائز ہے۔؟

سائل: عمران لطیف نوٹنگم یوکے

جوابات

۱۔	ڈھول اور دیگر ساز بجانے سوائے قوالی میں سادہ ومختصر ساز کے باقی سب ناجائز اور حرام ہیں۔ (بحوالہ بہار شریعت جلد دوم حصہ سولھواں صفحہ ۱۳۲ (۲) سنی بہشتی زیور حصہ چہارم صفحہ ۴۵۳)

جب ساز ہر قسم کے حرام ہیں ان کا سننا نفاق پیدا کرتا ہے۔ قیامت کے دن کانوں میں سیسہ پگلا کر ڈالا جائے گا تو پھر مزارات اولیا اللہ پر یا اُن مزارات کی حدود میں ڈھول بجانا یا دیگر ساز بجانا ناچنا اور دھمالیں ڈالنا کیسے جائز ہوگا بلکہ یہ سب کام ناجائز اور حرام ہیں (مزارات میں اولیاء اللہ کی ارواح اِن چیزوں سے ناراض ہوتی ہیں) اولیا اللہ یہ کام کر کے ولی نہیں بنے۔ انہوں نے تو تقویٰ و پرہیزگاری کا رستہ اختیار کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سنت پر عمل کرنے کو

Marfat.com

مقدم جانا۔ تب اللہ کے مقبول بنے۔

کثرت ذکر یا قوالی جو شرعاً اور طریقتاً یعنی شریعت اور طریقت کے لحاظ سے جائز ہے۔ اُس کی وجہ سے جو کسی طالب کو وجد ہو جاتا ہے وہ رقص بھی کرنے لگتا ہے۔ اُچھلتا کودتا ہے لیکن خود اُسے ہوش نہیں ہوتی یہ جائز ہے۔

جواب نمبر ۲: اِس سوال کا جواب عنوان ''مزارات انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام، صلحاء عظام پر گنبد وغیرہ بنانا۔'' کے تحت لکھ دیا ہے۔ ''کتاب صداقت اہل سنت مع عقائد واہم مسائل'' البتہ عام قبریں بھی ایک ایک دو دو اینٹیں لگا کر تین بالشت تک اونچی کرنا بہتر ہے تا کہ نشان قائم رہے جبکہ درمیان سے اوپر والا حصہ کچا رہنا چاہیے۔

(بحوالہ جاء الحق حصہ اوّل صفحہ ۲۷۳)

جواب نمبر ۳: اولیاء اللہ کو اللہ کا مقرب سمجھ کر اُس سے امداد طلب کرنا خواہ قبر کے قریب سے یا دور سے جائز ہے۔ بلکہ اُس ولی اللہ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ مشکل درپیش جلد حل فرما دیتا ہے۔ حوالہ کیلئے جاء الحق حصہ اوّل از قبلہ مفتی احمد یار خان صاحب دیکھیں جہاں تفصیل سے اس مسئلہ کا جواب موجود ہے۔ صفحہ ۱۸۷ تا صفحہ ۲۰۵۔

جواب نمبر ۴: اِس سوال کا جواب بھی جواب نمبر ۱ میں ہو گیا ہے۔

جواب نمبر ۵: قوالی مزامیر بجا کر گانا حرام ہے سادی قوالی جائز ہے۔ جیسا پہلے بھی جواب نمبر ۱ میں کچھ ذکر ہوا۔ حوالہ کیلئے احکام شریعت (از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ حصہ دوم صفحہ ۱۰۷ دیکھیے۔

دُعا گو: فقیر ناچیز محمد صفدر علی سلیمانی

Marfat.com

قرآن وحدیث کی روشنی میں شوقیہ فوٹو بنوانے کا حکم؟

تحریر: ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور) جنوری ۱۹۸۴ء

سوال: کیا شوقیہ فوٹو کھنچوانا گناہ ہے۔؟

جواب: متعدد ارشاداتِ نبوی ﷺ میں تصویر بنانے کی ممانعت صراحت سے ملتی ہے۔ جہاں تک فوٹو کھنچوانے کا مسئلہ ہے تو اس بحث سے قطع نظر کہ فوٹو تصویر ہے یا عکس، اصل مقصود پر غور وفکر ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ فوٹو دو وجہ سے اُتروایا جاتا ہے یا تو کوئی شرعی یا تمدنی مقصد پیش نظر ہوتا ہے مثلاً حج کیلئے، زیارت کیلئے، تجارتی یا تعلیمی وتفریحی سفر کیلئے آپ پاسپورٹ وغیرہ بنواتے ہیں یا ملکی اور قانونی تقاضوں کے حوالے سے شناختی کارڈ بنواتے ہیں۔ یا ٹیلی ویژن پر یا جلسوں میں فوٹو لیا جاتا ہے خواہ مقررین کا ہو یا سامعین کا ہر دو صورت میں اگر فرزندانِ توحید اس کا مقصد ابلاغ اور عوامی اطلاع تک محدود رکھیں تو گنجائش نکل سکتی ہے بصورتِ دیگر اگر کوئی شخص فوٹو کھنچوانے سے محض اپنی شخصیت کا اظہار چاہتا ہے اور اس سے محض اپنی اَنا کی تسکین چاہتا ہے جسے انگریزی میں Projective کہتے ہیں تو یہ مقصد کتاب وسنت کی روشنی میں مذموم ہے۔ بلکہ بعض متقی لوگ تو پہلی صورت میں بھی کسی اجتماع میں (مقرر، صدر، مہمانِ خصوصی یا سامع ہونے کی حیثیت سے) فوٹو گرافر کو اپنا فوٹو لینے سے منع کر دیتے ہیں۔ بہرحال میری ناچیز رائے میں شرعی، تمدنی، ملکی اور قانونی تقاضوں کے حوالے سے فوٹو اُتروانے کی گنجائش ہے لیکن شوقیہ اُتروانا بہرحال قابلِ مذمت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

محترم ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب جو ماہنامہ ضیائے حرم میں سوالات واستفتاء کے جوابات پر مامور تھے وہ بھی شوقیہ فوٹو کھنچوانے کو جو محض اپنی شخصیت کے اظہار اور اپنی انا کی تسکین کیلئے ہو اُسے مذموم (بُرا۔ قبیح) قابل مذمت سمجھتے ہیں۔ (صفدر سلیمانی)

Marfat.com

فوٹو بازی، ویڈیو فلم، ٹیلی ویژن کو حرام کہنے اور نہ بنوانے اور نہ دیکھنے والے حضرات مشائخ وعلمائے کرام۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجدد وقت بریلی شریف

(مجموعہ عطایا القدیر فی حکم تفسیر شفاء الوالہ)

مفتی اعظم شاہزادہ اعلیٰ حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(ماہنامہ رضائے مصطفیٰ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ)

نبیرا اعلیٰ حضرت علامہ ریحان رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(ماہنامہ رضائے مصطفیٰ ذوالقعدہ ۱۴۱۴ھ)

عالمی مبلغ اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ والد بزرگوار مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ

(ماہنامہ رضائے مصطفیٰ ذوالقعدہ ۱۴۱۲ھ)

محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سردار احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ (فیصل آباد)

(ماہنامہ رضائے مصطفیٰ)

غزالی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (ملتان)

(رضائے مصطفیٰ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ)

حضرت علامہ عبدالغفور ہزاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (وزیر آباد)

(رضائے مصطفیٰ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ)

امیر ملت پیر سید جماعت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (علی پور شریف)

(رضائے مصطفیٰ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ)

مفتی پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (لاہور)

(رضائے مصطفیٰ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ)

مفسر قرآن مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ (گجرات)

(رضائے مصطفیٰ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ)

حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب قصوری (ماہنامہ رضائے مصطفیٰ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ)

Marfat.com

شیخ القرآن مولانا محمد فیض احمد اویسی (بہاولپور) (ماہنامہ رضائے مصطفیٰ ربیع الاوّل ۱۴۱۳ھ)

(ماہنامہ فیض عالم ربیع الاوّل ۱۴۱۵ھ)

شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام رسول صاحب رضوی (فیصل آباد)

(ماہنامہ رضائے مصطفیٰ ربیع الاوّل ۱۴۱۳ھ)

حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب (فیصل آباد) (رسالہ اسلامی معاشرہ اور مسلہ تصویر وداڑھی)

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی صاحب (کراچی)

(شرح اردو مسلم شریف کتاب المساجد صفحہ ۸۲ جلد ثانی)

پاسبان مسلک حقہ علامہ الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب (گوجرانوالہ)

(اسلامی رسالہ معاشرہ اور مسلہ تصویر وداڑھی)

حضرت علامہ اختر رضا خان صاحب بریلی شریف (انڈیا) (واضح بعمل)

حکیم الامت حضرت مولانا امجد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (صاحب بہارِ شریعت) (بہار شریعت)

حضرت مولانا مفتی محمد عبدالحکیم شرف صاحب اور حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب نے تو ویڈیو کے کاروبار کو بھی حرام لکھا ہے۔

(بجواب استفتاء) (کتاب صداقت اہل سنت وجماعت مع عقائد واہم مسائل)

حضرت مولانا مفتی محمد سلیمان رضوی صاحب (راولپنڈی) کا مؤقف بھی فوٹو کی حرمت کا ہے یعنی (فوٹو بنانا بنوانا حرام ہے)

حضرت علامہ عطا محمد بندیالوی (پاکستان) (رسالہ فوٹو بازی کے سلسلہ)

حضرت مولانا مفتی اِقتدار احمد صاحب (گجرات) (فتویٰ از الفتاویٰ العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ)

دیگر مکاتیب فکر کے حضرات علمائے کرام

جماعت اسلامی کے بانی سید احمد مودودی (بحوالہ رسالہ اسلامی معاشرہ اور مسلہ تصویر وداڑھی)

(تفہیم القرآن جلد نمبر ۴)

دیوبندی مکتب فکر کے مفتی اعظم محمد شفیع صاحب (کراچی) (رسالہ اسلامی معاشرہ اور مسلہ تصویر وداڑھی)

Marfat.com

مولوی ابوالکلام آزاد (رسالہ اسلامی معاشرہ اور مسلہ تصویر وداڑھی)

مولوی سلیمان ندوی (رسالہ فوٹو کے متعلق شرعی احکام)

جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی (جج سپریم کورٹ پاکستان) (آل پاکستان لیگل ڈلیپز اگست ستمبر ۱۹۸۶ء)

محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب کی شرح ''فتح المجید''

مولوی اسماعیل دہلوی (تقویۃ الایمان)

سعودیہ عربیہ کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز (الجواب المفید فی حکم التصویر)

نوٹ: مندرجہ بالا تمام حضرات مفتیان شرح دین متین کے فتوے فوٹو (تصویر ذی روح) کا بنانا بنوانا حرام قرار دیا ہے۔ ویڈیو اور ٹی وی کی تصاویر تو حرکت کرتی ہیں۔ یعنی بولتی ہیں۔ چلتی پھرتی ہیں۔ ان پر اور بھی سخت فتویٰ آئے گا۔ بندہ ناچیز نے اِسی صورت کے مدنظر تمام اکابرین کے اسماء گرامی لکھ دیئے۔ جنہوں نے فوٹو گرافی تصویر (ذی روح) کا بنانا یا بنوانا حرام قرار دیا ہے۔ (سلیمانی)

گذارش: حضرات مشائخ عظام اور حضرات علمائے کرام سے خصوصی گذارش ہے کہ اپنی دینی ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے اور اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے۔ فوٹو گرافی سے خود بچیں اور دوسروں کو بچائیں۔ میلاد شریف، معراج شریف کے اجلاس اور دیگر محافل کو ان قباحتوں سے صاف رکھیں۔

دُعا: اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ ہمیں اِس پُرفتن دور میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت عطا فرماتے ہوئے اپنی ذات کا ڈر عطا فرما کر ان بدعتوں سے محفوظ فرمائے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سنت طریقوں پر عمل وخلوص کی توفیق عطا فرمائے۔

ترتیب از قلم:

الحاج مولانا ابوالعطا صوفی محمد صفدر علی سلیمانی

خطیب جامع مسجد رضا۔ 6۔B 9 سرپینٹائن روڈ وٹن برمنگھم

Marfat.com

ٹائی ہیٹ کا استعمال اور ان کا شرعی حکم

از: آقائے نعمت تاجدار اہل سنت عارف باللہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان

مستخرجہ ومرتبہ: محبّ الرضا محمد عبدالرشید البرکاتی الرضوی النوری پیلی بھیتی

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید ایک سنی مسلمان ہے جو ٹائی لگاتے ہیں۔ زید کی شادی ہوئی ہے۔ وہ اس وقت ٹائی نہیں باندھے تھا لیکن اس کے بھائیوں کے ٹائی لگی ہوئی تھی۔ ایک عالم دین ہیں جو کہتے ہیں کہ ٹائی باندھنا کفر ہے۔ مگر زید کی شادی میں شرکت کرتے ہیں کھانا وغیرہ بھی کھاتے ہیں اور زید کا نکاح بھی پڑھایا۔ جبکہ زید کے چاروں بھائی ٹائی باندھ کر نکاح میں شریک ہوئے تھے۔ بینواوتوجروا۔

جواب: ٹائی لگانا اشد حرام ہے۔ وہ شعار کفار بدانجام ہے۔ نہایت بدکام ہے۔ وہ کھلا رد فرمان خداوند ذوالجلال والاکرام ہے۔ ٹائی نصاریٰ کے یہاں ان کے عقیدۂ باطلہ میں یادگار ہے۔ حضرت سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سولی دیئے جانے کی اور نصاریٰ کا فدیہ ہوجانے کی۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ) ہر نصرانی یوں ٹائی اپنے گلے میں ڈالے رہتا ہے۔ ہر ٹوپ میں نشان صلیب رکھتا ہے۔ جسے کراس مارک کہتا ہے۔ ٹائی کی طرح یہ کراس مارک بھی رد قرآن ہے۔ (العیاذ باللہ) کہ قرآن فرماتا ہے۔ وما قتلوہ وما صلبوہ یہود نے نہ مسیح کو قتل کیا نہ سولی دی۔ صلی اللہ علیٰ سیدنا محمد وعلیہ وعلیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین وعلیٰ سیدنا ومولانا محمد وصحبہٖ وبارک وسلم۔

مگر جہاں اس حقیقت سے ناواقف ہیں۔ وہ اسے محض وضع جانتے ہیں اس لئے انہیں اس کے لگانے سے کافر نہ کہا جائے گا۔ کفریت قول یا فعل اور بات پر ہے۔ اور مرتکب کو کافر ٹھہرانا اور ٹائی باندھنے والا ہیٹ لگانے والا اور فاسق معلن ظالمین میں ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ واما ینسینک الشیطان فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین عارف باللہ ملا احمد جیون استاذ سلطان عالمگیر رضی اللہ عنہ تفسیر احمدیہ میں فرماتے ہیں الظالمین

Marfat.com

یعم الفاسق والمبتدع والکافر جس کے ساتھ بیٹھنا ممنوع اس کے ساتھ مؤاکلت (۱) مشاربت (۲) بری۔ مجالست سے زیادہ ممنوع۔ علماء پر اور زیادہ بچنا لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ (مفتی اعظم ہند)

نوٹ: آجکل بہت سارے اسکولوں میں ٹائی کا استعمال لازم ہے بغیر اس کے داخلہ ہی نہیں ہوسکتا۔ آخر اس کے اندر کون سی ایسی خصوصیت ہے؟ اور اس کی کونسی ایسی حاجت وضرورت ہے؟ کہ اس کو لازم قرار دیدیا گیا؟ میرے دینی ایمانی بھائیو! وجہ بالکل ظاہر ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ طفولیت وبچپن ہی سے اس کو اپنے مذہبی شعار کا عادی بنادیں اور اس طرح ہمارے مذہبی شعار کی اشاعت ہوتی رہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی آنکھیں کھولے کہ وہ کفار ومشرکین کی تقلید اور ان کی وضع قطع سے پرہیز کریں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وہ ارشاد جو آپ نے لشکروں کیلئے بھیجا تھا اس کو مسلمان پیش نظر رکھیں اور عمل کی کوشش کریں اور وہ ارشاد یہ ہے "عجمیوں کے بھیس سے بچو اور ان جیسی وضع قطع نہ بنالینا۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص جس قوم سے تشبہ کرے وہ انہیں میں سے ہے۔ لہذا میرے عزیز بھائیو! ہم سب پر لازم ہے کہ اپنی اسلامی تہذیب یعنی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگان دین کی نیک روش اور ان کی جو وضع قطع ہے زندہ رکھیں۔ اور ملازمت وغیرہ کیلئے ہرگز نہ چھوڑیں۔ اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ محمد ﷺ پر اعتماد رکھیں اور اغیار کی طرف سے ان غلط وناروا قیود کی سختی سے مخالفت کریں انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی ضرور ملے گی۔ ہرگز ایسی ملازمت یا عہدہ قبول نہ کریں جس میں ٹائی وغیرہ ناجائز شرطوں پر مجبور کیا جائے کہ دین کے معاملے میں مُدَاھَنَتْ (۳) ونرمی سخت زہر ہے اور اللہ ورسول (جل جلالہٗ و ﷺ) کی ناراضگی کا باعث ہے۔

اترتے چاند ڈھلتی چاندنی جو ہوسکے کرلے
اندھیرا پاکھ آتا ہے یہ دو دن کی اجالی ہے

---

۱ کھانا ۲ پینا ۳ خوشامد۔ چرب زبانی

Marfat.com

''ایمان وعقائد کی حفاظت اور دینی مسائل وفوائد کو جاننے سمجھنے کیلئے اسلامی لٹریچر کا مطالعہ کریں اور اپنے اہل وعیال کو کرائیں۔ نیز اپنی لڑکیوں کو جہیز میں دنیوی ساز وسامان کے ساتھ ساتھ دینی کتب ورسائل جیسے سنی بہشتی زیور، اسلامی اخلاق وآداب، جنتی زیور، بہار شریعت، کا جہیز ایڈیشن، نمازیں اور دعائیں، پنجسورہ وغیرہ بھی دیں کیونکہ یہ ان کی دنیا وآخرت کیلئے مفید اور آپ کیلئے صدقہ جاریہ ہوگا۔

ماخوذ

ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

ماہ مارچ 2002ء

Marfat.com

انگوٹھی پہننے کے متعلق اہم مسائل

مسئلہ: صرف چاندی کی ایک انگوٹھی جائز ہے جو وزن میں ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو۔

مسئلہ: انگوٹھی صرف چاندی ہی کی پہنی جاسکتی ہے دوسری دھات کی انگوٹھی پہننا حرام ہے۔

مسئلہ: انگوٹھی وہی جائز ہے جو مردوں کی انگوٹھی کی طرح ہو یعنی ایک نگینہ کی ہو اور اگر اس میں کئی نگینے ہوں تو اگرچہ چاندی ہی کی ہو مرد کیلئے ناجائز ہے۔(درمختار)

اس طرح مردوں کیلئے ایک سے زیادہ انگوٹھی پہننا بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ: مرد کو چاہیئے کہ اگر انگوٹھی پہنے تو اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھے اور عورتیں نگینہ ہاتھ کی پشت کی طرف رکھیں کہ ان کا پہننا زینت کیلئے ہے اور زینت اس صورت میں زیادہ ہے کہ نگینہ باہر کی طرف ہو۔

ماخوذ از بہارِ شریعت صفحہ ۴۸۔۴۹ حصہ شانزدہم۔

الناقل: محمد ایوب ہزاروی حال برمنگھم برطانیہ

یکم فروری 2007ء

Marfat.com

استفتاء

کیا سونے کے دانت لگوانا جائز ہے۔؟ کیا عورت حمل اسقاط کرا سکتی ہے۔؟ کیا صفدر علی محمد سلیمانی یا محمد صفدر علی سلیمانی لکھنا درست ہے۔؟

سائل: صفدر علی سلیمانی

آپ کے سوالات کے مختصر جوابات درج ذیل ہیں۔ اگر ہو سکے تو کتاب ''بہارِ شریعت'' ذاتی منگوا کر یا کسی عالم سے حاصل کر کے اس قسم کے مسائل دیکھ لیا کریں۔ تو بہت فائدہ ہوگا۔

۱) ضرورت و مجبوری کے تحت سونے کا دانت لگوا سکتے ہیں۔ (ضرورت کی حد تک)

۲) اگر حاملہ کو خطرہ ہو تو روح داخل ہونے سے قبل اسقاط کرا سکتی ہے۔

۳) آپ کی عقیدت بجا ہے۔ مگر مذکورہ ترتیب کی بجائے اس طرح نام لکھنا مناسب ہے۔ محمد صفدر علی سلیمانی، کیونکہ اس میں حفظ مراتب کے ساتھ حسنِ عقیدت بھی اور ترتیب میں حسن و عمدگی بھی پیدا ہوگی۔

واللہ ورسولہٗ اعلم

ابوداؤد محمد صادق
خطیب زینت المساجد
امیر جماعت رضائے مصطفیٰ دارالسلام
گوجرانوالہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم پورا لکھیں

حضور پُر نور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جب نام اقدس لکھا جائے اس وقت ''صلی اللہ علیہ وسلم'' پورا لکھنا چاہیے۔ درود شریف کے بدلے صلعم۔ ص۔ ع۔ لکھنا ناجائز وسخت حرام ہے۔ اسی طرح ''رضی اللہ عنہ'' کی جگہ ؓ ۔ ''رحمۃ اللہ علیہ'' کی جگہ رح لکھا جاتا ہے۔ یہ بھی نہ چاہیے۔ بعض وہ لوگ جن کے نام محمد۔ احمد۔ علی۔ حسن۔ حسین وغیرہ ہوتے ہیں وہ اپنے ناموں پر ص۔ ع بناتے ہیں یہ بھی ممنوع ہے۔ کیونکہ اس جگہ تو خود اپنی ذات مراد ہے۔ یہاں درودِ پاک کا اشارہ کیا معنی؟ (طحاوی وغیرہ) (ماخوذ از بہارِ شریعت حصہ ۳ صفحہ ۷۲)

نیز اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی کے ساتھ ''ج'' کے بجائے ''جل جلالہٗ'' پورا لکھیں۔

Marfat.com

قوالی کا حکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں قرآن وسنت کی روشنی میں جواب ارقام فرمائیں۔قوالی جو عرس میں یا انکے علاوہ ہوتی ہے ڈھول، سارنگی وغیرہ بجائی جاتی ہے۔قوال کے ساتھ ساتھ قوالہ کو بھی مقابلہ کیلئے مدعو کیا جاتا ہے۔ یہ ڈھول سارنگی وغیرہ کو بجانا، قوال، قوالہ کو مدعو کرنا، بذریعہ پوسٹر عوام الناس کو دعوت دینا شریعت میں قطعی حرام ہیں۔یا حلال، کیا اِس فعل سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ صاحب مزار خوش ہوئے ہونگے۔ ایسی قوالی جائز ہے یا نہیں۔اور اگر جائز ہے تو کس طرح کی؟

علاقہ کے آئمہ مساجد جب کمیٹی کو قوالی کروانے سے منع کرتے ہیں تو اماموں کے دشمن ہوجاتے ہیں۔نکال باہر کرتے ہیں نیز جواب دیتے ہیں کہ عرس خواجہ غریب نواز کے موقع پر ڈھول سارنگی کے ساتھ جب قوالی ہوسکتی ہے تو ہر جگہ قوالی ہوسکتی ہے۔ یہ کہنا کہاں تک درست ہے ہمارے یہاں چاندو میں حضرت بابا انجان شہید رحمۃ اللہ علیہ کا بھی عرس پاک اِسی طرح قوالی کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔عرس کمیٹی کے لوگ قوالی کے ساتھ قوالہ کو بھی مدعو کرتے ہیں اور ستم بالائے ستم اراکین کمیٹی یہ کرتے ہیں کہ عرس پاک کے موقع پہ جتنی چادریں مزار پہ چڑھتی ہیں تمام چادروں کو بیچ کر تمام رقوم قوالی کے مصرف میں خرچ کردیتے ہیں۔کیا درست ہے۔چادر کو کس مصرف میں لانا چاہیے کہاں استعمال کرنا چاہیے مذہب اسلام کا کیا حکم ہے ساتھ ہی ساتھ اراکین عرس کمیٹی یہ بھی کرتے ہیں کہ چراغی کی رقوم جو چادر چڑھانے کے وقت لوگ دیا کرتے ہیں وہ تمام رقوم بھی قوالی کے مصرف میں خرچ کرڈالتے ہیں شرع شریف کا کیا حکم ہے اور آخر میں یہ بھی جواب ارقام فرمائیں کہ یہ گانے بجانے کا پیشہ کیسا ہے جائز ہے یا ناجائز اور اسکی کمائی درست ہے یا نہیں؟ گزارش ہے پہلی فرصت میں جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: محمد مختار احمد قادری تیغی

Marfat.com

جواب: بعونِ الملک الوہاب ایسی قوالی حرام ہے۔ حاضرین سب گنہگار ہیں اور ان سب کا گناہ ایسا عرس کرنے والوں اور قوالوں پر ہے اور قوالوں کا بھی گناہ اس عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کا گناہ جانے سے قوالوں پر سے گناہ کی کچھ کمی آئے یا اس کے قوالوں کے ذمے حاضرین کا وہاں پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو۔ نہیں بلکہ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا پورا گناہ الگ اور سب حاضرین کے برابر جدا اور سب حاضری کے برابر علیحدہ وجہ یہ ہے کہ حاضرین کو عرس کرنے والے نے بلایا اور ان کیلئے اس گناہ کا سامان پھیلایا اور قوالوں نے انہیں سنایا اگر وہ سامان نہ کرتا یہ ڈھول سارنگی نہ سناتے تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے اسلئے ان سب کا گناہ ان دونوں پر ہوا۔ پھر قوالوں کے اس گناہ کا باعث وہ عرس کرنے والا ہوا۔ وہ نہ کرتا نہ بلاتا تو یہ کیونکر آتے، بجاتے لہذا قوالوں کا بھی گناہ اس بلانے والے پر ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

من دعا الیٰ ضلالت کان علیه من الاثم مثل أثام من تبعه لاینقص ذالک من اثامهم شیئاً

جو کسی امر ضلالت کی طرف بلائے جتنے اس کے بلانے پر چلیں ان سب کے برابر اس پر گناہ ہو اور اس سے ان کے گناہوں میں کچھ تخفیف نہ ہو۔ مزامیر کی حرمت میں احادیثِ کثیرہ بالغ بحد تواتر وارد ہیں۔ ازاں جملہ اجل واعلیٰ حدیث صحیح بخاری شریف ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ **لیکونن فی امتی اقوام یستحلون الحر والحریر والخمر والمعازف** ضرور میری امت میں وہ لوگ ہونے والے ہیں جو حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا۔ اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو۔ امام مذہب امام اعظم امام الائمہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد اور ہدایہ جیسی اعلیٰ درجہ معتمد کتاب کا ارشاد کافی ووافی۔ **دلت للمسألة علی ان الملاهی کلها حرام فی التغنی لضرب القضیب وکذا قول ابی حنیفة رضی الله تعالیٰ عنه ابتلیت لان الابتلاء بالمحرم یکون۔**

Marfat.com

غرض حدیث وفقہ کا حکم یہ ہے ہاں اگر کسی کو قصداً ہوس پرستی منظور ہو تو اس کا علاج کس کے پاس ہے کاش آدمی گناہ کرے اور گناہ جانے اقرار لائے اصرار سے باز آئے لیکن یہ تو اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالے اور الزام بھی ٹالے اپنے لئے حلال کو حرام بنالے پھر اسی پر بس نہیں بلکہ معاذ اللہ اس کی تہمت محبوبانِ خدا اکابر سلسلہ عالیہ چشت قدست اسرارہم کے سر دھرتے ہیں نہ خدا سے خوف نہ بندوں سے شرم کرتے ہیں حالانکہ خود حضور محبوب الٰہی سیدی ومولائی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم وعنا بہم فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں مزامیر حرامست۔ مولانا فخر الدین خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور کے زمانہ مبارک میں خود حضور کے حکم احکم سے مسئلہ سماع میں رسالہ ''کشف القناع عن اصول السماع'' تحریر فرمایا اس میں صاف ارشاد ہے: اما سماع مشائخنا رضی اللہ تعالیٰ عنہم فبرء عن ھٰذا التھمۃ وھو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرۃ من کمالِ صنعۃ اللہ تعالیٰ۔ مزار شریف کی چادریں بیچ سکتا ہے مگر ان پیسوں کو قوالوں پر صرف کرنا حرام وگناہ عظیم ہے۔ وہ اراکین کمیٹی اپنے ان افعال وحرکات سے باز آئیں۔ شریعت مطہرہ پر عمل کریں کہ اسی میں اللہ ورسول عزوجل صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا وخوشنودی ہے بقیہ سوالوں کا جواب اوپر مذکور ہوا اسی سے ظاہر وباہر ہے وہو الہادی واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: فقیر قادری سید کفیل احمد غفرلہٗ

دار الافتاء منظر اسلام بریلی شریف

Marfat.com

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرح متین اس مسئلہ میں کہ اپریل ۶۶ء میں مردار مویشی کی ہڈی وچمڑے کا سرکاری نیلام ہوا جو کہ سال رواں کا ہے یہ نیلام سال بھر کیلئے ہوتا ہے اور جو کہ بتایا جاتا ہے چند مسلمانوں نے مل کر اس کو خرید لیا ہے اور پھر آپس میں اس کی بولی ہوئی نیلامی رقم سے کچھ زیادہ رقم پر یہ بولی ایک مسلمان کے نام پر ختم کردی گئی جس کی کل رقم اس کو ادا کرنا ہے اور منافع کی رقم جو کہ سرکاری نیلام سے زیادہ ہے آپس میں بانٹ دی ہے اس میں کچھ کی رائے یہ ہے کہ منافع میں کچھ رقم مسجد یا دینی مدرسہ میں دیدی جائے اور باقی رقم آپس میں بانٹ لی جائے۔ مفصل احکام سے نوازیں کہ کیا یہ رقم دینی مدرسہ یا مسجد میں دی جاسکتی ہے۔

المستفتی: ٹیلر نور احمد

جواب: بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ خنزیر اور آدمی کی ہڈی وچمڑے کی تجارت جائز نہیں دیگر مردار کی ہڈی اور دباغت کئے ہوئے چمڑے کی تجارت جائز ہے لیکن جو صورت سوال میں نیلام کی مذکور ہے۔ اس میں تو ہڈی چمڑا ابھی موجود نہ ان کی مقدار معلوم یہ نیلام ناجائز ہے۔ اور اس ناجائز نیلام پر دوبارہ نیلام یہ ناجائز در ناجائز ہے۔ اس سے حاصل شدہ منفعت خبیث ہے۔ مسجد یا مدرسہ میں لگانا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد احمد خان جہانگیر غفرلہٗ المنان

دارالافتاء منظر اسلام بریلی شریف

Marfat.com

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دامت برکاتہم القدسیہ مسائل ہذا میں کہ

(۱) شب بیداری کی شب چودہویں شعبان کی شب یا پندرہویں شعبان کی شب ہے؟

(۲) حساب وکتاب ۱۵ شعبان کو ہوتا ہے یا پندرہویں شعبان کی شب میں باری تعالیٰ کیا حساب وکتاب فرماتا ہے۔

(۳) زید یہ کہتا ہے کہ شعبان کی شام سے پہلے پہلے مسلمانوں کو چاہیے کہ آپس میں ایک دوسرے سے معافی تلافی کرالیں کہا سنا معاف کرالیں کیونکہ جن جن لوگوں کے آپس میں ایک دوسرے سے شکررنجی ہوتی ہے جھگڑا ہوتا ہے ان کا حساب وکتاب باری تعالیٰ نہیں فرماتا جب تک کہ یہ جھگڑا یہ شکررنجی دور نہ ہو جائے کیا یہ صحیح ہے۔ بینوا توجروا

المستفتیان: اہل محلّہ

جواب: (۱)(۲)(۳) چودہ شعبان کے بعد جو شب ہے اس کے فضائل احادیث کریمہ میں آئے ہیں یہ پندرہویں شب ہے اسی شب میں مدبرات ملائکہ کرام کے ذمہ سال بھر کے ارزاق آجاتے ہیں۔ احکام تفویض ہوتے ہیں یہ کہیں نظر سے نہ گذرا کہ اس میں باریٔ تعالیٰ حساب فرماتا ہے۔

البتہ متعدد احادیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ پندرہویں شب میں تمام مخلوق کی طرف تجلی فرماتا ہے اور سب کو بخش دیتا ہے۔

مگر کافر اور عداوت والے کو نہیں بخشتا لہذا اس شب کے آنے سے پہلے دنیوی عداوت والے ایک دوسرے کی خطا معاف کردیں تاکہ مغفرت انہیں بھی شامل ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد احمد خان جہانگیر غفرلہٗ المنان

دارالافتاء منظر اسلام بریلی شریف

۹ ذیقعدہ ۱۳۸۶ھ

Marfat.com

شعبان وشب برات

اَحادیث کی روشنی میں

محمد اسلام الدین اشرفی بھرائچی۔ دارالعلوم محمد یہ مینارہ مسجد بمبئی

ماہ شعبان بالخصوص اس کی پندرہویں شب یعنی شب برات کی اہمیت وفضیلت اہل اسلام کے نزدیک مُسلَّم ہے۔ مگر افسوس کہ ایک طرف تو بعض نام نہاد مسلمان اس کی فضیلت کا سرے سے ہی انکار کرتے ہیں۔ دوسری طرف اس کے ماننے والوں میں ایک بڑی تعداد ان جاہلوں اور بدعمل مسلمانوں کی ہے جو اس معظم اور سراپا خیر وبرکت رات کو طرح طرح کے کھیل کود اور آتش بازی جیسے شیطانی فعل سے آلودہ کر کے اس کی فضیلت ونوازنیت کا کھلا مذاق اُڑاتے ہیں جسے دیکھ کر بلاشبہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ لوگ شب برات کی اہمیت اور فضیلت تسلیم ہی نہیں کرتے ہیں بلکہ محض ڈھونگ رچاتے ہیں۔ اللہ عزوجل ایسے مسلمانوں کو اپنے غلط اعمال کا محاسبہ اور اصلاح کا جذبہ عطا فرمائے۔ آمین

ذیل میں ماہ شعبان اور شب برأت کے سلسلے میں چند احادیث کریمہ ذکر کی جاتی ہیں۔ جن سے اس ماہ مبارک اور شب برأت کی اہمیت وفضیلت پر بھرپور روشنی پڑتی ہے۔

مسلمان ان کو بغور پڑھیں اور اس مبارک رات کو عبادت واطاعت میں گزاریں اور دن کو روزے کا اہتمام کریں۔

احادیث طیبہ

۱۔ حضرت مولائے کائنات علی مرتضٰی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب شعبان کی پندرہویں رات ہو تو قیام کرو (یعنی نماز وعبادت میں مشغول رہو) اور اس کے دن میں روزہ رکھو۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس رات میں سورج کے غروب ہوتے ہی آسمان دنیا کی طرف اپنی خاص تجلی فرماتا ہے۔

Marfat.com

پھر کہتا ہے کوئی ہے مغفرت کا طلبگار کہ میں اسے بخش دوں ہے کوئی رزق مجھ سے چاہنے والا کہ میں اسے رزق عطا کروں۔ کوئی ہے مبتلائے مصیبت کہ میں اس کو عافیت دوں۔ کوئی ہے ایسا کوئی ہے ایسا۔ اسی طرح کا اعلان صبح تک ہوتا رہتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

۲۔ حضرت عروہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا۔ تو آپ کی تلاش میں نکلی۔ کیا دیکھتی ہوں حضور بقیع مدینہ منورہ کے قبرستان میں موجود ہیں اور اپنے سر مبارک کو آسمان کی جانب اٹھائے ہوئے ہیں۔ مجھے دیکھتے ہی فرمایا اے عائشہ کیا تو اس بات کا خوف کرتی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول تجھ پر زیادتی کریں گے میں نے عرض کیا یہ بات نہیں۔ لیکن میں نے یہ گمان کیا کہ آپ دوسری ازواج کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ شب نصف شعبان (شب برأت میں) آسمان دنیا کی طرف خاص تجلی فرماتا ہے۔ اور بنی کلب کی بکریوں کے برابر لوگوں کے گناہوں کی بخشش فرماتا ہے۔

(ابن ماجہ صفحہ ۹۹، ترمذی صفحہ ۹۲)

۳۔۴۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات کو تجلی فرماتا ہے تو مشرک اور بدمذہب کے علاوہ اپنی مخلوق میں سب کی بخشش کر دیتا ہے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۹۹)

امام ابن ماجہ نے اس روایت کو دو سندوں سے بیان کیا ہے۔

۵۔ بیہقی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا یہ شعبان کی ۱۵ ویں رات ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں جہنم سے امتوں کو آزاد فرماتا ہے۔ جتنے بھی بنی کلب کی بکریوں کے بال ہیں مگر کافر اور عداوت والے اور رشتہ کاٹنے والے اور کپڑا لٹکانے والے اور والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب کی ملاوٹ کرنے والے کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا۔

Marfat.com

۶۔ امام احمد نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو روایت کی اس میں قاتل کا بھی ذکر ہے۔

۷۔ حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کو رمضان سے ملا دیتے تھے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۹۹)

۸۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پورے شعبان کے روزے رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ رمضان کو اس سے ملا دیتے تھے۔

۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان کے روزوں سے ایک روز یا دو روز پہلے روزہ نہ رکھو ہاں اگر کوئی شخص پہلے سے روزہ رکھتا چلا آ رہا ہے تو وہ رکھ سکتا ہے کوئی حرج نہیں۔ (ابوداؤد صفحہ ۳۱۹، ابن ماجہ صفحہ ۱۱۹)

۱۰۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی مسلسل اتنے روزے رکھتے کہ ہمیں خیال گزرتا کہ اب آپ افطار نہ کریں گے۔ اور جب کبھی آپ افطار فرماتے تو گمان ہوتا کہ آپ روزے نہ رکھیں گے۔ اور میں نے آپ کو شعبان سے زیادہ روزہ رکھتے کسی مہینہ میں نہیں دیکھا۔ آپ سوائے چند روز کے پورے ماہ کے روزے رکھتے۔

(بخاری صفحہ ۲۶۴، ابن ماجہ صفحہ ۱۲۴)

۱۱۔ حضرت عبداللہ بن قیس حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان کے (نفل روزے) تمام مہینوں سے زیادہ محبوب تھے۔ پھر حضور اسے رمضان سے ملا دیتے تھے۔ (ابوداؤد صفحہ ۳۳)

۱۲۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ رمضان کے بعد سب سے افضل شعبان کے روزے ہیں۔ تعظیم رمضان کیلئے۔

۱۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کیلئے شعبان کے چاند کا شمار کرو۔ (ترمذی صفحہ ۴۷)

Marfat.com

یعنی شعبان کے چاند کو دیکھنے کی بطور خاص تاکید فرمائی ہے تاکہ رمضان کا صحیح حساب ہو سکے۔ غرض کہ احادیث میں رمضان کے مہینے اور شب برات اور اس ماہ میں روزوں کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اس لئے اس ماہ مبارک میں اور بالخصوص شب برأت میں عبادت کا خاص اہتمام کرنا خوب تر ہے۔ اور شب برأت کے بعد کا روزہ بھی بطور خاص مسنون ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

شیخ الاسلام. کشف العظا عما لزوم للموتی علی الاحیاء

فصل ہشتم میں فرماتے ہیں کہ مومنین کی روحیں ہر جمعہ کی رات اور عید کے دن اور عاشورہ کے دن اور شب برأت میں اپنے گھروں کو آتی ہیں۔ پھر اپنے گھروں کے باہر کھڑی ہو کر غمگین بلند آواز سے پکارتی ہیں کہ اے میرے اہل وعیال اور قریبی لوگو میرے اوپر صدقہ وخیرات کے ذریعہ مہربانی کیجئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عید یا جمعہ یا عاشورہ کا دن یا شب برأت ہوتی ہے۔ تو اموات کی روحیں اپنے گھروں کے دروازے پر کھڑی ہوتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہے کوئی جو ہم پر ترس کھائے۔ ہے کوئی جو ہماری غربت یاد دلائے۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ جب شب برأت میں ارواح صدقہ وخیرات کا مطالبہ کرتی ہیں تو اس کے ذریعہ ان پر رحم کیا جا سکتا ہے۔ لہذا فاتحہ شب برأت کیلئے یہ خاص دلیل ہے اس کو بدعت وناجائز کہنا سراسر جہالت اور نادانی ہے۔

اخیر میں یہی گزارش ہے کہ شعبان کی پندرہویں شب کو لہو ولعب میں ہرگز ہرگز مبتلا نہ ہوں بلکہ زیادہ سے زیادہ اپنا قیمتی وقت عبادات وطاعات میں گزاریں اور نیاز وفاتحہ کا خوب سے خوب تر اہتمام کریں اور اگر کوئی گستاخِ رسول آپ کو نیاز وفاتحہ سے منع کرے تو آپ کسی کی باتوں پر دھیان نہ دیں۔ دُعا ہے کہ اللہ عزوجل ہم سبھی سُنی مسلمانوں کو اس مقدس رات میں زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

Marfat.com

محمد الطاف حسین الازہری

دمے کا پمپ (Inhaler) اور روزہ

الاستفتاء: ایک آدمی ضیق النفس (Asthma) کا مریض ہے اسے دن کے دو بجے تکلیف شروع ہوئی از حد برداشت کی مگر تکلیف بڑھتی گئی آخر تنگ آ کر اس نے انہیلر سپرے (Inhaler) یعنی دمہ کا پمپ استعمال کیا۔ چونکہ یہ تکلیف ایسی ہے کہ اگر فوری طبی امداد نہ دی جائے تو جان کے تلف ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ اب وہ آدمی روزے سے تھا۔ اُس کے لئے کیا حکم شرعی ہے؟ ریڈیو پاکستان ''حی علی الفلاح'' پروگرام میں یہ مسئلہ نشر ہوا کہ روزہ باقی رہتا ہے کیونکہ انہیلر (Inhaler) کا تعلق جگر و معدے سے نہیں بلکہ پھیپھڑوں سے ہے تو تمبا کو نوشی کا تعلق بھی پھیپھڑوں سے ہوتا ہے۔ اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹنا چاہیے۔

ان ا۔م۔ الرم رازی۔ العین۔ متعدد عرب امارات حکیم امیر عبداللہ خان۔ کمیٹی۔ تلہ گنگ

جواب: انہیلر سپرے کے استعمال سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ بوجہ عذر روزہ افطار کرنے کی رخصت ہے۔ اس سپرے کی جگہ Vicks (وکس) استعمال کرنا چاہیے۔ اسی طرح تمبا کو نوشی سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (مراقی الفلاح صفحہ ۴۴۱) واللہ اعلم۔

وضو اور روزہ

استفتاء: وضو کے دوران کلی کرتے وقت خود بخود پانی حلق سے تجاوز کر جائے تو روزے کا کیا حکم ہوگا۔

السائل: غلام مصطفیٰ گجرات

جواب: وضو کے وقت کلی کرتے ہوئے غلطی سے پانی اندر چلا جائے روزہ یاد بھی ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ وگرنہ نہیں۔ ''وان تمضمض او استنشق فدخل الماء جوفه ان کا

Marfat.com

ذاکراً لصومه فسد صومه وعليه القضاء وان لم يکن ذاکر الايفسد صومه کذافی الخلاصه وعليه الاعتماد۔"

(قاضی خان 209/1، عالمگیری 202/1 مراقی الفلاح صفحہ 445) یہ خطا ہے اسے نسیان (بھولنے) پر قیاس کرنا درست نہیں۔ المخطی هوالذاکر للصوم غير التناصد للنظر اذا کل اوشرب۔

ترجمہ: غلطی کرنے والا وہ ہے جسے روزہ یاد ہو اور کھانے پینے کے باوجود افطار (روزہ ٹوٹنے) کا ارادہ نہ رکھتا ہو وضو سے فارغ ہونے کے بعد منہ میں تری رہ جانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ (مراقی الفلاح صفحہ ۴۳۸) واللہ اعلم۔

Marfat.com

فتویٰ مصطفویہ رویت ہلال

جاری کردہ: حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ بریلی شریف

شائع کردہ: انجمن محبان مصطفیٰ، تنظیم اہل سنت

چاند کے سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی!

لاتصوموا حتیٰ ترو الهلال ولا تفطر واحتی تروه فان عنه فاقدر واله وفي رواية قال الشهر تسعة وعشرون ليلة فلا تصوموا حتى تروه فان غمه عليكم فاكملوا عدة شعبان ثلثين متفق عليه۔

یعنی روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ چاند کو دیکھ لو جب رمضان کا چاند دیکھ لو تو روزہ رکھنا شروع کرو اور افطار نہ کرو یہاں تک کہ چاند دیکھ لو۔ جب چاند شوال نظر آ جائے تو اب تم پر روزہ فرض نہ رہا۔ دن میں کھاؤ، پیو، بس اگر تم پر چاند ظاہر نہ ہو تو گنتی پوری کرو۔ ایک دوسری روایت میں ہے مہینہ ۲۹ دنوں کا ہوتا ہے۔ تم روزہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور اگر چاند ظاہر نہ ہوا تو ۳۰ دن پورے کرو۔ اس ارشاد کے بعد بھی رویت ہلال سے مشتمل غیر ذمہ دار صوبائی اور ملکی کمیٹیاں ریڈیو، ٹیلی فون کے تار کے ذریعہ چاند کے ہونے اور نہ ہونے کا اعلان کرتی ہیں۔ ارباب فقہ کا متفقہ فیصلہ ہے چاند کے بارے میں عینی شہادت چاہیئے، ریڈیو، ٹیلی فون کی خبروں کا اعتماد نہیں کچھ سر پھرے لوگ ریڈیو کی خبروں پر لڑنے مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور زبردستی عید کر لیتے ہیں۔ دیگر ممالک کی دیکھا دیکھی پاکستان میں فیلڈ مارشل صدر ایوب خان کے عہد حکومت میں ایک رویت ہلال کمیٹی بنائی گئی جس کے ممبران عیدین کے موقعہ پر ہوائی جہاز کے ذریعہ چاند دیکھا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ عید کے موقعہ پر ۲۹ رمضان کو کمیٹی کے چند افراد ہوائی جہاز کے ذریعہ چاند دیکھنے گئے انہیں چاند نظر آ گیا اور حکومت نے رویت ہلال کمیٹی کا اعلان کر دیا۔ بعض علماء کی

Marfat.com

مخالفت سے بیشتر ممالک کے مفتیان کرام سے فتویٰ مانگا گیا۔ ایک استفتاء سرکار مفتی اعظم ہند بریلی شریف کی خدمت میں بھی روانہ کیا گیا۔ دنیا کے تمام مفتیان کرام نے رویت ہلال کمیٹی کی تائید کی مگر مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز نے اس کا رد فرمایا۔ کتاب وسنت کی روشنی میں جو فتویٰ صادر فرمایا ملاحظہ ہو۔

چاند کو زمین سے دیکھ کر روزہ رکھنے اور عید کرنے کا شرعی حکم ہے اور جہاں چاند نظر نہ آئے وہاں شرعی شہادت پر قاضی حکم دے گا۔ چاند کو سطح زمین یا ایسی جگہ سے جو زمین سے ملی ہو۔ دیکھنا چاہیے۔ رہا جہاز سے چاند کو دیکھنا تو یہ غلط ہے۔ چاند غروب ہوتا ہے فنا نہیں ہوتا۔ اسلئے چاند کہیں ۲۹ کو اور کہیں ۳۰ کو نظر آتا ہے اور اگر جہاز سے چاند کو دیکھ کر رویت کا اعلان درست ہوتا تو مزید بلندی پر جانے کے بعد چاند ۲۷، ۲۸ تاریخ کو بھی نظر آسکتا ہے۔ تو کیا ۲۷، ۲۸ تاریخ کو چاند دیکھ کر یہ حکم دیا جاسکتا ہے کہ اگلے روز عید یا بقر عید جائز ہے۔ اِس طرح جہاز سے چاند دیکھ کر یہ فتویٰ صادر کرنا کہ ۲۹ کا چاند معتبر ہے بھلا کس طرح صحیح ہوگا۔ حضرت کے تاریخی فتویٰ کو پاکستان پہنچنے کے بعد تمام پاکستانی اخباروں نے اس کو شائع کیا اور دوسرے ماہ ۲۷، ۲۸ تاریخ کو حکومت کی جانب سے جہاز کے ذریعہ اس بات کی تصدیق کرائی گئی تو جہاز کی پرواز بلندی پر جانے کے بعد ان تاریخوں میں چاند نظر آ گیا۔ تب حکومت پاکستان نے مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے مبارک فتویٰ کو تسلیم کر کے رویت ہلال کمیٹی توڑ دی اور دنیا کے مفتیانِ کرام نے آپ کے علم وفیض کے سامنے اپنی گردنیں جھکا دیں۔ اس طرح آپ کے اس مبارک فتویٰ سے سنت کا احیا اور بدعت کا استحصال ہوا۔

Marfat.com

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم ورؤف الرحیم

بغیر چاند کے ثبوت کے عیدالفطر منانا سخت گناہ اور گمراہی ہے

برادرانِ اسلام! تمام مسلمانانِ برطانیہ کی خدمت میں گزارش کی جاتی ہے کہ اس دفعہ عیدالفطر شریعت کے مطابق سولہ (۱۶) مئی ۱۹۸۸ء کے بعد ہوگی کیونکہ اسلام کی تمام تاریخی ومذہبی عبادات کا تعلق قرآن وحدیث کے فرمان کے مطابق چاند سے ہے۔ اِس دفعہ عیدالفطر کا چاند ساری دنیا میں سولہ (۱۶) مئی کو رمضان شریف کی انتیس (۲۹) ہوگی۔ محکمہ موسمیات برطانیہ کے فیصلہ کے مطابق سولہ (۱۶) مئی کی شام کو چاند نظر آ سکتا ہے۔

کچھ لوگ اور فرقے چند سالوں سے مسلمانوں کے روزے، عیدین کی نمازیں اور حج ایسے اہم ترین ارکان کو خراب کرنے کی سعی وکوشش کر رہے ہیں۔ اِس لئے قرآن وحدیث کا یہ فیصلہ سنایا جا رہا ہے کہ اگر ایک دن بھی چاند سے آگے یا پیچھے عید وغیرہ منائی گئی تو شریعت کے قانون سے قطعاً غلط ہوگی۔ اور ایک روزہ قضا کرنا پڑے گا۔ جنہوں نے سترہ اپریل کو رمضان کا پہلا روزہ رکھا وہ غلط ہوا۔ وہ نفلی روزہ بن گیا۔ اُن لوگوں نے اگر چاند کا ثبوت ملنے کے بغیر عید منائی تو وہ گنہگار رہوں گے۔

واللہ اعلم

مفتیٔ اسلام صاحبزادہ محمد اقتدار احمد خاں قادری نعیمی بدایونی

Marfat.com

چاند کے بارے میں فتویٰ

اس سال ۱۷ اپریل بروز اتوار کا روزہ شریعت کے قانون سے قطعاً غلط ہوا ہے۔ ساری دنیا میں سولہ اپریل بروز ہفتہ کہیں چاند نظر نہیں آیا۔

اللہ تعالیٰ اور قرآن وحدیث کی مخالفت کر کے روزے اور عید منانا خدمت اسلام نہیں ہے۔

اسلامی فتویٰ

منجانب: مفتی اسلام صاحب زادہ اقتدار احمد خاں نیوکاسل آپان ٹائن ۴

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلے میں کہ اس سال ۱۹۸۸ء بروز اتوار سترہ اپریل کو کچھ لوگوں نے روزہ رمضان شروع کیا اور بہت سی مساجد میں اٹھارہ اپریل بروز پیر رمضان شریف کا پہلا روزہ شروع کیا فرمایا جائے کہ کون سا روزہ صحیح ہے اور کون سا غلط۔ بینوا توجروا۔

الجواب: لعون العلام الوهاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله النبی الکریم: برطانیہ کے مختلف شہروں سے علما اور غیر علماء نے مجھ سے رابطہ قائم کر کے یہ اسلامی فتویٰ طلب کیا ہے۔ لہذا میں نے دنیا کے مختلف اسلامی ممالک اور اسلامی برادری مسلمان باشندوں سے رابطہ قائم کر کے شریعت اسلامیہ کے قانون کے مطابق مکمل تحقیق کی۔ جس سے ثابت ہوا کہ اتوار سترہ اپریل کا روزہ غلط ہے۔ کیونکہ اسلام کی تمام تاریخی عبادتوں کا تعلق چاند کے طلوع اور انسانی آنکھ کے دیکھنے سے ہے۔ سولہ (۱۶) اپریل ۱۹۸۸ء کو شعبان کی اٹھائیس تاریخ تھی اس لئے رمضان کا چاند ہوسکتا ہی نہیں اور سترہ اپریل کو انتیس شعبان تھی تو جن لوگوں نے اس دن روزہ رکھا وہ رمضان شریف کا نہیں ہوسکتا۔ کسی مہینے کی اٹھائیس تاریخ کی شام کو اگلے دوسرے مہینے کی پہلی تاریخ کا چاند نظر آسکتا ہی

Marfat.com

نہیں۔ یہ قانونِ قدرت کے خلاف ہے۔ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ کا اگر مطالعہ کیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اسلامی مہینہ ہمیشہ چاند کے نظر آنے سے شروع ہوتا ہے اور اسلام کی تاریخی عبادتیں، روزۂ رمضان، عیدالفطر، عیدالاضحیٰ، حج وغیرہ رویت ھلال ہی سے متعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اور رسول کریم ﷺ نے بہت سی احادیث پاک میں بھی ہر مسلمان کو چاند دیکھنے اور چاند دیکھے جانے کے بعد ہی عبادت شروع کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ جس کے بہت سے دلائل ہیں یہاں صرف چند دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔

پہلی دلیل: قرآنِ مجید سورۃ بقرہ آیت ۱۸۹، یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَهِلَّه. قُلْ هِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِ ۔ترجمہ: ''اے محبوب نبی لوگ آپ سے پوچھتے ہیں چاند کے بارے میں تو فرمادیجئے یہ چاند لوگوں کی تاریخوں اور وقت بتانے کیلئے اور حج کا مہینہ و تاریخ اور حج کا دن بتانے کیلئے ہے۔'' اس آیت سے ثابت ہوا کہ چاند نظر آنے سے مسلمانوں کا قمری مہینہ اور تاریخی عبادتیں شروع ہوتی ہیں۔

دوسری دلیل: مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۷۴ اور مسلم شریف و بخاری شریف میں حدیث رسول اللہ میں ارشاد نبوی ہے۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ صُوْمُوْا لِرُؤیَتِه فَاِنْعم عَلَیْهِ فَاکْمِلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلٰثِیْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

ترجمہ: اے مسلمانو چاند کا ثبوت دیکھ کر روزہ رکھنا شروع کرو اور چاند کا ثبوت دیکھ کر ہی روزے رکھنا ختم کرو اور اگر چاند چھپا دیا جائے تم سے شعبان کے پورے تیس دن مکمل کرو۔ یعنی چاند دیکھ کر اور مکمل ثبوت لے کر ہی رمضان کے مہینے کی ابتدا کرو اور چاند کا مکمل شرعی ثبوت لے کر ہی عید مناؤ۔ اگر کسی وقت چاند نظر نہ آسکے تو مہینے کے تیس دن پورے کرو اس حدیث پاک سے ثابت ہوگیا کہ چاند دیکھنا کتنا ضروری ہے اور اگر چاند نظر نہ آئے تو پیچھے نہ آؤ بلکہ آگے کو چلو۔ یعنی ایک دن پہلے نہ شروع ہو جاؤ بلکہ ایک دن بعد شروع کرو۔

تیسری دلیل: تمام فقہاءِ کرام احادیثِ مطہرات کی روشنی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ دنیا

Marfat.com

کے کسی بھی ملک میں چاند نظر آ جائے اور اُس کا شرعی ثبوت مل جائے۔ شریعت کے مطابق علماءِ اسلام اُس کا فیصلہ کر دیں تو ساری دنیا کیلئے وہ کافی ہے اور چاند مانا جائے گا۔ چنانچہ فتاویٰ ردمختار شامی جلد دوم صفحہ ۱۳۲ پر ہے۔ فَیَلْزِمُ اَهْلَ الشَّرْقِ بِرُؤْیَةِ اَهْلِ الْغَرْبِ اِذَا اَثْبَتَ عِنْدَهُمْ رُؤْیَةَ اُولٰئِکَ بِطَرِیْقٍ مُوْجِبٍ.

ترجمہ: اگر کسی مغربی ملک میں چاند نظر آ گیا اور شریعت کے بموجب وہاں کے علما یا حکومت نے چاند ہونے کا فیصلہ کر دیا اور مشرق والوں کو پورے شرعی فیصلے کا پتہ لگ گیا تب اُن اہلِ مشرق پر بھی وہ فیصلہ ماننا اور چاند کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔ ایک ملک کا قاضی بعد از غروب چاند (دونوں ملکوں میں) دوسرے ملک کے قاضی کو آگاہ کر دے کہ چاند نظر آ گیا ہے۔ شریعت کے اس قانون کے تحت میں نے ذمہ دار عالم ہونے کی حیثیت سے مندرجہ ذیل ملکوں کی معلومات جمع کیں اور مکمل شرعی ضابطوں سے تحقیق و تفتیش کی۔ جس سے ثابت ہوا کہ اتوار سترہ اپریل کا روزہ قطعاً غلط اور غیر شرعی ہے۔ اگر انہوں نے انتیس روزے رکھ کر عید کر لی تو عید بھی غلط ہوگی اور اس کا عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو غلط عید کا اعلان کریں گے یا پڑھائیں گے اور ایک روزہ بھی قضا کرنا پڑیگا۔

ہم نے مندرجہ ذیل ملکوں سے رابطہ قائم کیا۔

نمبر ۱۔ سعودی عرب: چاند نظر نہیں آیا۔ اتوار کی شام کو بہت ہلکا باریک چاند دیکھا گیا مگر انہوں نے سرکاری اعلان پر روزہ چاند سے پہلے رکھ لیا۔ بہت سے مسلمان بعد میں قضا کریں گے۔ فون پر پتہ کیا گیا۔

نمبر ۲۔ پاکستان: چاند نظر نہیں آیا۔ اس لئے پہلا روزہ پیر اٹھارہ اپریل کو رکھا گیا۔ اطلاع فون اور اخبارات سے ملی۔

نمبر ۳۔ ہندوستان: چاند نظر نہیں آیا

نمبر ۴۔ بنگلہ دیش: چاند نظر نہیں آیا

نمبر ۵۔ الجزائر: چاند نظر نہیں آیا

Marfat.com

نمبر۶۔ تیونس: چاند نظر نہیں آیا

نمبر۷۔ کویت: چاند نظر نہیں آیا

نمبر۸۔ ایران: چاند نظر نہیں آیا

نمبر۹۔ الجیریا: چاند نظر نہیں آیا

نمبر۱۰۔ امریکہ: چاند نظر نہیں آیا

نمبر۱۱۔ مراکش: چاند نظر نہیں آیا

نمبر۱۲۔ محکمہ موسمیات لندن کے تحریری اور فون پر اطلاع دی کہ سولہ اپریل کو دنیا میں کسی جگہ چاند نظر نہیں آسکتا تھا۔

نمبر۱۳۔ جن خطیبوں نے اتوار کے روزے کا غلط اعلان کر کے غلط روزہ رکھوایا اور مسلمانوں کو خراب کیا ہم نے ان سے بھی رابطہ کر کے پوچھا کہ آپ لوگوں کے پاس شریعت کے قانون کے مطابق چاند کا کیا ثبوت ہے تو انہوں نے اعتراف کیا کہ چاند کا کوئی ثبوت نہیں ملا ہم نے ریجن پارک کی ایک مسجد سے سن کر اعلان کیا تھا۔ جب اُن سے پوچھا تھا تو انہوں نے سعودی عرب کا حوالہ دیا۔ جب سفارت خانہ سعودی عرب سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا ہم کو چاند کا کوئی ثبوت نہیں ہماری حکومت کا سرکاری فیصلہ ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ یہ سب فیصلے غیر شرعی ہیں اور سترہ اپریل کا روزہ غلط رکھا گیا۔ لہذا اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اور شریعت کا احترام کرو۔ غلط فیصلے کر کے مسلمانوں کی عبادت خراب نہ کرو۔ آئندہ روزے پورے تیس کرو۔ یہ اتوار کا روزہ نفلی بن جائے گا۔ اگر ہماری اس تحقیق پر کسی شخص عالمِ دین کو اعتراض ہو تو میں گفتگو کرنے کیلئے تیار ہوں۔ یہ کوئی اختلافی مسئلہ نہیں سب مسلمانوں کیلئے برابر ہے۔ واللہ اعلم ورسولہ

21-4-88

Marfat.com

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ موجودہ دور کے یہود ونصاریٰ پر اہل کتاب کا لفظ صادق آتا ہے یا نہیں۔؟ اوران سے نکاح کیسا اوران کا ذبیحہ کیسا؟

بینوا وتواجروا

مستفتی: محمد صفدر علی سلیمانی حال برطانیہ

جواب: وهوالموافق للصدق لصواب۔

نمبر1: لقد کفر الذین قالوا ان الله هو المسیح ابن مریم آیت نمبر۷۲ سورۂ مائدہ قرآن مجید نے نصاریٰ کو مسیح ابن مریم کو اللہ ماننے سے کافر کہا اب رہا یہ کہ اگر کافر ہیں تو انہیں بار بار اہل الکتاب قرآن میں کیوں کہا گیا۔ اس کا جواب کہ جس طرح وآلو ایتا متی اموالهم میں یتامیٰ کو ان کا مال دینے کو کہا گیا یہ عمل بلوغت کے بعد ہوگا۔ جبکہ ان پر اطلاق یتامیٰ اب صحیح نہ ہوگا۔ مگر ماعبتدر مامضی کے علم کے طور پر ایسے ہی انہیں مامضٰی کے طور پر بطور علم اہل کتاب کہا گیا جبکہ (کفروا) کہ کران کے کافر ہونے کی تصدیق موجود ہے۔

نمبر۲: سورۂ نساء کی آیت نمبر۲۵ پر بحث کرتے ہوئے کبیر نے لکھا: وقد بینا بالادلائل الکثیرة فی تفسیر هذهٖ آیة (ولا تنکحو المشرکات) ان الکتابیه مشرکته

کبیر جلد ۱۰ صفحہ ۵۹

نمبر۳: ولا تقولوا ثلثة آیت نمبر۱۷۱ سورۂ نساء کے ضمن میں کبیر نے لکھا "الهتنا ثلثة" کیوں ظاہر ہے جو تین خدا مانے وہ کافر ومشرک ہے۔

نمبر۴: الذین کفروا آیت نمبر۱۰ سورۂ آل عمران کے ضمن میں کبیر نے لکھا کہ المراد بهم وفد نجران کہ یہ آیت وفد نجران کے عیسائیوں کے حق میں نازل ہوئی ظاہر ہے انہیں اس آیت میں کافر کہا گیا۔

نمبر۵: یٰبنی اسرآئیل آیت نمبر۴۰ سورۂ بقرة کے ضمن میں کبیر نے لکھا کہ هذا نص صریح فی ان الله تعالیٰ انعم علی الکافر اذالمخاطب بذالک هم اهل الکتاب

Marfat.com

وکانوا منالکفار کہ اس آیت کا مصدق وہ اہل کتاب جو کافر ہیں یعنی یہودی۔

مذکورہ بالا 5 حوالوں میں سے چار میں نصاریٰ کو اور ایک میں یہود کو کافر کہا گیا ظاہر ہے اب نکاح بھی متمتع (یعنی منع ہوگا) ہوگا اور ذبیحہ بھی۔

محمد سلیمٰن غفرلہ الرحمٰن

دارالافتاہ دارالعلوم انواررضا منگتال راولپنڈی

پاکستان

Marfat.com

استفتاء

کیا فرماتے ہیں حضرات مفتیانِ دین شرع متین اِس مسئلہ میں کہ موجودہ دور کے یہود ونصاریٰ پر اہل کتاب کا اطلاق درست ہے یا غلط۔؟

ب: کیا اِن کا ذبیحہ اوران سے نکاح ان کے مسلمان ہوئے بغیر جائز ہے یا ناجائز۔؟

ج: آج کل مشینوں کے ذریعہ جو چوزے، مرغیاں ذبح کیے جاتے ہیں۔ جب ذبح کرنے والا آرا چلتا ہے تو سامنے ایک مسلمان کھڑا ہو کر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھتا ہے اور آرے سے چوزوں، مرغیوں کے گلے کٹتے رہیں اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آرا اس رفتار سے چلتا ہے کہ دس، بارہ چوزے، مرغیاں ایک بار گزر جاتے ہیں۔ جس سے ہر چوزے، مرغی پر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھنا مشکل ہے۔ تو کیا اِس صورت میں ذبح ہونے والے چوزے، مرغیاں، بھیڑیں، گائیں وغیرہ حلال ہوں گی یا حرام۔؟ بحوالہ جواب دیتے ہوئے ممنون فرمائیں۔ نیز آرا (بلیڈ) مشین چلانے والا آپریٹر بھی عیسائی ہے۔ اور اگر مسلمان ہو تو پھر کیا حکم ہے۔؟

المستفی: محمد صفدر علی سلیمانی برطانیہ

جواب: اللهم هداية الحق والصواب۔ نہیں موجودہ دور کے یہود ونصاریٰ پر اہل کتاب کا اطلاق درست نہیں ان خبثا نے اللہ رب العزت کی کتابوں توریت وانجیل کو بدل ڈالا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نمبر۲: فی زمانہ یہود ونصاریٰ کے ہاتھ ذبیحہ حرام ومردار ہے۔ فتاویٰ افریقہ میں ہے نصاریٰ کے یہاں ذبح نہیں وہ گلا گھونٹتے ہیں یا سر پر ڈنڈا مارتے یا گلے میں ایک طرف سے چھری بھونک دیتے ہیں جیسا کہ مشہور ہے تو اُن کا مارا ہوا جانور مطلقاً مردار ہے۔ یہود کے یہاں البتہ ذبح ہے پھر بھی بلاضرورت ان کے ذبیحوں سے بچنا ہی چاہیے۔ خصوصاً (نصاریٰ) کہ سیدنا مسیح علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ یہ اگر باقاعدہ ذبح بھی کریں تو ایک جماعت علماء کے

Marfat.com

نزدیک جب بھی اُن کا ذبیحہ مطلقاً حرام ہے اور کہا گیا ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے۔ ردالمحتار ودرمختار اور اخر باب نکاح الکفار وبحرالرائق میں ہے: النصرانی لاذبیحة له وانما یاکل ذبیحة المسلم اَوْ یَخْنِقُ ۔ نصرانی کیلئے ذبیحہ نہیں یا تو مسلمان کا ذبح کیا ہوا کھاتا ہے یا گلا گھونٹتا ہے۔ فتح القدیر میں ہے: اَلْاَوْلٰی اَنْ لَا یَاکُلَ ذَبِیْحَتُھُمْ اِلَّا لِلضَّرُوْرَة ۔ اولیٰ یہ ہے کہ اُن کا ذبیحہ نہ کھائے مگر مجبوری کو۔ مجمع الانہر میں ہے: فِی الْمُسْتَصْفٰی قَالُوْا اَلْحِلُّ اِذَالَمْ یَعْتَقِدِ الْمَسِیْحَ اِلٰھاً اَمَّا اِذَا عِتَقَدَہٗ فَلَا اِنْتَھٰی وَفِیْ مَبْسُوْط شَیْخَ الْاِسْلَامِ یَجِبُ اَنْ لَّایَاکُلُوْا ذَبَائِحَ اَھْلَ الْکِتَابِ اِذَا عَتَقَدُ وَاَنَّ الْمَسِیْحَ اِلٰه" اَنَّ عُزَیْرَ اِلٰه" وَلَا یَتَزَوَّجُوْالنِسَاءَ ھُمْ قِیْلَ وَعَلَیْهِ الْفَتْوٰی لٰکِنْ بِالنَّظْرِ اِلَی الدَّلِیْل. یَنْبَغِیْ اَنْ یَّجُوْزَ وَالْاَوْلٰی اَنْ لَایَفْعَلَ اِلَّا لِلضَّرُوْرَة کَمَا فِی الْفَتْحِ وَالنَّصَارٰی فِیْ زَمَانِنَا یُصَرِّحُوْنَ بِالْاِبْنِیَّةِ وَعَدَمُ الضَّرُوْرِ مُتَحَقِّقٌ" وَالْاِحْتِیَاطُ وَاجِب" لِاَنَّ فِیْ حَلِّ ذَبِیْحَتِھِمْ اِخْتِلَافُ الْعُلَمَاءِ کَمَا بَیَّنَّا فَالْاَخْذُ بِجَانِبِ الْحُرْمَةِ اَوْلٰی عِنْدَ عَدَمِ الضَّرُوْرَةِ۔

مُسْتَصْفٰی میں ہے مشائخ نے فرمایا کہ نصاریٰ کا ذبح کیا ہوا اُس وقت حلال ہے جبکہ وہ مسیح علیہ السلام کو خدا نہ مانے ورنہ ذبیحہ حرام ہے۔ انتہی۔ اور مبسوط امام شیخ الاسلام میں ہے نصرانی جبکہ مسیح علیہ السلام کو خدا جانے تو واجب ہے کہ اُس کا ذبیحہ نہ کھایا جائے۔ ایسی عورت سے نکاح کیا جائے کہا گیا ہے کہ اس پر فتویٰ ہے مگر بنظر دلائل جواز مناسب ہے اور بہتر یہ ہے کہ بے ضرورت نہ کریں جیسا کہ فتح القدیر میں ہے اور ہمارے زمانے میں نصاریٰ علانیہ مسیح علیہ السلام کو بیٹا کہتے ہیں اور ضرورت کچھ نہیں اور احتیاط واجب ہے کہ اُن کا ذبیحہ حلال ہونے میں آئمہ کا اختلاف ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے تو جہاں مجبوری نہ ہو ان کا ذبیحہ کیا ہوا بھی حرام میں ہی سمجھنا چاہیے۔ بہرحال فی زمانہ یہود ونصاریٰ کا ذبیحہ حرام ومردار اور اُن کی عورتوں سے نکاح باطل محض ہے ہو ہی نہیں سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب نمبر ۳: نہیں اس صورت میں ذبح ہونے والے چوزے، مرغیاں، بھیڑیں، گائیں

Marfat.com

وغیرہ حلال نہ ہوں گی۔حرام ومردار رہیں گی۔کہ ذبح میں ذبح کرنے والے کا تکبیر اور ذبح کا جاننا شرط ہے۔درمختار میں ہے: شَرْط كَوْنِ الذَّابِحِ يَعْقِلُ التَّسْمِيَةَ وَالذَّبْحَ ۔ردالمحتار میں ہے: زَادَ فِي الْهِدَايَةِ وَيَضْبِطُ وَاخْتُلِفَ فِي مَعْنَاه' وَفِي الْعِنَايَةِ قَبْلَ يَعْنِي يَعْقِلُ لَفْظُ التَّسْمِيَةِ وَقِيلَ يَعْقِلَ اَنَّ حِلَّ الذَّبِيحَةِ بِالتَّسْمِيَةِ وَيَعْلَمُ شَرَائِطَ الذَّبْحِ مِنْ فَرِيِّ الْاَوْدَاجِ وَالْحَلْقُوْا وَنَقَلَ اَبُوالسَّعُوْدُ عَنْ مَنَا هِيَ الشَّرَنبلَالِيَةِ اَنَّ الْاَوَّلَ الَّذِيْ يَنْبَغِيْ الْعَمَلُ بِهٖ لِاَنَّ التَّسْمِيَةَ شَرْط" فَيَسَّرِ حُصُوْلُه' لَا تَحْصِيْلُه' وَهٰكَذَا ظَهَرَ لِيْ قَبْلَ اَنْ اَرَاهُ مَسْطُوْراً وَيُؤَيِّدُه' مَافِي الْحَقَائِقِ وَالْبَزَّازِيَةِ لَوْ تَرَكَ التَّسْمِيَةَ ذَاكِرَ الَهَا غَيْرَ عَالِمٍ بَشَرْطِهَا فَهُوَ فِي مَعْنَى النَّاسِي۔

اس کے ساتھ ہدایہ میں ضبط کا لفظ بڑھایا یعنی خوب سمجھ کر دلنشیں کر لیا ہو اور اس میں علماء کو اختلاف ہے۔عنایہ میں ہے بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ لفظ تکبیر معلوم ہو بعض نے کہا کہ یہ بھی جاننا شرط ہے کہ ذبیحہ بے تکبیر حلال نہیں ہوتا اور یہ بھی جاننا کہ ذبح میں ان رگوں کا کٹنا شرط ہے اور شرائط کا ہو جانا کفایت کرتا ہے یہ ضرور نہیں کہ بالقصد انہیں جا کر حاصل کیا جائے۔علامہ ابوالسعود نے علامہ شرنبلالی سے نقل کیا کہ پہلے ہی قول پر عمل کرنا چاہیے۔اِس لئے کہ تکبیر ایک شرط ہے اور شرائط کا ہونا کفائیت کرتا ہے یہ ضروری نہیں کہ بالقصد اُنہیں جا کر حاصل کیا جائے۔اس لکھا ہوا دیکھنے سے پہلے مجھے بھی ظاہر نہیں ہوا تھا اور اس کا موید ہے کتاب حقائق وفتاوی بزازیہ کا یہ مسئلہ کہ اگر یہ نہ جانتا تھا کہ تکبیر کہنا شرط ہے اس لئے بے تکبیر ذبح کیا تو وہ ایسا ہے کہ جیسے بھول کر تکبیر نہ کہی۔تو معلوم ہوا کہ ذبح کرنے والے کا وقتِ ذبح تکبیر کہنا شرط ہے اور اُن مشینوں کے آرے ذبح کرنے والے کے ہاتھ میں نہیں ہوتے اور مشینوں کے سامنے کھڑے ہو کر تکبیر پڑھنا کافی نہیں بلکہ ذبح کرنے والے کے ہاتھ میں آلۂ دھار ہونا ضروری اور ذبح کرنے والے کا جانور کے گلے پر آلہ چلاتے وقت تکبیر پڑھنا لازم ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔دورِ حاضر کا عیسائی کہلانے والا تو اگر اپنے ہاتھ ہی سے ذبح کرے جب بھی جانور حلال نہ ہوگا جیسا

Marfat.com

کہ اوپر ظاہر ہوا۔ اُس مشین کا بٹن آن کر کے الگ کھڑا رہے اور مشین کے آرے جانوروں کے گلے کاٹتے رہیں یہ حلال نہیں اور جانور حرام رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نوٹ: اگر آپ پُرانے رسائل اعلیٰ حضرت ملاحظہ فرمالیں تو آپ کے ارسال کردہ مندرجہ بالا سوال اور ان کے جواب مکمل طور پر حاصل ہوجاویں گے۔ کہ یہ اور اس جیسے مسائل متعدد بار رسالہ میں طبع ہو چکے ہیں۔ فقط والسلام

کتبہٗ: فقیر قادری محمد فاروق غفرلہٗ
دارالافتاء منظر اسلام بریلی شریف

Marfat.com

استفتاء

کیا فرماتے ہیں حضرات مفتیانِ دین شرع متین اس مسئلہ میں موجودہ دور کے یہود ونصاریٰ پر اہل کتاب کا اطلاق درست ہے یا غلط؟

ب) کیا ان کا ذبیحہ اور ان سے نکاح ان کے مسلمان ہوئے بغیر جائز ہے یا ناجائز؟

ج) آج کل مشینوں کے ذریعہ جو چوزے، مرغیاں ذبح کیے جاتے ہیں۔ جب ذبح کرنے والے آرے سے چوزوں اور مرغیوں کے گلے کٹتے رہیں۔اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آرا اِس رفتار سے چلتا ہے کہ دس بارہ چوزے، مرغیاں ایک ہی بار گزر جاتے ہیں۔ جس سے ہر چوزے پر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھنا مشکل ہے۔ تو کیا اس صورت میں ذبح ہونے والے چوزے، بھیڑیں، گائیں وغیرہ حلال ہوں گی یا حرام؟

نیز آرا (بلیڈ) چلانے والا آپریٹر عیسائی ہو تو کیا حکم ہے اور اگر مسلمان ہو تو پھر کیا حکم ہے؟

المستفتی

محمد صفدر علی سلیمانی برطانیہ

الجواب: اس میں شک نہیں کہ یہ نصاریٰ الوہیت وابنیت عبداللہ وابن امہ سیدنا مسیح ابن مریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاف تصریح کرتے ہیں جو نصاریٰ ایسے ہیں اور یونہی وہ یہود کہ ابنیت عبداللہ عزیز علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کا ذبیحہ حلال ہونے میں ہمارے ائمہ کا اختلاف ہے۔ جمہور مشائخ جانب حرمت گئے ہیں اور کہا گیا ہے کہ اس پر فتویٰ ہے اور بکثرت محققین تحقیق جواز فرماتے ہیں یہی ظاہر الروایہ اور یہی اقویٰ من حیث الدلیل ہے۔ مستصفی میں ہے فِی مَبْسُوطِ شَیْخُ الْاِسْلَامِ یَجِیْبُ اَنْ لَایَاْکُلُوْا ذَبَائِحَ اَھْلَ الْکِتَابِ اِذَا عْتَقَدُوْا اَنَّ الْمَسِیْحَ اِلٰہ''. وَاَنَّ عُزَیْرَاِلٰہ'' وَلَایَتَزَوَّجُوْا نِسَاءَ ھُمْ وَقِیْلَ عَلَیْہِ فَتْوٰی لٰکِنْ بِالنَّظَرِ اِلَی

Marfat.com

الـدَّلائِلِ يَنبغِی اَنْ یَّجُوْزَ الْاَ کَلُ وَالتَزَوَّجُ درمختار میں ہے صَحَّ نِکَاحُ کِتَابِیَةٍ وَاِنِ اعْتَقَدُوْا الْمَسِیْحُ وَکَذٰاء حَلَّ ذَبْحَتَهُمْ عَلَی الْمَذْهَبِ۔ ہاں کراہت میں شک نہیں کہ جب بے ضرورت کتابی خالص کے ذبیحہ کواوران سے نکاح کرنے کوعلماء ناپسند فرماتے ہیں تو یہ تو بدتر درجہ میں ہیں فتح القدیر میں ہے۔ یَجُوْزُ تَزَوُّجُ الْکِتَابِیَاتِ وَالْاَوْلٰی اَنْ لَّا یَفْعَلَ وَلا یَاْکُلَ ذَبْحَتَهُمْ اِلَّا لِلضُّرُوْرَةِ مجمعُ الانهر النَّصاریٰ فِیْ زَمَانِنَا یُصَرِّحُوْنَ بِالْاَبْنِیَّةِ وَعَدَمِ الضُّرُوْرَة مُتَحَقِّقٌ" وَالْاِحْتِیَاطُ وَجِبٌ" لاَنَّ فِیْ حِلِّ ذَبِیْحَتِهِمْ اِخْتِلَافُ الْعُلَمَاءِ کَمَا بَیَّنَّاهُ فَالْاَخْذُ بِالْحُرْمَةِ اَوْلٰی عَدَمِ الضُّرُوْرَةِ۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ وہ ذبح بطور ذبح کریں نہ مقدار تکبیر چھوڑیں نہ تکبیر میں شرک ظاہر کریں ورنہ جو ذبیحہ ان شرائط سے خالی ہو وہ تو مسلمان کا بھی حرام ومردار ہوتا ہے چہ جائیکہ کتابی ردالمحتار میں ہے لاَ تَحِلَّ ذَبِیْحَةِ مَنْ تَعَمَّدَ تَرْکَ التَّسْمَةَ مُسْلِمًا اَوْ کِتَابِیًا لِنَصِّ الْقُرْاٰنِ۔ نصاریٰ زمانہ کا حال معلوم نہ وہ تکبیر کہیں نہ ذبح کے طور پر ذبح کریں مرغ اور پرندکا تو گلا گھونٹتے ہیں اور بقر بکری کو اگرچہ ذبح کریں اس وقت کہاں ان کے شریروں نے اپنی کتابوں میں تو بہت ساری تحریفیں کرڈالیں ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مشین کے ذریعہ ذبح کیا ہوا جانور حلال نہیں اگرچہ مسلمان ہی مشین چلانے والا ہو جیسا کہ سنا گیا ہے کہ ایک ہی بار بٹن ٹیپ دیا جاتا ہے اور مشین چل پڑتی ہے اور جانور کو شارٹ لگا کر یا کسی اور ذریعہ سے بیہوش کرکے کاٹتے رہتے ہیں اور وہ کٹتے رہتے ہیں یہ بلاشبہ ناجائز وحرام ہے۔ ذبح کرنے کیلئے جانور کو شارٹ لگانا یہ بلاوجہ انہیں اذیت پہنچانا ہے جو درست نہیں ہر وہ فعل جس سے جانور کو تکلیف پہنچے مکروہ ہے حدیث شریف میں ہے اِنَّ اللّٰهَ کَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوْ الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوْ الذِّبْحَةَ وَلْیُحِدَّ اَحَدُکُمْ شَفْرَتَهٗ یُسْرِحُ ذَبِیْحَهٗ لِاَنَّ فِیْ ذٰلِکَ زِیَادَةَ تَعْذِیْبِ الْحَیْوَانِ بَلَافَائِدَةِ وَهُوَ مَنْهِیٌّ" عَنْهُ وَالْحَاصِلُ اَنَّ مَافِیْهِ زِیَادَةُ اِیْلَامٍ لَایَحْتَاجُ اِلَیْهِ فِیْ

Marfat.com

الـذّكَـاةِ مَـكْـرُوْه". اوراس طرح ذبح کرنا کہ چھری حرام مغز تک پہنچ جائے یا سر کٹ کر جدا ہوجائے یہ بھی مکروہ ہدایہ میں ہے وَمَـنْ بَـلَـغَ السِّكِيْنَ النُّخَاعَ اَوْقَطَعَ الرَّأْسَ كُرِهَ لَكَ ذٰلِكَ وَتُـوْكَـلُ ذَبِيْـحَتُهُمْ ۔شرح کا حکم تو اس طرح ہے کہ جس جانور کو ذبح کرنے کیلئے بسم اللہ پڑھی اور اس کو ذبح کرے دوسرا جانور اس تسمیہ سے حلال نہ ہوگا۔ ہدایہ میں ہے حَتّٰـی اِذَا اَضْـبَـعَ شَاةً وَسَمّٰی فَذَبَحَ غَيْرَهَا بِتِلْكَ التَّسْمِيَةِ لَايَجُوْزُ اور یہ بھی شرط ہے کہ خود ذبح کرنے والا عزوجل کا نام اپنی زبان سے کہے دوسرے کا کہنا اور اس کے قائم مقام نہ ہوگا اور یہاں تو آرا چلتا رہتا ہے کسی مسلمان کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔عزوجل کا نام لینے والا علیحدہ کھڑا رہتا ہے دس بارہ چوزے اور مرغیاں ایک ساتھ گذر جاتے ہیں لہذا یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے اس کے مردار اور حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں اس سے احتراز لازم۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

مفتی محمد عبید الرحمٰن رضوی
دارالافتاء منظر اسلام سوداگراں
بریلی شریف انڈیا
۱۲ ربیع النور ۱۴۱۷ھ

Marfat.com

استفتاء

قارئین حضرات: یہ فتویٰ ماہنامہ اعلیٰ حضرت میں ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۵ھ مطابق ماہ فروری ۱۹۹۵ء میں شائع ہوا تھا۔ کچھ مزید معلومات اوجھری کے بارے جو معلوم تھیں جمع کر کے ہر خاص وعام کیلئے پیش کر دی ہیں تا کہ عوام فائدہ اُٹھائیں اور میرے حق میں دُعا کریں۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمان بہنوں، بھائیوں کو رزق حلال کھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ حرام مشتبہ (مشکوک) ہر چیز سے بچیں۔ اللہ تعالیٰ عمل وخلوص عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

نوٹ: ماہنامہ اعلیٰ حضرت ماہ نومبر ۱۹۹۱ء مطابق ربیع الآخر۔ جمادی الاولیٰ صفحہ ۱۲، صفحہ ۱۳ پر بھی مذکورہ بائیس ۲۲ چیزوں کے ناجائز اور حرام ہونے کا فتویٰ

ریحان ملت حضرت علامہ مفتی ریحان رضا خان ریحانی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شائع ہو چکا ہے۔

گذشتہ سالوں میں بندہ ناچیز فتویٰ تمام حلال جانوروں کی اوجھری کھانا کیسا ہے؟ عنوان کے تحت کافی تعداد میں اشتہار دوستوں اور مسلمان بھائیوں میں تقسیم کر چکا ہے۔ جس میں حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی قادری مدظلہ نے مذکورہ سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا بات وہی صحیح ہے جو مفتی جلال الدین امجدی صاحب اور مفتی محمد ہاشم یوسفی صاحب نے لکھی کہ اوجھری کھانا مکروہ تحریمہ ہے۔ بحوالہ ماہنامہ فیض عالم جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاولپور۔ زیر سرپرستی حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ صفحہ ۱۷ ماہنامہ فیض عالم شعبان معظم ۱۴۱۷ھ مطابق دسمبر ۱۹۹۶ء شمارہ نمبر ۷ جلد نمبر ۸۔

ماہنامہ ضیائے حرم لاہور کے شمارہ نمبر ۹ ربیع الاوّل ۱۴۲۰ھ جون ۱۹۹۹ء کے صفحہ ۹۲ پر حضرت مولانا مفتی الطاف حسین الازہری صاحب نے ایک سوال کے جواب میں اوجھ (اوجھڑی) کا استعمال مکروہ لکھا ہے۔

Marfat.com

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسلہ ہذا میں کہ حلال جانور کی اوجھڑی، بچونی، کھانا درست ہے کہ نہیں ساتھ ہی گردہ کیلئے کیا حکم ہے آیا اسکو کھا سکتے ہیں کہ نہیں جیسا کہ اکثر خیال کیا جاتا ہے کہ گردہ کا تعلق پیشاب سے ہے نیز یہ بھی بتایا جائے کہ حلال جانور مذبوح کی کونسی چیز ممنوع یا مکروہ ہے۔

المستفتی: شیخ احمد، مسجد یحییٰ خاں محلہ آپا گنج لشکر گوالیار ایم، پی

جواب: اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔

نہیں اوجھڑی کھانا درست نہیں گردہ (۱) کھا سکتے ہیں اور حلال جانور بکری، بھینس وغیرہ میں بائیس (۲۲) چیزیں ناجائز ہیں۔ اوجھڑی، آنتیں، مثانہ، خصیے، ذکر یعنی علامت نر، فرج یعنی علامت مادہ، پاخانہ کا مقام، رگوں کا خون، گوشت کا خون، جو ذبح کے بعد نکلتا ہے۔ دل کا خون، جگر کا خون، طحال کا خون، پتہ، یعنی وہ زرد پانی جو کہ پتہ میں ہوتا ہے۔ غدود، حرام مغز، گردن کے دو پٹھے جو شانوں میں کھینچے ہوتے ہیں۔ ناک کی رطوبت، نطفہ، خواہ نر کی منی مادہ میں پائی جائے یا خود اس جانور کی منی ہو۔ وہ خون جو رحم میں نطفہ سے بنتا ہے چاہے اعضا بنے ہوں یا نہ بنے ہوں بچہ تام الخلقت، یعنی رحم میں پورا جانور بن گیا، اور مردہ نکلا یا بغیر ذبح مر گیا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

ماہنامہ اعلیٰ حضرت ماہ فروری ۱۹۹۵ء

فقیر قادری محمد فاروق غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام بریلی شریف

۱۲ جمادی الاخری ۱۴۱۵ھ

---

(۱) گردہ کھانا مکروہ ہے۔ چونکہ سرکار ﷺ نے (جائز ہونے کے باوجود) نہیں کھایا۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

سوال: تمام حلال جانوروں کی اوجھڑی کھانا کیسا ہے۔؟

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ملفوظات میں اوجھڑی کو صرف مکروہ لکھا ہے مفتی جلال الدین امجدی صاحب نے فتاویٰ فیض الرسول میں مکروہ تحریمی لکھتے ہیں۔

نمبر۲: جامعہ رضویہ فیصل آباد کے مفتی محمد اسلم صاحب نے فرمایا اعلیٰ حضرت نے صرف مکروہ لکھا ہے جس سے مکروہ تنزیہی مراد ہے۔

نمبر۳: اور جامعہ مظہر الاسلام بریلی شریف کے مفتی محمد ہاشم یوسفی کا فتویٰ بھی دیکھا جس میں انہوں نے بھی مکروہ تحریمی لکھا ہے۔

نمبر۴: انہوں نے کفل الفقہ کا حوالہ بتایا کہ فقہا جس چیز کو صرف مکروہ فرمائیں وہ تنزیہی ہے۔

ہمارے علاقہ کے لوگ کہتے ہیں کہ ہم عرصہ دراز سے اوجھڑی کھا رہے ہیں آج تک کسی نے حرام نہیں کہا آپ براہ کرم واضح فرمائیں کہ مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی۔

دعا گو: مراد علی نقشبندی قادری فخر آباد فیصل آباد

عزیز محترم سلام فقیر اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر مختصراً عرض کر رہا ہے خدا کرے کہ سمجھ آجائے۔ بات وہی صحیح ہے جو مفتی جلال الدین امجدی صاحب اور مفتی محمد ہاشم یوسفی صاحب نے لکھی ہے کہ اُوجھڑی کھانا مکروہ تحریمہ ہے۔ مفتی محمد اسلم صاحب کا اجتہاد درست نہیں ان کا رد اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے حوالہ جات سے مفتی جلال الدین نے فتاویٰ کے صفحہ ۴۳۶ پر لکھ دیا ہے۔ مزید تردید کی ضرورت نہیں ہے۔ عوام کا اعتراض بجا ہے لیکن سابق ادوار پر نظر دوڑانے سے واضح ہوگا کہ بہت سے مسائل کراہت کی زد میں ہوتے ہیں علماء اکرام سے پوچھنے کی زحمت نہیں کرتے جب وہ عام مروج ہو جاتے ہیں تو کسی عالم دین کے انتباہ پر عذر مذکور نامعقول کرتے ہیں پھر بعض قلیل المطالعہ علماء بھی انکا ساتھ دینے لگ جاتے ہیں اس پر سخت نزاع تک نوبت پہنچ جاتی ہے یہی بات نہ صرف اوجھڑی میں ہے بلکہ پہلے بھی بہت سے مسائل میں عوام کے ایسے اعتراض سننے میں آئے مثلاً اذان جمعہ خطیب کے سامنے اعلیٰ حضرت نے فرمایا

Marfat.com

مسجد کے باہر ہو لیکن فضلائے دیوبند بلکہ خود بعض علمائے اہلسنت نے نہ صرف اختلاف کیا بلکہ اعلیٰ حضرت قدس پر سنگین مقدمہ کھڑا کر دیا جو ایک عرصہ تک شاہ بریلی شریف گورنمنٹ برطانیہ کی پکڑ دھکڑ کا نشانہ بنے رہے یہ تو دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست کا کرشمہ ہوا کہ الٹا اس دوران امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے اعزاز واکرام میں اضافہ ہوا اور نہ صرف گورنمنٹ برطانیہ رسوا ہوئی بلکہ آپ کے حاسدین کو بھی منہ کی کھانی پڑی۔ شاید امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے انہی حوادث کے پیش نظر کہا ہو۔

ایک طرف اعدائے دین ایک طرف ہیں حاسدین
بندہ ہے تنہا شہا تم پہ کروڑوں درود

از: مفتی محمد فیض احمد اویسی مدظلہ

Marfat.com

سوال: غیر مسلم (یہود و نصاریٰ) اور مشرکین سے تحفے اور ہدیے لینا کیسا ہے۔؟

جواب: مسلم اور غیر مسلم کا ہدیہ وتحفہ قبول کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ ناپاک اور حرام مال سے نہ ہو۔ غیر مسلم کا ہدیہ قبول کرنے میں کوئی دینی خرابی بھی نہ ہو۔ اس بات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ (۱)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ امام محمد نے تفسیر کبیر میں متعارض حدیثیں روایت کی ہیں۔ کہ بعض احادیث میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کا ہدیہ قبول فرمایا ہے اور بعض احادیث میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدیہ قبول نہیں فرمایا۔ پھر ان احادیث میں توفیق اور مطابقت ضروری ہے اور اس میں مشائخ کرام کی عبارات مختلف ہیں چنانچہ فقیہ ابو جعفر ہندوانی نے یوں اس تعارض کو دور کیا ہے کہ جس روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدیہ نہیں قبول کیا وہ اس بات پر محمول ہے کہ ایسے مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کیا جس کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کے دل میں یہ گمان غالب ہو کہ وہ شخص یہ سمجھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس کے ساتھ مال کی طمع میں لڑائی کرتے ہیں۔ اللہ کا کلمہ بلند کرنے کے واسطے نہیں لڑتے ہیں اور ایسے شخص سے ہمارے زمانہ میں ہدیہ قبول نہیں کرنا چاہیے اور جس روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدیہ قبول کیا ہے وہ اس پر محمول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے اللہ تعالیٰ کے دین کا کلمہ بلند کرنے اور دین کی بڑائی کے واسطے لڑتے ہیں نہ کہ حصول مال کی خاطر تو ایسے شخص سے ہمارے زمانہ میں بھی ہدیہ قبول کرنا جائز ہے اور بعض مشائخ نے ایک اور طریقہ سے ان احادیث میں تطبیق دی ہے کہ فرمایا ایسے شخص کا ہدیہ قبول نہ کیا جس کی نیت جانتے تھے کہ قبول کرنے میں میری عزت وسختی اس کے حق میں کم ہو جائے گی۔ اور ہدیہ قبول کرنے کی وجہ سے نرمی کرنی پڑے گی اور جس کے بارہ میں جانتے تھے کہ ہدیہ قبول کرنے میں ایسا نہیں ہوگا تو اس کا ہدیہ قبول فرماتے تھے۔ (۲)

۱؎ مطابقت۔ موافقت (عین الہدایہ صفحہ ۴۲۷) ۲؎ فتاویٰ عالمگیری کتاب الکراہیت

Marfat.com

معلوم ہوا کہ مشرکین اور یہود ونصاریٰ کے ہدیہ قبول کرنے میں کوئی دینی خرابی نہ پیدا ہو اور ہدیہ ناپاک وحرام کمائی کا بھی نہ ہو تو پھر لینا درست ہے۔ اسی طرح مسلمانوں سے بھی حلال مال کا ہدیہ لیا جائے گا نہ کہ حرام مال کا۔

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ نے مشرکوں سے ہدیہ قبول کرنے کے جواب میں ایک مستقل باب باندھا ہے جس کا عنوان یہ ہے۔ بَابُ قَبُولِ الْهَدِيَّةِ مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔(۱) اس کے ماتحت جو حدیثیں درج فرمائیں ہیں ان میں مندرجہ ذیل ہدیوں کے قبول فرمانے کا ذکر ہے۔ مثلاً مصر کے ظالم بادشاہ کا حضرت ہاجرہ کو حضرت سارہ کیلئے ہدیہ دینا۔ ایک یہودیہ عورت کا بکری کا گوشت دینا۔ اَیْلَۃ کے بادشاہ کا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک سفید خچر پیش کرنا اور آپ ﷺ کا اس کو ایک چادر عطا فرمانا۔ اُکَیْدُ دومۃ الجندل نے ایک ریشمی کپڑا حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا وغیرہ۔ اسی طرح امام بخاری نے مشرکین کو ہدیہ دینے کے جواز میں باب باندھا ہے۔ تفہیم البخاری میں ہے کہ مشرک کا ہدیہ قبول کرنے یا قبول نہ کرنے کے بارہ میں مختلف روایتیں ہیں۔ بعض میں جواز ہے اور بعض میں عدم جواز۔ تفصیل تفہیم البخاری میں جلد۴ صفحہ۱۱۲ پر ملاحظہ کریں نیز یہ مقام عمدۃ القاری میں دیکھئے۔ کتاب الحلال والحرام فی الاسلام۔ میں ہے کہ مسلمان کا غیر مسلم کو ہدیہ دینا اُس کا ہدیہ قبول کرنا اور اس کے بدلہ میں ہدیہ دینا جائز ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ غیر مسلم بادشاہوں کے ہدیئے قبول فرماتے تھے۔ (احمد۔ ترمذی) اور اسی طرح کتاب منہاج المسلم میں ہے کہ کفار ویہود سے ہدیہ لینا اور دینا جائز ہے۔ بعض باتوں میں مشرکین اور یہود ونصاریٰ میں واضح فرق ہے۔ بشرطیکہ وہ یہود ونصاریٰ جو آسمانی کتب پر یقین رکھتے ہوں اور شرک کے مرتکب بھی نہ ہوں۔ ورنہ ان میں اور دیگر مشرکین میں کوئی فرق نہیں ہوگا جیسے سورہ البینۃ (پارہ۳۰) میں ہے۔

مسلم وغیر مسلم کے ہدیئے تحفے قبول کرنے میں حلال مال کا ہونا ضروری ہے۔ سودی

---

۱ فتاویٰ عالمگیری جلد۹ ص۲۷۲ اردو

Marfat.com

کاروبار، شراب کی کمائی سے ہدیئے، تحفے قبول کرنے ناجائز ہیں۔ البتہ اس میں کچھ تفصیل اس طرح ہے کہ ہدیہ تحفہ دینے والے کا مال اگر اکثر حرام ہے پھر مطلق ہدیہ قبول کرنا ناجائز ہے۔ اگر مال زیادہ تر حلال ہے اور ہدیہ تحفہ دینے والا ظاہر کردے کہ ہدیہ وتحفہ حلال مال سے ہے تو پھر لینا درست ہے کیونکہ کمائی کے حرام پیسوں کے علاوہ جائز پیسے بھی ہیں مثلاً زراعت، تجارت وغیرہ۔

خیال رہے کہ کفار ومشرکین کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ (۱) بعض وہ جو مسلمانوں کے حق میں بڑے سخت اور ظالم تھے اور مسلمانوں کو ہجرت کرنے پر مجبور کیا تھا۔ اُن کے ساتھ دنیاوی معاملہ کس طرح کا ہونا چاہیے اس کا ذکر سورۃ اَلْمُمْتَحِنَۃ کی آیت نمبر ۱ تا ۳ اور دیگر اس قسم کی آیات میں ہے (بعض (۲) کفار ومشرکین وہ ہیں جو اس قسم کے نہیں تھے ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے یعنی اجازت ہے چنانچہ سورۃ اَلْمُمْتَحِنَۃ کی آیت ۸۔۹ میں تصریح ہے باقی تفصیلات وتشریحات تفاسیر سے دیکھی جاسکتی ہیں۔ یہود ونصاریٰ کے ساتھ معاملہ وغیرہ کرنے میں سورۃ المائدہ میں ذکر ہے۔ واللہ الموافق الصواب۔

ابوالعطاء غلام حسین عاصم

13/1/92

---

۱ نقایہ جلد دوم صفحہ ۲ ۲ شرح دیوان حسان بن ثابت عربی صفحہ ۳۵۶

Marfat.com

سود کی وجہ سے دس (۱۰) آدمیوں پر لعنت

حدیث شریف: حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ کے والد ماجد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے، کھلانے والے اُس کی گواہی دینے والے اور اُسے لکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ (اِس حدیث کو امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، اور ابن ماجہ نے روایت کیا) اِسی حدیث کے فوائد میں حضرت علامہ عبدالحکیم خاں اختر شاہجہان پوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سود سے چار آدمیوں پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔ لیکن دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے دس (۱۰) آدمیوں پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔

(ابوداؤد شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۵۸۹) (از مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ) شراب کی طرح جو جو آدمی سود کے معاملہ میں یعنی سود کو رواج دینے میں شامل ہوتا جائے وہ لعنت کا موجب بنتا جائے گا۔

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سود ستر گناہوں کا مجموعہ ہے جن میں چھوٹے سے چھوٹا یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے نکاح کرلے۔ (زنا کرے)

۳۔ حضرت عبداللہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سود کے تہتر دروازے ہیں۔ حضرت عبداللہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سود کھانے والے کا مال آخر میں گھٹ جاتا ہے۔ (۲ تا ۴ احادیث بحوالہ سنن ابن ماجہ مترجم جلد دوم صفحہ ۳۲)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تینوں حدیثوں کو نقل کیا ایک حدیث میں سود کے ستر دروازے، ایک میں بہتر (۷۲) اور ایک میں تہتر (۷۳) دروازوں کا ذکر ہے۔ (بحوالہ فتاویٰ رضویہ مترجم صفحہ ۳۰۶) (مقصد سود کے زیادہ گناہ ہونے کا اظہار ہے) ایک دروازہ ستر گناہوں کے برابر ہے جن میں سب سے ہلکا گناہ ماں کے ساتھ ہم بستر ہونا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ مترجم صفحہ ۲۹۵)

Marfat.com

سود کے متعلق اہم احکام کا بیان

۱) سود لینا اور دینا برابر ہے۔ دینے کے جواز کیلئے شرعی مجبوریوں کا ہونا ضروری ہے۔

۲) دارالحرب میں حربی کافر کے معاملات میں سود ہے ہی نہیں وہ مال مباح ہے۔ اُسے سود سمجھنا، سود کی نیت سے لینا بھی حرام ہے۔ بلکہ جہاں مال مباح کے بارے سود کی تہمت کا خوف ہو بچنا چاہیے۔ یعنی مال مباح بھی نہ لے۔ اگر دارالحرب میں دینے والا مسلمان کسی مسلمان سے یا حربی کافر سے سود لے گا تو گناہ گار ہوگا۔

۳) سود لینا، نہ مسلمان سے، نہ ہندو سے نہ کسی اور کافر سے جائز ہے۔ (یعنی کسی سے بھی سود لینا جائز نہیں)

۴) برطانیہ اور اِس جیسے دیگر ممالک موجودہ حالات میں دارالحرب نہیں ہیں۔

۵) فیصلہ جسٹس حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ قبلہ پیر صاحب آئمہ کے دونوں اقوال کی وضاحت کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ یہ فقیر اپنے مؤقف سے رجوع کرتا ہے اور حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کے مطابق ہر جگہ اور ہر ملک میں سود کی حرمت (حرام ہونے کا) اعتراف کرتا ہے۔

۶) فیصلہ: شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام رسول سعیدی صاحب مدظلہ العالی۔ قرآن مجید اور احادیث صحیح مشہورہ نے علی الاطلاق سود کو حرام کر دیا ہے خواہ ہے مسلمان سے یا کافر سے اور کافر حربی ہو یا ذمی۔

دارالاسلام میں سود لیا جائے یا دارالحرب میں۔ قرآن مجید نے ہر قسم کے سود کو حرام قرار دیا ہے۔ اِس عموم کو نہ "مکحول" کی مرسل اور غیر ثابت روایت سے مقید کہا جا سکتا ہے نہ ابن ہمام کی رائے سے۔

۷) مندرجہ بالا سب فیصلے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی الشاہ حضور احمد رضا خان صاحب

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ کے فتووں کے مطابق ہیں۔

مزید تفصیل اور حوالوں کیلئے بندہ ناچیز کا مضمون ''مسلہ سود کی مزید وضاحت'' مجھ سے ہی حاصل کریں۔

مسئلہ سود کی مزید وضاحت

ماہ رجب کے سلسلہ اشتہارات میں سود کی مذمت (برائی اور باعث لعنت) پر بھی کچھ لکھا تھا۔سود کے بارے پڑھنے کے بعد احباب قارئین کے سامنے چند باتیں آئیں جن کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں۔

۱: کیا سود لینا اور دینا برابر ہے۔؟ جواب: سود لینا اور دینا برابر ہے۔دینے کے جواز کی کچھ شرعی مجبوریاں ہیں لیکن یہ معاملہ کسی عالم دین سے معلوم کرلینا ضروری ہے کہ شرعی مجبوریاں کیا ہیں۔؟

الف) مزید تفصیل کیلئے فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۱۷،صفحہ ۲۹۸ تا صفحہ ۳۰۱ اشاعت منجانب رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ لاہور۔

ب) ماہنامہ ضیائے حرم شمارہ نمبر۴ جنوری ۱۹۹۸ء صفحہ ۹۱،۹۲ (ج) مشکوٰۃ شریف مترجم صفحہ ۱۷ جلد دوم (بحوالہ مسلم شریف) جامع ترمذی جلد دوم صفحہ ۶۱۹ (د) سنن ابن ماجہ جلد دوم صفحہ ۳۱ تفہیم البخاری جلد نمبر ۳، صفحہ ۳۴۷، اشعۃ اللمعات جلد نمبر ۴، صفحہ ۸۵۔

۲) کیا دارالحرب میں کافر سے سود لینا جائز ہے۔؟ جواب (ا): اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ میں ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں۔فقہائے کرام نے جو دارالحرب میں زیادہ لینے کے جواز کا ذکر کیا ہے۔وہ سود کے قبیلہ سے نہیں ہے کیونکہ سود مال معصوم میں ہوتا ہے اور اہل حرب کا مال معصوم نہیں۔الخ (تفصیل کیلئے جلد نمبر ۱۷،صفحہ ۳۶۸ اُردو ترجمہ زیر اہتمام رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ لاہور دیکھیں)

۳) کیا ہندو سے سود لینا جائز ہے۔؟ جواب: سود لینا نہ مسلمان سے جائز نہ ہندو

Marfat.com

سے۔ اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام کر دیا۔ لیکن جو کچھ دارالحرب میں حربی سے لیا جائے وہ مباح مال ہے سود نہیں۔ (مزید تفصیل کیلئے فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۱۷، صفحہ ۳۰۸ اُردو ترجمہ اشاعت ایضاً دیکھیں)

بلکہ یوں بھی لکھا ہے کہ حربی کے مباح مال کو سود کہنا بھی نہ چاہیے۔

۴) کیا حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دارالحرب میں حربی کافر سے سود لینا جائز فرماتے ہیں۔؟

جواب: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ دارالحرب میں مسلمان اور حربی کے درمیان رِبوٰا نہیں ہے۔ (حربی سے مراد وہ کافر ہے جو مسلمانوں سے جنگ کرے اور اُس سے مسلمانوں کے جان مال وایمان کچھ بھی محفوظ نہ ہو۔)

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے یہی مراد ہے کہ چونکہ دارالحرب مسلمانوں کی ولایت میں نہیں ہے۔ اِس لئے مسلمان حکام وہاں کسی مسلمان کے سود لینے پر اُس سے مواخذہ نہیں کریں گے اور وہ اِس کا مالک ہو جائے گا۔ لیکن وہ اِس پر اخروی عذاب کا مستحق ہے۔ آگے علامہ سرخسی کی عبارت نقل کرتے ہوئے قبلہ شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام رسول سعیدی مدظلہ العالی لکھتے ہیں اِن عبارات سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک اگر دارالحرب میں رہنے والے مسلمان آپس میں سود لیں مسلمان حربی کافر سے سود لے تو وہ اُس سود کا مالک تو ہو جائے گا لیکن سود لینے والا مسلمان بہرحال گنہگار ہوگا۔ (صفحہ ۳۸۶، صفحہ ۳۸۷، صفحہ ۳۸۸ شرح مسلم جلد نمبر ۴ از قبلہ شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی صاحب)

فیصلہ از شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام رسول سعیدی صاحب مدظلہ العالی:

قرآن مجید اور احادیث صحیح مشورہ نے علی الاطلاق سود کو حرام کر دیا ہے خواہ مسلمان سے سود لیا جائے یا کافر سے اور کافر خواہ حربی ہو یا ذمی۔ دارالاسلام میں سود لیا جائے یا دارالحرب میں قرآن مجید نے ہر قسم کے سود کو حرام کر دیا ہے۔ اور اِس عموم کو نہ مکحول کی مرسل اور غیر ثابت

Marfat.com

روایت سے مقید کیا جاسکتا ہے۔ نہ علامہ ابن ہمام کی رائے سے۔ (شرح مسلم جلد نمبر۴، صفحہ ۳۸۵ مزید تفصیل کیلئے یہ مقامات وصفحات پڑھیں)

۵) کیا حضرت پیر کرم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دارالحرب میں سود لینا جائز قرار دیا تھا۔؟

اِس سوال کے جواب میں ایک عالم کی زبان سے ایک بھری محفل میں قبلہ پیر کرم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے جواز کا فتویٰ سنانے پر بہت دُکھ ہوا۔ کیونکہ قبلہ پیر صاحب مرحوم اِس بیان کی تردید خود کر چکے ہیں۔ دوسرا تردیدی فتویٰ ماہنامہ ضیائے حرم میں شائع بھی ہوا۔ جس کی فوٹو کاپی بندہ ناچیز کے پاس موجود بھی ہے۔ جو آگے تحریر کرنے والا ہوں۔ دُعا ہے اللہ تعالیٰ حضرات علماء کو حق بات ظاہر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنے مقاصد کیلئے نصف مسائل، نصف حوالے بیان کرنے اور لکھنے سے باز رکھے۔ آمین ثم آمین۔

جواب: قبلہ حضرت جسٹس پیر محمد کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں ''دارالحرب اور سود کا مسئلہ'' کے عنوان کے تحت ماہنامہ ضیائے حرم میں بہت تفصیل سے لکھا ہے۔ جس کو اختصار سے پیش کر رہا ہوں۔ اب یہ فقیر (کرم شاہ) دوسرے مسئلہ کی تحقیق کی طرف متوجہ ہوتا ہے یعنی کیا دارالحرب میں حربی سے سود لینا کسی مسلمان کیلئے جائز ہے یا نہیں اِس مسئلہ میں علماء اسلام کی دو رائے ہیں ایک رائے حضرت امام اعظم اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور دوسری رائے امام ابو یوسف اور آئمہ ثلاثہ حضرات امام مالک، امام شافعی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہم کی ہے۔

پہلی رائے کے مطابق دارالحرب حرب میں مستأمن (امن چاہنے والا) مسلمان کیلئے حربی سے سود لینا جائز ہے۔ کیونکہ حقیقت میں وہ سود ہی نہیں۔ دوسری رائے مطابق سود لینا مطلقاً حرام ہے دارالحرب اور دارلاسلام کی کوئی تخصیص نہیں۔ آگے دونوں آئمہ حضرات کی راؤں پر دلائل پیش کر کے آخر لکھتے ہیں۔

Marfat.com

فیصلہ جسٹس حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ: ان دلائل کی روشنی میں یہ فقیر (محمد کرم شاہ) اپنے پہلے مؤقف سے رجوع کرتا ہے اور حضرت امام ابو یوسف کے فتویٰ کے مطابق ہر جگہ اور ہر ملک میں سود کی حرمت کا اعتراف کرتا ہے (یعنی حرام سمجھتا ہے)

بحوالہ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور

نوٹ: ایک اور سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت جواب لکھتے ہیں۔

اللہ عزوجل نے مطلق فرمایا: وحرم الربوا اللہ نے سود حرام کیا۔ اِس میں تخصیص مسلم، کافر سُنی، بدمذہب کسی کی نہیں۔ سود لینا کسی سے حلال نہیں جو حلال ہے وہ سود نہیں اور جو سود ہے وہ حلال نہیں۔ کافر غیر ذمی کا مال بلا عذر جو حاصل ہو وہ مال مباح سمجھ کر لینا حلال ہے۔ سود جان کر لینا حرام۔ صفحہ ۳۴۱

صفحہ ۳۷۰ پر ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں جس نے حربیوں سے زیادہ مال بہ نیت سود لیا تو اُس نے گناہ کا قصد کیا۔ اِسی صفحہ ۲۶۹، صفحہ ۳۷۰ میں یوں بھی ذکر ہے جس شخص نے اعلانیہ طور پر حربیوں سے زیادتی مال وصول کی اور نیت اُس کی صحیح ہے جس کا ذکر ہوا تو بیشک وہ حلال مال لیتا ہے لیکن عوام اُس پر سود کھانے کی تہمت لگائیں گے لہٰذا دینی اعتبار سے صاحب حیثیت لوگوں کو اِس سے اجتناب (پرہیز) کرنا چاہیے۔ (حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سود سے بچو اور شک وشبہ سے بھی یعنی جس چیز میں سود ہونے کا شک ہو اُس سے بھی بچو) (بحوالہ مراۃ المصابیح شرح مشکوٰۃ شریف جلد چہارم صفحہ ۲۶۰)

بحوالہ فتویٰ رضویہ جلد نمبر ۱۷ مترجم اردو زیر اہتمام رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ لاہور۔

سوال: کیا برطانیہ اور اِس جیسے دوسرے ممالک موجودہ حالات کے مطابق دارالحرب ہیں یا نہیں۔؟

جواب: موجودہ حالات کے مطابق یہ ممالک دارالکفر ہونے کے باوجود دارالامن ہیں۔ دارالحرب نہیں ہیں۔ مزید وضاحت کیلئے شرح مسلم جلد نمبر ۴ صفحہ ۳۹۳ اور صداقت اہل سنت

Marfat.com

وجماعت مع عقائدواہم مسائل۔ صفحہ ۱۶۳ تا صفحہ ۱۷۰ از مولانا محمد صفدر علی سلیمانی پڑھیں۔

بینک سے سود لینے کا مسئلہ

بینک سے سود لینا حرام ہے۔ البتہ کفار کے بینکوں میں چھوڑنا نہیں چاہیے۔ چونکہ معلوم ہوا ہے ہر بینک اِس رقم کو اپنی چیریٹیوں میں دیتے ہیں۔ لہٰذا حضرات علماء فرماتے ہیں بینک سے یہ سودی رقم لے کر بغیر ثواب کی نیت سے جہاں کسی ادارے کی ٹوئیلٹیں بن رہی ہوں وہاں یا جہاں کوئی عوامی رستہ بن رہا ہو۔ یا ایسے ہی کسی کام میں دے دیں۔

بعض حضرات علماء فرماتے ہیں کہ جن ممالک میں جنگیں ہو رہی ہیں اور مسلمان بھائی بے گھر ہونے اور دیگر سب اسباب تباہ ہونے کی وجہ سے گتے، بلے اور حرام چیزیں کھانے پر مجبور ہو جائیں۔ ان کو بغیر ثواب کی نیت کے بھیج دیں۔

یاد رہے اِس معاملہ میں بھی بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ سود کی رقم بھی اپنی دوسری رقم میں شامل ہو کر اپنے ہی اخراجات میں خرچ ہو جائے۔ چونکہ جب حرام مال مل جائے اور پھر نہ کھایا جائے تو یہ ہی کمال ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور ہر مسلمان بہن بھائی کو سود جیسی لعنت سے بچائے۔ آمین ثم آمین۔

نوٹ: ویسے کسی غریب کو سودی رقم دینے کا کوئی جواز نہیں۔ بلکہ گناہ ہے۔

از قلم: الحاج مولانا صفدر علی سلیمانی

Marfat.com

الاستفتاء

پیشکش: سید کفیل احمد ہاشمی ہزاری باغ دارالافتاء منظر اسلام بریلی شریف

سود کا گناہ چھتیس (۳۶) بار کے زنا سے بھی زیادہ ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید مسلمان ہے۔ سود پر روپے مسلمانوں کو دیتا ہے۔ زید روپے میں دس پر سینٹ سود لیتا ہے اور جس وقت روپے دیتا ہے اسی وقت روپے سود والے کم کر لیتا ہے مثلاً ایک ماہ کیلئے دو ہزار روپے سود پر بکر کو دیئے تو اسی وقت چار سو روپے کم کر لیتا ہے یعنی کل سولہ سو روپے قرضہ لینے والے کو دیتا ہے۔ اور دو ہزار روپے کا سود لیتا ہے۔ بطور ثبوت قرض دار کی تصویر مع گواہ کے بھی لیتا ہے اور زید سود پر روپے دیتے وقت ٹائم مقرر کر دیتا ہے۔ وقت مقررہ پر روپے نہیں دینے سے ناجائز دباؤ ڈال کر غنڈوں بدمعاشوں کے ذریعہ ظلم کر کے اس کی جائیداد پر قبضہ یا ۱۰۰ روپے روز کی پنالٹی ڈالتا ہے۔ قرضہ لینے والے سے روپے دیتے وقت مرغے کی دعوت بھی کھاتا ہے۔ سود پر روپے دیتے وقت کہتا ہے کہ میرے بچوں کو بھی تو خوش کرو۔ ان کو بھی کچھ دو لہذا بچوں کو بھی زبردستی پیسے دلواتا ہے اور کثیر تعداد میں اہل محلّہ اس بات کے گواہ ہیں اور علی الاعلان فخر سے کہتا ہے کہ میں نے ایک لاکھ روپے سود پر لگائے تھے۔ اب ۳۵ لاکھ روپے بڑھ کر سود پر لگے ہوئے ہیں۔ ذریعہ معاش زید کا سود پر روپے لینا دینا ہے۔

لہذا ایسے شخص کے یہاں کھانا، پینا اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، میل جول رکھنا اور اس کے یہاں رشتہ داری کرنا کیسا ہے، اہل محلّہ عزیز واقارب اس کے ساتھ کیسا سلوک کریں۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مفصل عنایت فرمائیں۔ عین کرم ہوگا۔

المستفتی: ریاست حسین محلّہ ربڑی ٹولہ

بریلی شریف۔ ۹ ربیع الآخر ۱۴۱۹ھ

Marfat.com

جواب: اللھم ھدایۃ الحق والصواب ۔سود لینا دینا حرام حرام اشد حرام بد کام بدانجام ہے۔کما قال اللہ تعالیٰ وحرم الربوا اور حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ درھم ربواً یاکلہ الرجل وھو یعلم اشدمن ستۃ وثلثین زینۃ ۔سود کا ایک درہم جس کو آدمی جان بوجھ کر کھائے اُس کا گناہ چھتیس بار زنا کرنے سے زیادہ ہے۔ایک دوسری حدیث میں ہےلعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکِلَ الربوٰا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء سود لینے والوں سود دینے والوں سودی دستاویز لکھنے والوں اوراس کے گواہوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ وہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔ایک اور حدیث میں ہے: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الربوا سبعون جزءً ایسرھا اَنْ ینکح الرجلُ امّہ ۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سود کا (گناہ ایسے ستر گناہوں کے برابر ہے جن میں سب سے کم درجہ کا گناہ یہ ہے کہ مرد اپنی ماں سے زنا کرے۔لہذا بشرط صدق سوال زید سود لینے، تصویر کھنچانے اور بدمعاشوں کے ذریعہ مسلمانوں پر ظلم کرنے کے سبب سخت گنہگار حق اللہ اور حق العباد میں گرفتار مستحق غضب جبار ہے۔شریعتِ مطہرہ ایسے شخص کے ساتھ میل جول کو منع فرماتی ہے یہاں تک کہ اس کے ساتھ نشست وبرخاست کو بھی روکا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَامَّا ینسنک الشیطن فلاتقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین ۔ اگر شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھ۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

ماخوذ:

ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

کتبہٗ: فقیر قادری محمد فاروق غفرلہٗ

دارالافتاء منظر اسلام بریلی شریف

ماہ ستمبر ۱۹۹۸ء

Marfat.com

قرض لینے کی بُرائیاں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شہید کے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے سوائے قرض کے۔ (مسلم و مشکوٰۃ)

ایک روایت میں ہے کہ اگر کوئی شخص سات بار بھی زندہ ہو کر شہید ہوتا ہے جنت میں نہیں جا سکتا جب تک قرض ادا نہ کر دے۔ (مشکوٰۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ گناہِ کبائر کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ انسان مقروض ہو کر مرے اور ادا کیلئے مال نہ چھوڑے۔ (احمد، ابوداؤد، مشکوٰۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر جنت میں جانا چاہتے ہو تو تین چیزوں سے بچو: غرور، خیانت، قرض۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

تین پیسہ کے عوض مقروض کی سات سو نمازیں مسلمان قرض خواہ کو قیامت میں دلوائی جائیں گی۔ (شامی)

قیامت کے دن یا تو مقروض کی عبادات مسلمان قرض خواہ کو دلوائی جائیں گی یا قرض خواہ کے گناہ مقروض پر ڈالے جائیں گے۔ مسلمان اِن روایات سے عبرت پکڑیں۔

سود کی خرابیاں

سود میں صدہا خرابیاں ہیں جس کی وجہ سے شریعت نے اسے حرام فرمایا اِن میں سے چند یہ ہیں:

سود لینا گناہِ کبیرہ و حرام قطعی ہے کہ لینے والا فاسق اور حلال جاننے والا کافر ہے۔

سود لینے کی سزا دیگر گناہوں سے سخت تر ہے کہ قیامت میں کفار بھی قبور سے اُٹھ کر آسانی سے چلیں گے مگر سود خور کو چلنا پھرنا مشکل ہوگا اور یہی سود خور کی اس دن پہچان ہوگی۔ کیونکہ سود خور مجرم بھی ہے اور ظالم و خونخوار بھی۔

Marfat.com

حدیثِ معراج میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سود خوروں کے پیٹ بڑی کوٹھریوں کی طرح دیکھے جس سے وہ گرتے پڑتے ہیں گویا اس دن ان کی اس ہوس کا ظہور ہوگا جو انہیں دنیا میں تھی یا اس جنونِ مال کا اظہار ہوگا جس میں وہ مبتلا تھے۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ دو جرموں کے سوا کسی گناہ پر رب کی طرف سے اعلان جنگ نہیں دیا گیا ایک سود لینا، دوسرے اولیاء اللہ سے عداوت رکھنا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو گوشت حرام پیسہ (سود وغیرہ) سے اُگے گا اُسے نارِ جہنم تیزی سے جلائے گی۔

Marfat.com

قرآن وحدیث کی روشنی میں

دارالحرب اور سود کا مسئلہ

از: جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری

دارالحرب اور دارالاسلام کا مفہوم سمجھنے میں لوگوں کو کافی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان لفظوں کے دو معنی ہیں ایک لغوی، دوسرا اصطلاحی۔ جب لوگ اس فرق کو ملحوظ نہیں رکھتے تو طرح طرح کی غلط فہمیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ میں پہلے ان کا لغوی مفہوم پیش کرتا ہوں اس کے بعد ان کا اصطلاحی معنی بیان کروں گا اس تفریق کو اگر ناظرین ملحوظ رکھیں گے تو وہ ان پریشانیوں سے بچ جائیں گے جو اس امتیاز کو ملحوظ رکھنے سے عام طور پر پیش آتی ہیں۔

دارالحرب کا لغوی معنی:

دار کا معنی۔ گھر۔ حرب کا معنی۔ جنگ وقتال۔ یہ مرکب اضافی ہے اس کا معنی ہے وہ ملک اور علاقہ جہاں لڑائی ہو رہی ہو۔

دارالاسلام کا لغوی معنی:

دار کا معنی۔ گھر۔ اسلام۔ اللہ تعالیٰ کے اس آخری دین کا نام ہے جسے لے کر نبی رحمت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ یہ بھی مرکب اضافی ہے اس کا معنی ہے اسلام کا گھر۔

دارالحرب کا اصطلاحی معنی:

وہ علاقہ جہاں کفر کو غلبہ حاصل ہو اور اس کی حکمرانی ہو۔

دارالاسلام کا اصطلاحی معنی:

جہاں دارالحرب کے برعکس احکام اسلامیہ کی حکمرانی ہو اور مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہو۔

شرح السیر الکبیر کی یہ عبارت ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

لان الدار انما یصیر دار الاسلام باجراء حکم المسلمین فیها دحکم المسلمین غیر جار فکانت ھذہ دار الحرب (شرح السیر الکبیر ج۴ صفحہ۳۲)

ترجمہ: جس دار میں مسلمانوں کا حکم نافذ ہو وہ دار الاسلام ہے اور جس میں مسلمانوں کا حکم نافذ نہ ہو وہ دار حرب ہے۔

الغرض یہ دونوں اسلامی علم سیاست کی دو اصطلاحیں ہیں اور دار کے بدلنے سے کئی امور کا شرعی حکم بدل جاتا ہے علامہ طحطاوی لکھتے ہیں۔

ویتفرع علی کونھا صارت دار الحرب لان الحدود والقود لاتجری فیھا وان الاسیر المسلم یحوزلہ التعرض مادون الفرج وتنعکس الاحکام اذا صارت دار الحرب دار الاسلام (صفحہ۴۶۰ ج۲)

ترجمہ: اس تشریح کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اگر ملک دار الحرب بن جائے تو اس میں دود و قصاص کے قوانین نافذ نہیں ہوں گے اور مسلمان قیدی کو وہاں ان کے احوال واملاک میں ہر قسم کا تصرف کرنے کی اجازت ہوگی بجز زنا کے۔ اور اگر کوئی ملک دار الاسلام بن جائے تو اسکے احکام ان احکام کے برعکس ہوں گے۔"

یہ چند امور بطور مثال ذکر کئے گئے ہیں آپ کتب فقہ کا مطالعہ فرمائیں گے تو آپ کو صد ہا ایسے احکام ملیں گے جو دار کی نوعیت بدلنے میں بدل جاتے ہیں فقہا جب دار الحرب کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس سے ان کا مدعا اس کا اصطلاحی معنی ہوتا ہے لغوی معنی مراد نہیں ہوتا۔ اگر وہاں جنگ نہ ہو رہی ہو تب بھی اس ملک کو دار الحرب کہیں گے جہاں کفار کا غلبہ ہے اور انہوں نے اپنے کافرانہ قوانین نافذ کئے ہوئے ہیں بلکہ اگر صلح اور امن کا معاہدہ طے پا چکا ہو تب بھی اس کو دار الحرب کہیں گے علماء کرام جانتے ہیں کہ حدیبیہ کے مقام پر صلح کا جو معاہدہ طے پایا تھا اس کی ایک شق یہ بھی تھی کہ فریقین دس سال تک آپس میں جنگ نہیں کریں گے۔ اس کے باوجود مکہ، جہاں اس وقت کفر کو غلبہ حاصل تھا۔ اس کو دار الحرب کہا اور سمجھا جاتا تھا۔ دار الحرب کیلئے

Marfat.com

بالفعل جنگ کا ہونا ضروری نہیں۔ یہ اس کا لغوی معنی ہے لیکن اسلامی سیاست میں یہ ایک خاص اصطلاح ہے جس کا ایک مخصوص مدلول ہے اس طرح اگر مسلمانوں کے دو ملک جہاں کی اکثریت مسلمان ہے یا سیاسی غلبہ اور استیلا (۱) مسلمانوں کو حاصل ہے انہیں دارالاسلام کہا جائے گا خواہ وہ ملک ایک دوسرے سے برسرپیکار ہوں۔

ان لفظوں کی لغوی اور اصطلاحی تشریح کے بعد اب فقہاء کرام کی عبارات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراتا ہوں۔ فتاویٰ عالمگیری میں اس مسئلہ کو یوں وضاحت کی گئی ہے۔

اعلم ان دارالحرب نصیر دارالاسلام بشرط واحد وهو اظهار احكام الاسلام فيها انما تصير دارالاسلام دار الحرب عند ابی حنيفة رحمه الله تعالیٰ بشروط ثلاثه احدها اجراء احكام الكفار علی سبيعل الاشتهار وان لا يحكم فيها بحكم الاسلام قال محمد رحمه الله تعالیٰ فی الزيادات انما قصير دارالاسلام والحرب عند ابی حنيفة رحمه الله تعالیٰ بشروط ثلاثه احدها اجراء احكام الكفار علی سبيل الاشتهار وان لايحكم فيها بحكم الاسلام والثانی انتكون متصله دارالحرب لايتخلل بينهما بلد من بلاد الاسلام والثالث ان لايبقی فيها مومن ولا ذمی امنا يامانه الاول۔ (فتاویٰ عالمگیری صفحہ ۲۳۲، جلد ۲)

ترجمہ: "جان لو کہ دارالحرب کے دارالسلام بننے کیلئے صرف ایک شرط کا پایا جانا کافی ہے وہ یہ کہ وہاں احکام اسلامی کو غلبہ حاصل ہو جائے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب الزیادات میں لکھتے ہیں کہ وہ ملک جو دارالاسلام تھا اس کے دارالحرب میں بدل جانے کیلئے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تین شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے پہلی شرط یہ ہے کہ علی سبیل الشہرۃ کفار کے احکام نافذ ہو جائیں اور احکام اسلامی کے مطابق مقدمات کا فیصلہ روک دیا جائے۔ دوسری شرط یہ بیان کی گئی کہ جس اسلامی ملک یا شہر پر کافروں نے قبضہ کرلیا ہے وہ

۱؎ غلبہ

Marfat.com

چاروں طرف سے کفار کے ملکوں سے ملا ہوا ہو۔ اور اس کے درمیان اور دارِحرب کے درمیان کوئی اور اسلامی ملک نہ ہو۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اسلامی ملک میں جو مسلمان آباد ہیں یا جو غیر مسلم رعایا بطور ذمی وہاں سکونت پذیر ہے ان کی سابقہ امان باقی نہ رہنے دی جائے۔''

دارالاسلام کے دارالحرب میں تبدیل ہو جانے کی متعدد صورتیں بیان کر کے اس امر کی مزید وضاحت کر دی گئی ہے کہ یہ شرطیں صرف اس دارالحرب کیلئے ہیں جو پہلے دارالاسلام تھا۔ مطلق دارالحرب کیلئے نہیں جسے کبھی بھی دارالاسلام بننے کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ فرماتے ہیں۔

وصورة المسئلة على ثلاثة اوجه اما ان يغلب اهل الحرب على دارمن دورنا اوارتد اهل مصر وغلبوا واَجْرُوا احكام الكفر. او نقض اهل الذمة العهد وتغلبوا على دارهم وفى كل من هذه الصور لا تصير دارالاسلام دارالحرب الاتبلاثة شروط (فتاویٰ عالمگیری صفحہ ۲۳۲، جلد ۲)

ترجمہ: ''مندرجہ بالا مسئلہ (یعنی دارالاسلام کے دارالحرب بننے) کی تین صورتیں ہیں۔ (۱) مسلمانوں کے کسی علاقہ پر کفار حملہ کر کے قبضہ کر لیں (۲) دارالاسلام کے کسی شہر کے مسلمان باشندے (معاذ اللہ) مرتد ہو جائیں۔ اور اس شہر پر قبضہ کر کے کفر کے احکام نافذ کر دیں (۳) دارالاسلام میں جو غیر مسلم باشندے بطور ذمی آباد تھے وہ علم بغاوت بلند کر دیں اور اس علاقہ پر بزور شمشیر قابض ہو جائیں۔ ان تینوں صورتوں میں وہ ایک ملک جو پہلے دارالاسلام تھا۔ دارالحرب میں تبدیل نہیں ہوگا۔ الا یہ کہ وہاں یہ تین شرطیں پائی جائیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ کا مسلک بیان کرنے کے بعد تحریر کرتے ہیں۔

وقال ابويوسف ومحمد رحمها الله تعالىٰ بشرط واحد لاغير وهو اظهار احكام الكفر وهو القياس۔

ترجمہ: امام یوسف ومحمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ ملک جو پہلے دارالاسلام تھا ایک شرط کے پائے جانے سے دارالکفر بن جائے گا وہ شرط یہ ہے کہ وہاں کفر کے احکام کو غلبہ حاصل ہو جائے اور

Marfat.com

یہی قول قیاس صحیح کے مطابق ہے۔

یعنی دارالحرب، دارالاسلام اس شرط کے پائے جانے سے بنا تھا کہ وہاں اسلامی احکام کو غلبہ حاصل ہو گیا تھا۔ اب جب یہ غلبہ ختم ہو جائے اور کفر کے احکام کو غلبہ حاصل ہو جائے تو وہ ملک فقط اس ایک شرط کے پائے جانے سے دارالکفر بن جائے گا۔

اس طویل اقتباس کو نقل کرنے کا مقصد قارئین کو یہ بات ذہن نشین کرانا ہے کہ وہ ملک جو پہلے دارالاسلام تھا جہاں مسلمانوں کو غلبہ حاصل تھا اسلامی قوانین نفاذ پذیر تھے وہ دارالاسلام حضرت امام اعظم کے نزدیک تب دارالحرب میں تبدیل ہوگا جب اس میں یہ تین شرطیں پائی جائیں گی۔ لیکن صاحبین کا یہ قول ہے کہ فقط احکام اسلامیہ کے یلغار اور احکام کفر وشرک کے نفاذ سے یہ ملک دارالحرب بن جائے گا۔ آخر میں لکھتے ہیں وھو القیاس۔ یعنی قیاس صحیح بھی صاحبین کے قول کی تائید کرتا ہے کیونکہ جس شرط کے پائے جانے سے دارالحرب، دارالاسلام بنا تھا اسی شرط کے اُٹھ جانے سے وہ ملک، اپنی پہلی حالت کی طرف لوٹ آئے گا۔ جس طرح زکوٰۃ کی فرضیت کیلئے صاحب نصاب ہونا شرط ہے اگر کوئی شخص صاحب نصاب نہیں رہے گا تو اس سے زکوٰۃ کی فرضیت بھی ساقط ہو جائے گی۔

یہ مسلک صرف صاحبین کا نہیں بلکہ امام شافعی، امام احمد بن حنبل کا بھی یہی مسلک ہے۔ چنانچہ علامہ ابن قدامہ حنبلی اپنی مشہور تالیف "المغنی" میں رقمطراز ہیں۔

ومتی ارتد اهل البلد وجرت فيه احكامهم صاردا دارالحرب فی اغتنام اموالهم وسبی ذراريهم الحادثين بعد الردة وعلی الامام قتالهم فان ابابكر الصديق قاتل اهل الرده بجماعته الصحابة ولان الله تعالیٰ قدامر بقتال الكفار فی مواضع من كتابه وهولاء احقهم بالقتال لان تركهم ربما اغری امثالهم بالتشبه بهم والا رتداد معهم وبكثر الضرر بهم بهذا قال الشافعی۔

(المغنی صفحہ ۱۳۸، ج ۸)

Marfat.com

ترجمہ: جب کسی شہر کے رہنے والے مرتد ہو جائیں اور ان کے احکام اس شہر میں نافذ ہو جائیں تو وہ دارالحرب کے باشندے بن جائیں گے اب ان کے اموال بطور غنیمت لئے جاسکتے ہیں۔ان کی اولاد کو جوان کے مرتد ہونے کے بعد پیدا ہوئی ان کو قید کیا جاسکتا ہے اور امام پر لازم ہے کہ وہ ان کے ساتھ جنگ کرے کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کی معیت میں ان مرتدین کے ساتھ جنگ کی تھی نیز اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں کفار کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ لوگ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان کے ساتھ جنگ کی جائے۔کیونکہ اگر انہیں یوں ہی چھوڑ دیا جائے تو ان جیسے اور کئی لوگ مرتد ہوں گے اور اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچے گا۔۔۔امام شافعی کا بھی یہی قول ہے۔

اس سلسلہ میں شمس الائمہ سرخسی کا ایک اور حوالہ پیش خدمت ہے مجھے اُمید ہے نور بصیرت میں اضافہ کا باعث ہوگا۔

عن ابی یوسف و محمد رحمها الله تعالیٰ اذا اظهروا احکام الشرک فیها فقد صارت دارهم داراحرب لان البقعة انما تنسب الینا او الیهم باعتبار القوة والغلبة و کل موضع ظهر فیها حکم الشرک فالقوة فی ذلک الموضع للمشرکین فکانه دار حرب و کل موضع کان الظاهر فیه حکم الاسلام فالقوة فیه للمسلمین. ولکن ابو حنیفة رحمة الله علیه یعتبر تمام القهر والقوة لان هذالبلدة کانت من دارالاسلام محررة للمسلمین فلا یبطل ذلک لاحراز لاتمام القهر من المشرکین وذالک باستجماع الشرائط الثلاث۔

(المبسوط جلد ۱۰، صفحہ ۱۱۴)

ترجمہ: امام ابو یوسف اور امام محمد کا مذہب یہ ہے کہ جب اسلامی علاقہ پر قبضہ کرنے والے کفار نے شرک کے احکام نافذ کر دیئے تو ان کا یہ مقبوضہ علاقہ دارالحرب بن جائے گا کیونکہ زمین کا ہر ٹکڑا قوت وغلبہ کے اعتبار سے یا ہماری طرف منسوب ہوگا یا ان کی طرف۔ ہر وہ مقام

Marfat.com

جہاں شرک کا حکم ظاہر ہو اس جگہ قوت مشرکین کو حاصل ہوگی اس لئے وہ علاقہ دارالحرب ہوگا ہر وہ مقام جہاں اسلام کا حکم نافذ ہو وہاں قوت مسلمانوں کو حاصل ہوگی اور اسے دارالاسلام کہیں گے۔ لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ علاقہ جو پہلے دارالاسلام تھا اور مسلمانوں کے قبضہ میں تھا وہ قبضہ تب باطل ہوگا جب کفار کو حتمی اور مکمل غلبہ حاصل ہو اور اس کیلئے ان تین شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

ڈاکٹر عبدالکریم زیدان اپنی کتاب ''احکام الذمیین والمستامنین'' میں اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

تعرض الامام الاسبیجانی هذا المسئلة بعد اغارة التتار علی البلاد الاسلامیہ واستیلاء هم علی جزء منها والذی راه الامام المذکور هو بقاء تلک البلاد المحتلة من قبل التتار من جملة بلاد الاسلام لعدم القالها بدار الحرب ولان الکفرة لم یظهروا فیها احکام الکفر فقد ظل القضاة من المسلمین. (صفحہ ۲۱۔۲۰)

ترجمہ: امام الاسبیجانی (جو ساتویں صدی میں احناف کے امام تھے) نے اس مسئلہ پر اس وقت بحث کی جب تاتاریوں نے اسلامی ممالک پر یورش کردی تھی اور ان کے کئی علاقوں پر قبضہ کرلیا تھا امام کی رائے یہ ہے کہ تاتاریوں کے مقبوضہ علاقے جو پہلے مملکت اسلامیہ کا حصہ تھے اب بھی دارالاسلام ہیں کیونکہ ان کی سرحدیں دارالحرب سے متصل نہیں نیز کفار نے کفر کے احکام کو یہاں نافذ نہیں کیا بلکہ حسب سابق مسلمان قاضی ہی عدل وانصاف کے تقاضے احکام شرعیہ کے مطابق پورے کرتے رہے۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان نے ''اعلام الاعلام'' میں ہندوستان کے بارے میں لکھا ہے جو پہلے دارالاسلام تھا کسی ایسے ملک کا وہاں اشارۃ ذکر نہیں جو اصلا دارالحرب تھا۔

رہا انگلینڈ اور دوسرے غیر مسلم یورپین ممالک کے ساتھ ہمارے سیاسی، تجارتی، عمرانی

Marfat.com

نوعیت کے متعدد معاہدے ہیں جن کی پابندی ہم پر لازمی ہے۔قرآن کریم کی بے شمار آیات اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے انگنت ارشادات میں مسلمانوں کو یہ سختی سے حکم دیا گیا ہے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی ہر قسم کے معاہدوں کا احترام کریں اور ان پر پورا اتریں فقہائے کرام کی عبارات جو میں نے اوپر نقل کی ہیں ان میں احکام اسلام اور احکام کفر کے ظہور اور اجراء کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں کیا انفرادی اور شخصی طور پر کس حکم شرعی پر عمل کرنے سے ظہور یا اجراء احکام اسلامی کا تقاضا پورا ہو جاتا ہے۔اس غلط فہمی کو دور کرنے کیلئے شیخ محمد ابوزہرہ رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ ذیل عبارت کا مطالعہ مفید ہوگا۔

''تنویر الابصار'' کی عبارت سے بادی النظر میں یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ دارالحرب میں اگر اسلام کے کسی ایک حکم پر بھی عمل ہوتا ہو تو وہ ملک دارالاسلام بن جائے گا۔اس غلط فہمی کا منشا فقہاء کی اصطلاحات سے بے خبری اور ان کی عبارات میں عدم تدبر ہے یہاں صاحب نزامر الالصبار نے اجراء الاحکام کا لفظ استعمال کیا ہے۔اس کا مفہوم شیخ محمد ابوزہرہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت نے واضح کر دیا ہے کہ قوانین مسطرہ اور منسقذہ کی حیثیت سے وہ احکام بجالائے جاتے ہوں نہ کہ پرائیویٹ طور پر ان پر عمل کیا جاتا ہو۔

صاحب تنویر الابصار نے جو مثالیں دی ہیں انہیں غور کرنے سے ان کے مدعا کی وضاحت اور تشریح ہو جاتی ہے انہوں نے جمعہ اور عید کی مثال دی ہے اور علماء جانتے ہیں کہ جمعہ کی صحت کیلئے متعدد شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ اسلامی مملکت کا سربراہ اس کی اقامت کا اہتمام کرے چنانچہ (ہدایہ) میں ہے۔

ولایجوز اقامتها الا للسلطان اولمن امره السلطان

ترجمہ: سلطان کے بغیر نہ جمعہ کا خطبہ جائز ہے اور نہ نماز جمعہ کی امامت یا وہ شخص جس کو سلطان نے اس کام کا انجام دہی کیلئے مقرر کیا ہو۔

اور جہاں سلطان ہوگا وہ ملک یقیناً دارالاسلام ہوگا۔البتہ جہاں سلطان نہ ہو اور

Marfat.com

مسلمان کسی غیر مسلم حکومت کے زیر سایہ رہنے پر مجبور ہوں اس وقت انہیں بامر مجبوری اس بات کی اجازت ہے کہ وہ خود جمع ہو کر اپنے میں سے ایک شخص کو متعین کرلیں جو ان فرائض کی ادائیگی میں ان کی راہنمائی کرے۔ اس طرح عیدین کی نماز کیلئے خطیب سربراہ مملکت کی طرف سے یا اس کے نائب کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے۔ اور بعض فقہاء نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ جس امام کو سلطان نے مقرر کیا ہے وہ خود ہی خطبہ اور امامت کے فرائض انجام دے اسے یہ بھی حق نہیں کہ وہ کسی کو اپنا نائب مقرر کرے۔

اس طویل بحث سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اگر اسلام کا کوئی مستقل نظام سیاست ہے (جو یقیناً ہے) اور اس کی مخصوص اصطلاحات کی کوئی قدر و قیمت ہے (جو یقیناً ہے) تو ممالک عالم کو ہم دو حصوں میں منقسم کریں گے وہ ممالک جہاں احکام اسلام کو غلبہ حاصل ہے یا وہاں کے باشندے اگر اسلامی قوانین کو نافذ کرنا چاہیں تو کوئی ایسی قوت نہ ہو جو ان کو اس کام سے روک سکے تو اسے اسلامی سیاست کی اصطلاح میں دارالاسلام کہا جائے گا اور اگر احکام کفر کا غلبہ ہو تو اس کو دارالکفر یا دارالحرب کہا جائے گا۔

اب آپ بآسانی فیصلہ کرسکتے ہیں کہ کون سے ممالک دارالسلام ہیں کون سے دارالحرب۔

ظهور الاحكام غير الاسلامية بان يكون الفاتون المسيطر قانونا غير اسلامي والاحكام التي تنفذ احكاما مناقضة لاحكام الاسلامية بان كان الاسلام محرم الربا والقوانين المسطيرة تبيُحه' والقرآن يحرم الزنا والقوانين تبِيحُه' ويحرم الخمر والخنزير والقهار والقوانين المنقذة تبِيحُ هذه الخبائث للمحم. (الجریمہ والعقوبہ صفحہ ۳۵۹)

ترجمہ: غیر اسلامی قوانین کے ظہور کا مطلب یہ ہے کہ وہ قانون جو اس ملک پر مسلط ہے وہ قانون غیر اسلامی ہو اور جو احکام اس ملک میں نافذ کئے جا رہے ہیں وہ ایسے احکام ہوں

Marfat.com

جو اسلامی احکام کی نقیض ہوں جیسے اسلام سود کو حرام قرار دیتا ہے اور جو وہاں قوانین نافذ العمل ہوں وہ اسے مباح قرار دیتے ہوں۔ قرآن کریم زنا کو حرام قرار دیتا ہے اور وہ قوانین اس کو جائز قرار دیتے ہوں اسلام، شراب، خنزیر، جوا کو حرام قرار دیتا ہے اور وہ قانون جو وہاں نافذ ہیں وہ ان خبیث چیزوں کی تمام لوگوں کیلئے اجازت دیتے ہوں۔

اب آپ خود اندازہ لگالیجئے کہ یورپ کے غیر اسلامی ممالک میں کیا صورت حال ہے۔ اگر احکام کفر کے ظہور کا یہی حال ہے تو پھر انفرادی طور پر اگر کوئی شخص نماز ادا کرتا ہے یا شرعی حکم کے مطابق عمل کرتا ہے تو اس سے اس ملک کی حیثیت بدل نہیں سکتی جب تک اس میں احکام اسلامی کو وہ غلبہ نصیب نہ ہو جو غیر اسلامی قوانین کو وہاں حاصل ہے۔

اب یہ فقیر دوسرے مسئلہ کی تحقیق کی طرف متوجہ ہوتا ہے یعنی کیا دارالحرب میں حربی سے سود لینا کسی مسلمان کیلئے جائز ہے یا نہیں اس مسئلہ کے بارے میں علماء اسلام کی دو رائے ہیں۔ ایک رائے حضرت امام اعظم اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہے اور دوسری رائے امام ابو یوسف اور آئمہ ثلاثہ حضرات امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم کی ہے۔

پہلی رائے کے مطابق دارالحرب میں مستأمن مسلمان کیلئے حربی سے سود لینا جائز ہے کیونکہ حقیقت وہ سود ہے ہی نہیں۔ دوسری رائے کے مطابق سود لینا مطلقاً حرام ہے دارالحرب اور دارالاسلام کی کوئی تخصیص نہیں۔ لیکن یہ خیال رہے کہ اس دارالحرب سے مراد وہ ملک ہے جس میں ہمیشہ سے احکام کفر کا غلبہ رہا ہو۔ اور کوئی ایسا زمانہ نہ آیا ہو جب اسے دارالاسلام بننے کی سعادت حاصل ہوئی ہو اور اگر کسی وقت وہ دارالحرب سے دارالاسلام بنا لیکن پھر اس پر کفار نے حملہ کر کے قبضہ کر لیا تو اس پر دارالحرب کے احکام اس وقت نافذ ہوں گے جب اس میں وہ تین شرطیں پائی جائیں گی جن کا تفصیلی بیان پہلے ہو چکا ہے۔ اس لئے ہندوستان وغیرہ ممالک جو پہلے صدہا سال تک دارالاسلام رہے پھر انگریز نے ان پر قبضہ کر لیا وہاں سود مطلقاً حرام ہے اور فقہاء کے دونوں گروہ سود کی حرمت پر متفق ہیں۔

Marfat.com

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جن دلائل پر اعتماد کیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

(۱) حدیث شریف میں ہے لاربوا بین المسلم والحربی فی دارالحرب۔ (ہدایہ۔ البیہقی ودیگر کتب)

ترجمہ: دارالحرب میں مسلمان اور حربی کے درمیان کوئی سود نہیں۔

یعنی اصلی دارالحرب میں اگر مستامن مسلمان اور حربی، ربوا کی صورت میں لین دین کریں تو وہ سود نہیں ہے۔ جب وہ سود نہیں تو وہ حرام نہیں ہوگا بلکہ حلال ہوگا۔

۲۔ شمس الائمہ السرخی لکھتے ہیں:

ان العباس رضی اللّٰہ عنه بعد ما اسلم یوم بدر رجع الی مکة باذن رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم وکان یربی بمکة قبل نزول التحریم وابعد نزوله لان حکم الربوا لایجری بین المسلم والحربی فی دارالحرب وقد کانت مکة یومئذ دارحرب ثم بین رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم انه موضوع لاخصومة فیه بعد الفتح وقیل مراده انه لامطالبة له بملقی منه بعد الفتح قال اللہ تعالٰی وذروا مابقی من الربوا ان کنتم مؤمنین.

(المبسوط للسرخی ص۲۸ ج۱۰)

ترجمہ: حضرت عباس رضی اللہ عنہ بدر کے دن اسلام لانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر مکہ واپس چلے آئے وہاں وہ سود کی حرمت کے حکم کے نزول سے پہلے بھی اور بعد بھی وہ سودی کاروبار کیا کرتے تھے۔ کیونکہ دارالحرب میں مسلمانوں اور حربی کے درمیان سودی لین دین ہوتا ہی نہیں اور مکہ اس وقت دارالحرب تھا پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد (حجۃ الوداع کے موقع پر) حضرت عباس کے سود کو کالعدم قرار دے دیا۔ کہا گیا ہے کہ اس ارشاد نبوی کا مدعا یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد ان کا جو سود لوگوں کے ذمہ تھا اس کا وہ مطالبہ نہیں کر سکتے جیسے ارشاد باری ہے جو سود باقی ہے اس کو چھوڑ دو۔"

Marfat.com

اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ دارالحرب میں سود لینا مباح ہے ورنہ حضرت عباس کبھی سودی کاروبار نہ کرتے۔

۳۔ عرصہ دراز سے ایران وروم کے درمیان جنگوں کا سلسلہ جاری تھا ہجرت سے پہلے ایک دفعہ ایرانیوں نے رومیوں کو جو اہل کتاب تھے شکست فاش دی، مشرکین مکہ کی خوشی کی حد نہ رہی اور مسلمان بڑے آزردہ اور رنجیدہ خاطر ہوئے۔ مسلمانوں کی دلجوئی کیلئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ الروم کی ابتدائی چند آیتیں نازل فرمائیں جن میں مسلمانوں کو یہ مژدہ سنایا گیا کہ چند سالوں میں رومی غالب آجائیں گے اور ایرانی شکست سے دوچار ہوں گے جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کفار کے پاس گئے اور کہا۔

اپنے مشرک بھائیوں کے غلبہ پر زیادہ خوشیاں نہ مناؤ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا ہے کہ عنقریب رومی ایرانیوں کو شکست دیں گے۔ یہ سن کر ابی بن خلف سے نہ رہا گیا اور کھڑا ہو کر کہنے لگا اے ابوبکر تم جھوٹ بول رہے ہو۔ حضرت صدیق نے فرمایا اے اللہ کے دشمن تم جھوٹے ہو۔ میں اس پر شرط بدنے کیلئے تیار ہوں اگر تین سال تک ایرانی غالب آگئے تو تمہیں دس اونٹ دوں گا اور اگر رومی فتح یاب ہوئے تو تمہیں دس اونٹ دینا ہوں گے۔ ابی بن حلف نے یہ شرط منظور کر لی حضرت صدیق وہاں سے بارگاہ رسالت میں آئے سارا ماجرا عرض کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بضع سنین کا لفظ تین سے نو تک بولا جاتا ہے آپ واپس جائیں اور ابی بن خلف سے مدت میں توسیع اور شرط میں زیادتی کا مطالبہ کریں چنانچہ مدت نو سال قرار پائی اور اونٹوں کی تعداد دس سے سو کر دی گئی۔ جس روز مسلمانوں کو میدان بدر میں فتح وکامرانی نصیب ہوئی اسی روز یہ خوشخبری ملی کہ رومیوں نے ایرانیوں کو شرمناک شکست دی ہے۔

ابی بن خلف اس واقعہ سے پہلے ہلاک ہو چکا تھا چنانچہ حضرت صدیق نے شرط کے سو اونٹ اسکے وارثوں سے وصول کئے اور انہیں لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا ''تصدق۔'' ابوبکر انہیں صدقہ کردو۔ اپنے آقا کا اشارہ پا کر اس پیکر تسلیم ورضا نے سو

Marfat.com

کے سواونٹ راہ خدا میں صدقہ کردیئے۔

شرط، جوا ہے جو اسلام میں قطعاً حرام ہے۔ لیکن یہ واقعہ دارالحرب میں وقوع پذیر ہوا تھا اس لئے حضور نے اس کو جائز قرار دیا جس طرح قمار۔ دارالحرب میں جائز ہے اس طرح سود بھی حرام نہیں ہوگا۔

۴۔ دارالحرب میں مسلمان ایک اشرفی کے بدلے میں جو دو اشرفیاں لے رہا ہے اس پر سود کی تعریف صادق نہیں آتی۔ کیونکہ سود کی تعریف یہ ہے کہ مال معصوم کے بدلے مال معصوم زیادتی کا لینا، حربی کا مال، مال معصوم نہیں اس لئے اگر اس کے غیر معصوم مال سے اس کی رضامندی سے زیادہ لے لیا تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

امام ابو یوسف اور دیگر آئمہ مجتہدین جو ہر حالت میں ربوا کی حرمت کے قائل ہیں انہوں نے اس صریح اور قطعی آیات پر اور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے کثیر العداد ارشادات پر اعتماد کیا ہے جن میں مطلقاً سود کو حرام قرار دیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ان قطعی دلائل کی موجودگی میں ہم کسی غیر قطعی دلیل کو ترجیح نہیں دیں گے اور طرفین نے اپنی رائے کی تائید میں جو دلائل پیش کئے ہیں ان کے انہوں نے یہ جواب دیئے ہیں۔

۱۔ **لا ربوا بین المسلم وحربی** والی روایت جو آپ نے پیش کی ہے وہ مرسل ہے اور مکحول نے براہ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت نہیں سنی اس لئے ایک مرسل حدیث سے آیات کی تخصیص کیونکر درست ہو سکتی ہے۔

احناف نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ مکحول ثقہ راوی ہیں اور اصول حدیث کا یہ مسلمہ ہے کہ ثقہ کی مرسل مقبول ہوتی ہے۔

امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ بیشک ثقہ کی مرسل مقبول ہوتی ہے اور اس میں ضعف باقی نہیں رہتا لیکن ثقہ کی مرسل قطعی الثبوت تو نہیں بن جاتی کہ اس سے آیات قطعیہ کی تخصیص کی جا سکے زیادہ سے زیادہ اسے خبر واحد، صحیح کہہ سکتے ہیں اور خبر واحد آیات کی مخصص نہیں ہو سکتی۔

Marfat.com

۲۔ امام سرخی نے حضرت عباس کے تعامل کا ذکر کیا ہے کہ ربوا کی حرمت کے بعد بھی وہ سودی کاروبار کیا کرتے تھے اس کی یہی وجہ بیان کی جاسکتی ہے کہ وہ مکہ میں تھے جو اس وقت دارالحرب تھا لیکن یہ روایت بھی خبر واحد ہے اور خبر واحد آیات قطعیہ یقینیہ کی مخصص نہیں بن سکتی۔ نیز اگر دارالحرب میں سود لینا جائز ہوتا تو حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سارے سود کو ساقط قرار نہ دیتے بلکہ فرماتے کہ فتح مکہ سے پہلے جب مکہ دارالحرب تھا اس زمانہ کا سود تو اے عم! آپ وصول کر سکتے ہیں لیکن فتح مکہ کے بعد یہ شہر دارالسلام بن گیا جو سود آپ کا لوگوں کے ذمہ ہے اسے کالعدم کیا جارہا ہے۔ سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سارے سود کو ساقط اور کالعدم قرار دے دیا۔ حضور کا یہ فرمان اس امر کی واضح دلیل ہے کہ ہر طرح کا سود حرام ہے۔ دارالحرب اور دارالسلام میں کوئی تفریق نہیں۔

۳۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے شرط لگانے کا جو واقعہ ہے اس کے بارے میں علماء نے تصریح کی ہے کہ قمار کی حرمت کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا یہ واقعہ ہے اس لئے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو حکم دیا کہ ان سو اونٹوں کا صدقہ کردو نیز یہ روایت بھی زیادہ سے زیادہ خبر واحد ہے۔

اباحت سود کے بارے میں جو عقلی دلیل پیش کی گئی ہے کہ دارالحرب میں جو لین دین ہوتا ہے وہ سود نہیں ہوتا کیونکہ اس پر سود کی تعریف صادق نہیں آتی اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ انسان اپنے حقوق سے تو دست کش ہوسکتا ہے اور انہیں ایک قلم معاف کرسکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے حقوق باہمی رضامندی سے ساقط نہیں کئے جاسکتے۔ سود کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اس لئے اس حکم الٰہی کو کالعدم کرنے کا کسی کو اختیار نہیں۔

ان دلائل میں مکرر سہ مکرر میں نے غور کیا اور میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ حضرت امام ابو یوسف اور آئمہ ثلاثہ کے دلائل زیادہ قوی ہیں اور میں بھی اس قول کو ترجیح دیتا ہوں۔ جب ایک بزرگ نے مجھے وہ آیت سنائی جس میں یہود کے طرز عمل کی مذمت کی گئی ہے کہ وہ مسلمانوں کے

Marfat.com

اموال میں خیانت وبددیانتی کرتے انہیں ٹوکا جاتا تو وہ کہتے وما لنا فی الامیین سبیل تو میں کانپ گیا اگر یہود کی یہ روش مذموم اور قبیح ہے تو خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت جو خیرالامم کے خطاب سے نوازی گئی ہے اسے کب زیب دیتا ہے کہ وہ کسی تاویل سے ایسی چیز کو مباح کرے۔ جسے قرآن وسنت کے نصوص قطعیہ نے قبیح ترین حرام قرار دیا ہے اور اس سے باز نہ آنے والوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ کی دھمکی دی گئی ہے۔ خصوصاً اس عہد بیداری میں جبکہ امت مسلمہ طویل خواب غفلت سے بیدار ہورہی ہے اور یورپ کی چکاچوند کردینے والی تہذیب کا طلسم ٹوٹ رہا ہے اور سودی نظام معیشت کی تباہ کاریاں آشکار ہورہی ہیں اور بشمول پاکستان متعدد اسلامی ملکوں میں سودی نظام معیشت کو یکسر بدل ڈالنے کیلئے تحقیق اور عمل دونوں میدانوں میں بڑے جرأت مندانہ اقدامات کا آغاز ہوچکا ہے زیادہ سے زیادہ جو مسلمان غیر اسلامی ملکوں میں رہائش پذیر ہیں حالت اضطرار میں ان کیلئے محدود حد تک اسے مباح کہا جاسکتا ہے۔

ان دلائل کی روشنی میں یہ فقیر اپنے پہلے موقف سے رجوع کرتا ہے اور حضرت امام ابو یوسف کے فتویٰ کے مطابق ہر جگہ اور ہر ملک میں سود کی حرمت کا اعتراف کرتا ہے۔

آخر میں ان حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھے مزید تحقیق کی طرف راغب کیا اور میں اپنے نظریہ پر نظر ثانی کے قابل ہوا۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انبت ویجلہ اعتصمت وبسنۃ نبیہ الکریم تمسکت صلی اللہ تعالیٰ علیہ حبیبہ وصفیہ ونبیہ محمد شفیع المذنبین وعلٰی الہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین۔

Marfat.com

بیمہ کا نعم البدل اور اس کا شرعی حل

شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ الحاج محمد فیض احمد اویسی رضوی دامت فیوضاتہم

الحمد للہ علٰی ما اعطان النعیم المستقیم وفضلنا بانعام عمیم والصلوٰۃ والسلام علٰی حبیبہٖ الکریم وعلٰی اٰلہٖ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

امابعد: ہمارے دور میں بیمہ پالیسی زوروں پر ہے۔ بیمہ کمپنی کے کارندوں کے سبز باغ دکھانے پر عوام اہل اسلام ان کی دام تزویر میں پھنستے جارہے ہیں، حالانکہ بینک ہو یا بیمہ، انشورنس ودیگر اکثر اس قسم کے کاروبار سود پر چل رہے ہیں۔ بیمہ پالیسی اِن سے زیادہ خطرناک ہے اس لئے کہ بیمہ دار کو دھوکہ یا فریب سے پھنسانے میں اِس کے کارندے کوئی کسر نہیں چھوڑتے، بیمہ دار کو کاروبار کے منافع کئی گنا سنائے جاتے ہیں اور جھوٹے سچے فتاویٰ بیمہ دار کے سامنے رکھ دیئے جاتے ہیں اور سو فیصد جھوٹ سے ثابت کیا جاتا ہے کہ بیمہ کے منافع سود نہیں بلکہ تجارتی منافع کا حصہ ہے فقیر نے اس پر ایک ضخیم کتاب بیمہ زندگی مطابق فقہ حنفی لکھی ہے اس میں بیمہ کمپنی کے تمام حیلوں بہانوں کا پردہ چاک کیا ہے۔ اس رسالہ میں صرف اتنا عرض ہے کہ خدا ترس مسلمان بیمہ وبینک کے سودی منافع سے احتراز کرے ورنہ خود کو ابھی سے جہنم کا ایندھن سمجھے، مرنے کے بعد بے حساب وکتاب سیدھے جہنم میں۔ ہاں بیمہ کمپنی کے سبز باغ سو فیصد انسان کی عین مراد مثلاً (۱) سرمایہ محفوظ (۲) زندگی میں اور مرنے کے بعد جائداد کئی گنا زیادہ (لیکن کھائیں گے ورثاء اور خود جہنم میں سچ ہے، کمائے کون کھائے کون)

(۳) حادثات کی صورت میں کالی امداد (اس خطرہ کے پیش نظر لوگ دھڑا دھڑ بیمہ کرا رہے ہیں۔ بلکہ اب تو زندگی کے بیمہ کے علاوہ مکانات، موٹریں، کاریں ودیگر اشیاء کے علاوہ بازو، سر، ٹانگیں اور شادی، بیاہ تعلیم وغیرہ وغیرہ غرضیکہ بیمہ میں ہر طرح کے مزے ہی مزے لیکن مرتے ہی جہنم کے انگارے آج تو یہ سودا کیمیا سے کم نہیں، لیکن مرنے کے بعد بہت بڑا گھاٹا

Marfat.com

یہ وہ سوچے گا جس مسلمان کا عقیدہ ہے، کالی قبر میں جہنم کی ہوا کھا جائے گی یا بہشت کی بہار اختیار بدست مختار۔

(۴) ورثا کو مالی امداد، یہ تر نوالہ تو ہر انسان کی عین مراد ہے کہ مرنے کے بعد نا معلوم بیوی، بچوں کا کیا بنے گا، بیمہ کمپنی نے اسی کی کمائی اپنے قبضہ میں لے کر ذمہ داری لی کہ بیوی بچے جیتے جی بہشت میں لیکن آں صاحب دوزخ میں اب مسلمان کی مرضی ہے جو چاہے عمل میں لائے۔

فقیر نے بیمہ پالیسی کی تمام شقوں کو اس رسالہ میں اسلامی طریقہ پر ڈھالا ہے، اس پر عمل ہو جائے تو بیمہ سے انکار نہیں لیکن عمل نہ ہماری بزم خیال میں نہ ملک آئین ساز میں۔

واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر قادری ابوالصالح محمد فیض احمد

رضوی غفرلہٗ

آغاز بخیر

تو برائے وصل کردن آمدی

نے برائے فصل کردن آمدی

جب سے انگریز نے علماء کرام سے شکست کھائی تو اس نے بھی قسم کھائی کہ علماء کرام کی عزت و آبرو خاک میں ملا کر رہے گا۔ چنانچہ انگریز کے دور سے لیکر آج تک بنظر غائر دیکھ لیں کہ اس نے علماء کرام کی بے عزتی میں کون سی کسر چھوڑی اور تا حال اگرچہ حکومتیں اسلام کی مدعی ہیں لیکن علماء کرام سے سلوک حقیر آمیز ہے ان کے معاشرے میں زبوں سے زبوں تر اگر کوئی ہے تو وہ عالم دین ہے اگر کوئی عہدہ بخشیں گے تو اُسے جوان کے ڈھب کا ہے اور وہ بھی اپنے جیسے داڑھی مونڈے (دین سے بے بہرہ) کے نیچے اور ماتحت رکھ کر علماء کو بدنام کرنے کیلئے ہر اعلیٰ

Marfat.com

سے اعلیٰ شعبہ بلکہ ہر شعبہ میں مشہور کریں گے کہ علماء اسے حرام کہتے ہیں اور علماء کرام کے موقف اوران کی اصل غرض ظاہر ہونے نہیں دیتے بلکہ فوائد ومنافع بیان کر کے بار بار رٹ لگائیں گے کہ دیکھو کیسی اچھی اور اعلیٰ پالیسی ہے، لیکن علماء حرام کہتے ہیں (لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم) مثلاً اسی بیمہ کا حال دیکھئے کہ اس کے فوائد ومنافع لکھ کر چند اپنے ڈھب کے مولویوں اور لیڈروں، کی تائید کے بعد کہیں گے ہمارے علماء کرام حرام کہتے ہیں حالانکہ علماء کرام بیمہ کو بہتر سے بہتر طریقہ سمجھتے ہیں، حرام اس کے طریقہ کار کو کہتے ہیں بلکہ بیمہ کی ایجاد ہی مسلمان علماء کرام نے کی ہے، یاد رہے کہ قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی میں ہمارے زمانہ کی بیشتر ضروریات کا حل ہے لیکن جدید تمدن اور صنعتی انقلاب نے اس میں نت نئے مسائل پیدا کر دیئے ہیں۔ معاملات، معاشیات اور اقتصادیات کے سلسلہ میں ایسے مسائل پیدا ہو گئے ہیں جو حل طلب ہیں اور امت کو دعوت فکر دے رہے ہیں کہ وہ فقہ اسلامی میں اُن کا حل پیش کریں اصل میں تو یہ کام اسلامی حکومتوں کا ہے کہ وہ اپنے وسیع تر ذرائع ووسائل استعمال کر کے عالم اسلام کے منتخب اور مستند علماء کو جمع کر کے ان کے ساتھ نئے معاملات ومسائل جاننے والے موجود ہوں پر یہ سب حضرات قرآن حکیم، حدیث اور فقہ اسلامی کی روشنی میں اِن جدید مسائل کے صحیح حل اور جوابات دیں، اسی طرح منصوص احکام کی ٹھیک ٹھیک سمجھ کر ان تمام جدید معاملات میں کریں جن میں وہ علتیں فی الواقع پائی جاتی ہیں، لیکن ہے کہ پہلے تو کوئی مسلم حکومت اسلامی حل کیلئے نہیں اگر کوئی ایک آدھا ملک کسی ایک شعبہ کا ہے تو پھر سربراہی ایسے نااہل لوگوں کے سپرد کرنا اُلٹا ملک وملت کیلئے رسوائی وبدنامی کا موجب جیسے ہمارے ملک میں بارہا ایسے ہوا، مثلاً ڈاکٹر کی سربراہی کا حال دیکھ لیجئے حالانکہ حکومت اِس لحاظ سے کروڑوں روپے خرچ کرتی ہے لیکن ہوتا ہے اگر وہ سارا سرمایہ نہ سہی اس کا عشر عشیر علماء حق پر خرچ کریں تو اعلیٰ سے اعلیٰ اسلامی حل پیدا ہو سکتا ہے اب ہم بیمہ کے جواز کے متعلق خاکہ پیش کرتے ہیں۔

Marfat.com

بیمہ کے جواز کا حل: اصول اسلام کے ماتحت مروّجہ بیمہ کے ایسے بے خطر و بے ضرر بدل موجود ہیں کہ اُن کو بروئے کار لایا جائے تو نہ صرف مروجہ بیمہ کا اچھا بدل بن سکیں گے بلکہ قوم کے بے سہارا افراد کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کا بہترین ذریعہ بن سکتے ہیں، مگر یہ سب کچھ اسی وقت ہوسکتا ہے جب قوم میں اسلامی حمیت اور قومی غیرت کا شعور بیدار ہو، اپنی زندگی اسلامی سانچہ میں ڈھالنے کیلئے تھوڑی بہت محنت اور قربانی کیلئے تیار ہو اور اگر دوسروں کی نقالی ہی کو سرمایہ سعادت و ترقی سمجھ کر اس کے حصول میں حلال و حرام کے امتیاز اور فکر آخرت سے بے نیازی کو اپنا شعور بنالیا جائے تو ظاہر ہے کہ یورپ کے شاطر ہمارے اسلامی نظام زندگی کی حفاظت کی غرض سے خود کوئی تبدیلی کرنے سے رہے۔

یہاں ایک مشکل یہ بھی ہے کہ معاملہ انفرادی نہیں اجتماعی ہے اگر چند افراد اس مقصد کیلئے تیار بھی ہوں تو یہ کام نہیں چل سکتا۔ جب تک کوئی معتد بہ جماعت اس کام کو مقصد زندگی بنا کر آگے نہ بڑھے۔ یا کوئی اسلامی حکومت نیک نیتی سے اسے اپنے ہاتھ میں نہ لے۔

بیمہ کیلئے اسلامی قواعد وضوابط

ا۔ بیمہ پالیسی کی حاصل شدہ رقوم کو مضاربت (ا) کے شرعی اصول کے مطابق تجارت پر لگایا جائے اور معینہ سود کے بجائے تجارتی کمپنیوں کی طرح تجارتی نفع تقسیم کیا جائے، نقصان سے بچنے کیلئے لمیٹڈ کمپنیوں کی طرح اس کی نگرانی پوری کی جائے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ پر توکل کیا جائے، سود خوری کی خود غرض اور غیر منصفانہ عادت کو گناہ عظیم سمجھا جائے کہ دوسرے

ا۔ مضاربت فقہ اسلامی کا اصلاحی لفظ ہے۔ اِس کا شرعی کا معنیٰ یہ ہے کہ ایک کا مال دوسرے کی کمائی نفع ونقصان حصہ داری کے لحاظ سے شریک ہوں گے۔ مال دیتے ہی نفع متعین کرنا مثلاً نصف ونصف تو جائز ہے۔ لیکن رقم متعینہ کرنا مثلاً ایک ہزار پر یکصد روپیہ سالانہ وغیرہ پہلی قسم شرعی مضاربت ہے۔ دوسری قسم بیمہ کمپنی اور بنک کی اصطلاح ہے یہی سود ہے اور حرام ہے ہم پہلی قسم چاہتے ہیں۔ دشمنان اسلام ودم۔ سابق دور کی تاریخ پڑھیں گے تو آپ کو اِس مضاربت پر عمل کرنے والے ہزاروں مفلس کنگالی کہلوانے بعد کو بڑے امیر کبیر مشہور ہوئے۔

Marfat.com

شریک کا چاہے سارا سرمایہ ضائع ہوجائے ہمیں اپنا راس المال مع نفع کے اُس سے وصول کرنا ضروری یہی وہ منحوس چیز ہے جس کے نص قرآنی کے مطابق سود کا مال اگر چہ گنتی میں بڑھتا نظر آئے مگر معاشی فوائد کے اعتبار سے وہ گھٹ جاتا ہے اور انجام کار تباہی لاتا ہے اور یہ گنتی کا فائدہ بھی پوری قوم سے سمٹ کر چند افراد یا خاندانوں میں محصور ہوجاتا ہے ان کے علاوہ پوری قوم مفلس سے مفلس تر ہوتی چلی جاتی ہے۔

۲۔ بیمہ کے کاروبار کو امداد باہمی کا کاروبار بنانے کیلئے بیمہ پالیسی خریدے اپنی رضامندی سے اس معاہدہ کے پابند ہو کہ اس کاروبار کے منافع کا ایک معتد بہ حصہ نصف یا تہائی، چوتھائی ایک ریزو فنڈ کی صورت میں محفوظ رکھ کر وقف کریں گے جو حوادث میں مبتلا ہونے والے افراد کی امداد پر خاص اصول قواعد کے ماتحت خرچ کیا جائے گا۔(۱)

(۳) بصورت حوادث یہ امداد صرف اُن حضرات کے ساتھ مخصوص ہوگی جو اس معاہدہ کے پابند اور اس کمپنی کے حصہ دار ہیں، اوقاف میں ایسی تخصیصات میں کوئی مضائقہ نہیں وقف علی الاولاد اس کی نظیر موجود ہے۔

۴۔ اصل رقم مع تجارتی نفع کے ہر فرد کو پوری پوری ملے گی اور وہ ہی اس کی ملک اور حقیقت سمجھی جائے گی، امداد باہمی کا ریزروفنڈ وقف ہوگا جس کا فائدہ وقوع حادثہ کی صورت میں اس وقف کرنے والے کو بھی پہنچے گا اور اپنے وقف سے خود کوئی فائدہ اُٹھانا اصول وقف کے منافی نہیں، جیسے کوئی رفاء عام کیلئے ہسپتال وقف کرے پھر خود اس کی اور اس کی اقرباء کی قبریں بھی اس میں بنائی جائیں۔

(۵) حوادث پر امداد کیلئے مناسب قوانین بنائے جائیں، جو صورتیں عام طور پر

۱؎ شریعت نے اوقاف کا باب اسی لئے کھلوایا جس پر سلطان نورالدین زنگی۔ سلطان صلاح الدین ایوبی اور دیگر شاہان اسلام عمل کر کے نام بھی پیدا کیا اور جنت کے بھی حق دار۔ افسوس کہ ہمارے ملک میں صرف خانقاہوں اور مساجد کے اوقاف کے اربوں روپے جہنم خانے میں جارہے ہیں اگر صرف اسی شعبہ کی بھی دیانتداری وایمان داری سے اصلاح ہو تو پھر ملک کا حال دیکھیے۔

Marfat.com

حوادث کہی اور سمجھی جاتی ہیں اُن میں پسماندگان کی امداد کیلئے معتد بہ رقم مقرر کی جائے اور جو صورتیں عادۃً حوادث میں داخل نہیں سمجھی جاتی، جیسے کسی بیماری کے ذریعہ موت واقع ہو جانا اس کیلئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ متوسط تندرستی والے افراد کیلئے۔

ساٹھ سال کو عمر طبعی قرار دے کر اس سے پہلے موت واقع ہو جانے کی صورت میں بھی کچھ مختصر امداد دی جائے، متوسط تندرستی کو جانچنے کیلئے جو طریقہ ڈاکٹری معائنہ کا بیمہ کمپنی میں جاری ہے وہ استعمال کیا جاسکتا ہے۔ بیمار یا ضعیف آدمی کیلئے اسی پیمانہ سے عمر طبعی ایک اندازہ مقرر کیا جاسکتا ہے۔

۶۔ چند قسطیں ادا کرنے کے بعد سلسلہ بند کر دینے کے صورت میں دی ہوئی رقم کو ضبط کرنا ظلم صریح اور حرام ہے۔ اس سے اجتناب کیا جائے۔ ہاں کمپنی کو ایسے غیر محتاط لوگوں کے سے بچانے کیلئے معائدہ کی ایک شرط یہ رکھی جاسکتی ہے کہ کوئی شخص حصہ دار بننے کے بعد حصہ واپس لینا چاہے یعنی شرکت کو ختم کرنا چاہے تو پانچ یا سات یا دس سال سے پہلے واپس نہ کی جائے گی اور ایسے شخص کیلئے تجارت و نفع کی شرح بھی بہت کم رکھی جاسکتی ہے، بلکہ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ کل معہودہ رقم کے نصف ہونے تک کوئی نفع نہیں دیا جائے گا، نصف کے بعد ایک خاص شرح بھی بہت کم رکھی جاسکتی ہے بلکہ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ کل معہودہ رقم کے نصف ہونے تک کوئی نفع نہیں دیا جائے گا۔ نصف کے بعد ایک خاص شرح نفع کی متعین کو دیا جائے مثلاً روپیہ میں ایک آنہ، دو آنے، یہ امور منتظمہ کمیٹی کی صوابدید سے طے ہو سکتے ہیں۔ ان کا اثر معاملہ کے جواز وعدم جواز پر نہیں پڑتا۔

نظام زکوٰۃ وعشر وغیرہ: عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے طریق پر یہ نظام ابتدا ہی سے چلایا جائے تو تھوڑے عرصہ میں وقت دور نہ ہوگا کہ زکوٰۃ لینے والے نہ ملیں گے۔ دورِ جنرل ضیاء الحق میں معمولی طور پر اور وہ بھی غلط طریقہ سے اس نظام کو چلایا گیا اگرچہ حرام خوروں نے

Marfat.com

تجوریاں خوب پُر کیں لیکن پھر بھی غرباؤ مساکین بالخصوص مدارس عربیہ کو فائدہ ہوا اگر چہ یہاں بھی غلط کاری زوروں پر رہی اور ہے۔

خیرخواہانہ مشورہ: بینکنگ اور بیمہ کا موجودہ نظام بھی تو کوئی ایک سال میں قابل عمل نہیں ہوا ایک صدی سے زیادہ اس میں غوروفکر اور تجربات کی بناء پر ردوبدل کرنے کے بعد اس شکل میں آیا ہے جس پر اطمینان کیا جاسکتا ہے۔ اگر صحیح جذبہ کے ساتھ اس کا تجربہ کیا جائے اور تجربات کے ساتھ شرعی قواعد کے ماتحت اصلاحات کا سلسلہ جاری رہے تو یقیناً چند سال میں بلاسود کی بنکاری اور بیمہ وغیرہ نظام شرعی اصول پر پورے استحکام کے ساتھ بروئے کار آسکتا ہے۔

نظام مضاربت کے تحت بنکاری کا ایک لازمی اثر یہ بھی ہوگا کہ ملک کی دولت سمٹ کر چند افراد، خاندانوں میں محصور ہوکر نہیں رہ جائے گی، بلکہ تجارتی نفع کی شرح سے پوری قوم کو معتد بہ (۱) فائدہ حاصل ہوگا۔

مجرب نسخہ: ریاست حیدر آباد مرحوم میں ایک مرتبہ اس کا تجربہ بھی کیا جاچکا ہے اور اس کو خاصی کامیابی ہوئی تھی۔

اسلامی بینک: کامیابی کام کا نام ہے نہ کہ صرف باتوں کا، اور کاغذی کاروائی کا کوئی ادارہ یا خود حکومت ہمت کر کے غیر سودی بینک جاری کرے۔ جن کی اساس شرکت اور مضاربت پر قائم کی جائے۔ اس طرح سرمایہ کی حفاظت بھی ہوگی اور مال کا بھی جائز طریقوں سے اضافہ ہوتا رہے گا، اسلام کے معاشی نظام کا جس شخص نے بغور مطالعہ کیا ہوگا وہ ضرور اس نتیجے پر پہنچے گا کہ اسلام، ارتکاز دولت کا نہیں ہے کہ روپیہ ایک جگہ جمع کر دیا جائے اور صدیوں تجارت کی اس سے منافع حاصل کیا جائے، روپیہ سے روپیہ حاصل کرنا اسلام کے نقطۂ نظر سے صحیح نہیں۔ سرمایہ میں جو لوگ اضافہ چاہتے ہیں اُن کیلئے تجارت کی شاہراہ کھلی ہوئی ہے، تجارت سے سرمایہ دار کا بھی

---

۱ معتبر۔ معقول

Marfat.com

فائدہ کہ سرمایہ میں اضافہ ہوتا رہے گا، اور زکوٰۃ دولت کو ختم نہیں کرے گی اور ملک وقوم کا بھی فائدہ ہے کہ تجارت کو فروغ ہوگا سرمایہ تجوریوں سے نکل کر منڈیوں اور بازاروں میں پہنچے گا۔ صنعت اور انڈسٹری کی کثرت ہوگی، مزدوروں اور ملازمت پیشہ لوگوں کو کام ملے گا، واضح رہے کہ اسلام اپنے معاشی نظام کی بنیاد زکوٰۃ پر رکھتا ہے۔ برخلاف سرمایہ درانہ نظام کے کہ وہاں سود ریڑھ کی ہڈی کا حکم رکھتا ہے۔

فیصلہ الٰہی قرآن کریم نے اسلام کے معاشی نظام کو مختصر سے مختصر لفظوں میں اس طرح سمجھایا جائے۔

كَيْ لَايَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ ط (سورۃ الحشر)

تاکہ نہ آئے لینے دینے میں صرف دولت مندوں کے تم میں سے۔

فائدہ: آیت کریمہ کا حاصل یہ ہے کہ یہ مصارف اس سے پہلے مصارف بتلائے گئے ہیں، اس لئے بتلائے ہیں، کہ ہمیشہ یتیموں محتاجوں، بیکسوں اور عام مسلمانوں کی خبر گیری ہوتی رہے اور عام اسلامی ضروریات سرانجام پاسکیں، یہ اموال محض چند دولت مندوں کے الٹ پھیر میں پڑ کران کی مخصوص جاگیر بن کر نہ رہ جائیں جس سے صرف سرمایہ دار اپنی تجوریوں کو بھرتے رہیں اور غریب فاقوں سے مریں۔

غیر سودی بینک کا اجراء کوئی محض تخیلی چیز نہیں ہے بلکہ ایک حقیقت ہے جسے بڑی آسانی سے بروئے کار لایا جاسکتا ہے، یورپ کی ذہنی غلامی نے دماغوں پر عقیدہ مسلط کردیا ہے کہ سود کے بغیر معاشی نظام چل ہی نہیں سکتا، ان حضرات کو معاش معلوم ہونا چاہیے، کہ آج بھی کچھ ممالک ترقی کی راہ پر گامزن ہیں بلکہ ان کی معاشی حالت سودی نظام اور بینکنگ کا سارا کاروبار موجود نہیں ہے اور بایں ہمہ وہ ممالک ترقی کی راہ پر گامزن ہیں بلکہ ان کی معاشی حالت سودی ملکوں سے زیادہ بہتر ہے، اگر کچھ اسلامی حکومتیں ہمت کر کے سود کے اس نظام سے نجات حاصل

Marfat.com

کرلیں تو بین الاقوامی طور پر بھی اس کا اثر ہو۔ بینک آف انگلینڈ قسم کے بین الاقوامی بینک ان ملکوں کو غیر سودی کاروبار کی سہولتیں مہیا کریں اور لوگوں کا یہ عذر کہ ہم سود کے بغیر بین الممالک تجارت کس طرح کر سکتے ہیں۔ ختم ہو جائے۔ (۱)

خیراتی ادارے: اس کی اصل بنیاد تو وہی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ کریمہ اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کے لئے فرمایا خود ان کی نگرانی فرماتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کی خدمت کی ترغیب وتحریص دلاتے۔ آپ کے اس طریقہ کار سے سینکڑوں نادار اور مساکین دور دور سے آ کر پرورش پاتے پھر یہی وہ ہستیاں ہیں جنہوں نے جہانبانی وجہارانی کو فروغ دیا۔ ایسے اداروں کو چلانے کیلئے ایثار وجذبہ قربانی کے افراد تیار کئے جائیں اور عوام میں بذریعہ مواعظ وپند اور رسائل وپمفلٹ چھاپ کر ترغیب وتحریص دلائی جائے۔

الحمدللہ آج بھی جذبہ صدیقی سے سرشار افراد کی کمی نہیں جو اپنا تن من دھن راہ خدا میں لٹانے کو تیار ہیں جیسے بیمہ اور بینک کیلئے پرچار کیا جاتا ہے انکی ترغیب وتحریص میں پانی کی طرح پیسہ بہایا جاتا ہے اگر ایسے اداروں کیلئے اس کا عشر عشیر بھی خرچ ہو تو بھی بڑا کام ہو سکتا ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ: یاد رہے کہ جس قرآن حکیم نے بار بار نماز کی تاکید فرمائی ہے اسی طرح تکرار واصرار سے زکوٰۃ، صدقات اور خیرات کے متعلق بتایا ہے۔ کیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ جس طرح نماز روزمرہ کی عبادت ہے۔ اسی طرح اللہ کی راہ میں کچھ نہ کچھ روزانہ ہی دیتے رہنا چاہیے؟ حسب توفیق کوئی روپیہ دے یا کوئی پیسہ ہی دے کم وبیش دینا ضرور چاہیے۔

---

۱ بحوالہ۔ بیمہ زندگی مطبوعہ کراچی

Marfat.com

استفتاء

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرح دین متیں اِس مسئلہ میں کہ حروف ابجد کے تحت جو حساب بیماری، چور، کامیابی وغیرہ معلوم کرنے کیلئے کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ شمع شبستان رضا مرتبہ اقبال احمد نوری حصہ دوم باب نمبر۲۰ عنوان ''عددوں کا علم'' صفحہ ۳۲۴ تا صفحہ ۳۳۰ موجود ہے۔ شریعت مطہرہ کا اِس بارے میں کیا حکم ہے۔؟

جواب دے کر ممنون فرمائیں۔ نوازش ہوگی۔

مستفتی: محمد صفدر علی سلیمانی

جواب: یہ سب قواعد ظنیات پر مبنی ہیں ان سے ظن وگمان تو ہوسکتا ہے مگر علم ویقین کا درجہ نہیں دیا جاسکتا کہ یہاں یقین حاصل ہونے کی کوئی صورت نہیں: ما انزل الله بها من سلطان حق سبحانہ تعالیٰ نے ان باتوں پر کوئی دلیل نہ اُتاری۔ اس بنیاد پر کسی کی طرف چوری کی نسبت جائز نہیں۔ امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: لا یجوز نسبة کبیرة الی مسلم من غیر تحقیق۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد عبید الرحمٰن رضوی غفرلہٗ

دار الافتاء بریلی شریف

Marfat.com

استفتاء

غیر مسلم سے گنڈا لینا یا جھاڑ پھونک کرنا

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں غیر مسلم سے تعویذ لینا، جھاڑ پھونک کرانا کیسا ہے۔اور غیر مسلم سے تعویذ یا جھاڑ پھونک کرانے والے کیلئے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔؟

احمد حسین ٹیلر ماسٹر لہر شریف

جواب: اللھم ھدایۃ الحق والصواب ۔غیر مسلم سے جھاڑ پھونک کروانا اس سے گنڈا لینا جائز نہیں۔جس نے غیر مسلم سے گنڈا یا جھاڑ پھونک کرائی وہ توبہ کرے اور آئندہ کسی غیر مسلم سے گنڈا وغیرہ نہ کرائے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: فقیر قادری محمد فاروق غفرلہٗ

درالافتاء منظر اسلام بریلی شریف

ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

ماہ مارچ ۹۸ء

Marfat.com

استفتاء

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ شرع دین اِس مسئلہ میں کہ آج کل جو بعض دینی مدارس میں بچیوں کو فاضل عربی کا کورس کرایا جاتا ہے جبکہ وہ پہلے میٹرک پاس ہوتی ہیں۔ پھر فاضل عربی کی بنیاد پر انہیں ایف۔اے، بی۔اے اور ایم۔اے کرایا جاتا ہے۔ پھر وہ لڑکیوں کے سکولوں یا کالجوں میں ٹیچر کی حیثیت سے کام کرتی ہیں۔ دوسرا طریقہ درس نظامی کا جو آج کل پاکستان میں تنظیم المدارس نے نصاب مرتب کیا ہے۔ بچیاں بترتیب یہ نصاب مکمل کرتی ہیں جسے عالمہ، فاضلہ کورس کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ اِس نصاب کو مکمل کرنے پر بھی پہلے میٹرک، پھر ایف۔اے اور بی۔اے آخر ایم۔اے کے برابر سند ملتی ہے۔

ان دونوں طریقوں سے کونسا طریقہ بہتر ہے۔ جبکہ دونوں طریقوں میں بچیوں کو لکھنا بھی سکھایا جاتا ہے۔

(۲) بچیوں کی تعداد کلاس میں ستر (۷۰) یا کم وبیش ہو تو کیا یہ طالبات ایک معلّمہ کے پیچھے نماز جماعت سے پڑھ سکتی ہیں۔؟ جیسا عورتوں کی امامت عورت کرا سکتی ہے۔

چونکہ ہمارے مدرسہ میں بچیوں کی تعداد کافی ہے۔ پنجگانہ نماز اکیلی اکیلی نماز پڑھی تو عجیب سا لگتا ہے اگر عورت کی امامت اور طالبات کا مقتدی کی حیثیت سے باجماعت نماز پڑھنے کا جواز مل جائے تو باجماعت عورت کی امامت سے نماز شروع کرا دیں۔

نوازش فرماتے ہوئے جلد جواب سے آگاہ فرمائیں۔

سائل: محمد صفدر علی سلیمانی

برطانیہ

جواب: اِن میں سے کون (سا) طریقہ بہتر کہا جائے اور کونسا طریقہ بہتر نہ کہا جائے۔ مشتہاۃ (جوان۔ بالغہ) لڑکیوں کو بے ضرورت مقبول شرع بے مصلحت شرعی باہر نکالنا ہی جائز نہیں۔

Marfat.com

قرآن عظیم میں ارشاد علیم وخبیر ہے: وَقُلْ لِلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ (الآیہ) ترجمہ: اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں۔ (اِس کے علاوہ) اور دیگر آیتوں اور احادیث سے عورتوں کیلئے بے ضرورت شرعی باہر نکلنے اور بے پردہ ہونے کی حرمت ثابت ہے۔ یہی آیات واحادیث مشتہاۃ (جوان۔بالغہ) لڑکیوں کو اسکولوں اور کالجوں میں پڑھانے کیلئے بھیجنے کے حرام ہونے کی دلیل ہیں۔ علم دین سیکھنا اِس قدر کہ مذہب حق سے آگاہ ہو۔ وضو۔ غسل۔ نماز۔ روزے وغیرھا ضروریات کے احکام سے مطلع ہو تو ہر شخص پر فرض ہے۔ خواہ مرد ہو یا عورت۔

حدیث شریف: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ. کا یہی مفہوم ہے۔ اس تعلیم کا اپنے گھر پر انتظام کر لیں تو پھر مدارس میں بھیجنا بے ضرورت ہوگا۔ (اگر) نہ کرسکیں تو ایسے مدارس میں بھیج سکتے ہیں جہاں کوئی مرد نہ آجا سکے۔ پردہ کا کافی انتظام ہو۔ لڑکیاں گھر لے جائیں تو پردہ کے ساتھ۔ کوئی لڑکی بے پردہ نہ جائے۔ نہ آئے۔ نہ تنہا (اکیلی)

بے پردگی اور عریانی عام ہوگئی ہے۔ تو اِس کے عام ہو جانے سے بے پردگی حلال نہ ہو جائے گی۔ اور اِس سے زیادہ بلا عریانی کی جائز نہ ہو جائے گی۔ جو شریعت کا حکم ہے بدل نہیں سکتا۔ بلکہ ہمیں خود اپنے آپ کو بدلنا لازم ہے کہ ایسے غلط رسم ورواج سے احتراز (پرہیز) کریں۔ اور شریعت کی پابندی کریں۔ یہی کمال ایمان واسلام ہے۔ اہل سنت وجماعت کے عقیدے اور طہارت ونماز اور روزے کے مسئلے سیکھنا سب پر فرض ہے۔ لڑکیوں کو سکھانا بھی فرض ہے۔ سکھانے والی عورتیں سُنی مسلمان پارسا، حیادار ہوں۔ تو اِس میں کوئی حرج نہیں۔

لڑکیوں کو لکھنا سکھانا حدیث صحیح سے ممنوع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: لَا تُعَلِّمُوْهُنَّ الْکِتَابَةَ ۔ عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اِس میں فتنہ کا دروازہ کھولنا ہے اور اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔ اَلْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ۔ فتنہ قتل سے بھی سخت تر ہے۔ حضرت

Marfat.com

لقمان علیہ السلام نے ایک لڑکی کو مکتب میں ایسی تعلیم (یعنی لکھائی سکھاتی ہوئی یا سیکھتی ہوئی) دیکھا فرمایا لِمَنْ یَصْقُلُ هٰذَا السَّیْفُ۔ یہ تلوار کس کے لئے صَیقَل (چمکائی یا تیار کی جارہی ہے) یہ انہوں نے اپنے زمانہ کیلئے فرمایا (تھا) اب تو جیسے فتنہ کا زمانہ ہے ظاہر ہے۔ اِس لئے درمختار میں فرمایا: مَنْ لاَ یَعْرِفُ اَهْلَ زَمَانِهٖ فَهُوَ جَاهِلٌ. وَهُوَ الهادی وَاللّٰهُ تعالٰی اعلم. (جو اہل زمانہ کو نہیں پہنچتا وہ جاہل ہے)۔

(۳) عورتوں کیلئے تنہا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ ہدایہ میں ہے: وَیُکْرَهُ لِلنِّسَاءِ اَنْ یُّصَلِّیْنَ وَحْدَهُنَّ الْجَمَاعَةَ لِاَنَّهَا لَا تَخْلُوْهُنَّ اِرْتِکَابِ مُحَرَّمٍ وَهُوَ قِیَامُ الْاِمَامِ وَسْطَ الصَّفِّ ۔اور مکروہ تحریمی ہے عورتوں کو یہ کہ نماز پڑھیں اکیلیاں یعنی مردوں (کی جماعت) سے الگ ہوکر (خواہ فرض، نفل یا تراویح ہو۔) کیونکہ عورتوں کی جماعت ارتکاب حرام سے خالی نہیں۔ یعنی ارتکاب مکروہ تحریمی اور فتاویٰ ''قاضیخان'' میں ہے: یُکْرَهُ اِمَامَةُ الْمَرْاَةِ لِلنِّسَاءِ فِی الصَّلٰوتِ کُلِّهَا مِنَ الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ ۔(عورتوں کیلئے امامت (کرانا) تمام نمازوں یعنی فرائض اور نوافل میں مکروہ ہے)۔

لہذا اس سے احتراز (پرہیز کریں) نماز میں بھی عورتوں کو کافی پردہ کا حکم دیا گیا ہے۔ کہ ایسی جگہ نماز پڑھیں کہ بے ستری (بے پردگی) نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ بڑے کمروں میں سے جو سب سے چھوٹا کمرہ ہو اُس میں نماز پڑھیں۔ کہ اِس میں ستر (پردہ) زیادہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد عبیدالرحمٰن رضوی غفرلہٗ

دارالافتاء منظر اسلام سوداگران

بریلی شریف ۲۶ جمادی الاول ۲۶ھ

Marfat.com

استفتاء

مندرجہ ذیل سوالات دو تین مرتبہ پہلے بھی پیش کر چکا ہوں بلکہ آخری مرتبہ بصورت استفتاء پیش خدمت کیلئے تھے لیکن ابھی تک جواب نہ ملا۔ حسب سابق شفقت فرماتے ہوئے جوابات سے جلد آگاہ فرمائیں۔ اگر ماہنامہ اعلیٰ حضرت میں باب الاستفتاء میں شائع فرمادیں تو اور دوستوں کیلئے بہتر ہوگا۔

سوال نمبر 1: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ شرع دین متین اِس مسئلہ میں کہ بعض علماء مسلم شریف کتاب الطہارۃ باب غسل جنابت کی حدیث قَالَ وَكَانَ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یَاْخُذْنَ مِنْ رُّؤُسِهِنَّ حَتّٰى تَكُوْنَ كَالْوَفْرَةِ ۔ کے تحت عورتوں کے سر کے بال کٹانے یا کاٹنے جائز قرار دیتے ہیں۔ دلائل کے ساتھ اِس مسئلہ کا جواز یا رَدّ واضح فرمائیں۔

سوال نمبر 2: حضرات علماء کرام جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دور سے بلا واسطہ درود شریف کا سننا کتاب جلاء الافہام از ابن قیم اور طبرانی شریف کی اِس حدیث لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُّصَلِّيْ عَلَيَّ اِلَّا بَلَغَنِيْ صَوْتُهٗ حَيْثُ كَانَ الخ ثابت کرتے ہیں۔ مذکورہ حدیث طبرانی شریف سے مکمل نقل فرما کر ارسال فرمائیں۔ (اور ماہنامہ اعلیٰ حضرت میں بھی شائع فرمائیں)

سوال نمبر 3: یہ ایک نیا سوال ہے۔ برطانیہ میں مختلف شرعی کونسلیں مختلف مکاتیب فکر حضرات علماء نے بنائی ہوئی ہیں۔ تنسیخ نکاح کے سلسلہ اکثر فتوے جاری ہوتے ہیں۔ کیا خاوند کے بغیر علم کے یک طرفہ کاروائی کر کے تنسیخ نکاح کا فتویٰ درست ہے۔؟

دوسری صورت خاوند بیوی کو رکھنا چاہتا ہے یعنی طلاق دینے پر راضی نہیں ہے اور شرعی کونسل کے علماء صرف اس کی بیوی اور اُس کی بیوی کے حمایتیوں کی باتوں پر تنسیخ نکاح کا فتویٰ جاری کر دیتے ہیں۔ تو کیا یہ فیصلہ بھی درست ہوگا۔؟

جبکہ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ درمیان میں بچی کے وارثوں سے لین دین کا بھی کافی

Marfat.com

سلسلہ ہے۔ مہربانی فرماتے ہوئے ان سوالات کے جوابات سے ضرور آگاہ فرمائیں۔

المستفتی: محمد صفدر علی سلیمانی برطانیہ

جواب: عورت کو سر کے بال کٹوانے جیسا کہ اس زمانہ میں نصرانی عورتوں نے کٹوانے شروع کر دیئے ناجائز ہے اور اس پر لعنت آئی ہے۔ شوہر نے ایسا کرنے کو کہا جب بھی یہی حکم ہے کہ عورت ایسا کرنے میں گنہگار ہوگی کیونکہ شریعت کی نافرمانی کرنے میں کسی کا کہنا نہیں مانا جائیگا۔ مسلمان گھروں میں بھی عورتوں کے بال کٹوانے کی بلا آگئی ہے ایسی پرفینچ عورتیں کہ دیکھنے میں لونڈا معلوم ہوتی ہیں اور حدیث میں فرمایا کہ جو عورت مردانہ ہیئات میں ہو اس پر اللہ کی لعنت ہے جب بال کٹوانا عورت کیلئے ناجائز ہے تو مونڈانا بدرجہ اولیٰ ناجائز در مختار میں ہے۔ قَطَعَتْ شَعْرَ رَاْسِهَا اَثِمَتْ وَلُعِنَتْ زَادَ فِی الْبَزَّازِیَةِ وَلَوْ بِاِذْنِ الزَّوْجِ لِاَنَّهٗ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ وَلِذَا یَحْرُمُ عَلَی الرَّجُلِ قَطْعُ لِحْیَةٍ (وَالْمَعْنٰی) الْمُؤَثِّرُ التَّشَبُّهُ بِالرِّجَالِ ۔ یعنی عورت اپنے سر کے بال کاٹے تو گنہگار وملعونہ ہو جائے بزازیہ میں زائد فرمایا کہ اگرچہ شوہر کی اجازت سے اس لئے کہ خدا کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت جائز نہیں اس لئے مرد پر داڑھی کاٹنا حرام اور علت گناہ مردوں کی وضع بنانی ہے یعنی عورت کو موئے سر تراشنے کی حرمت میں یہ علت ہے کہ یہ مردانی وضع ہے جس طرح مرد کو ریش تراشی حرام ہونے کی علت یہ کہ عورتوں سے تشبہ ہے اور وہ دونوں ناجائز حضور پرنور ﷺ فرماتے ہیں: لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَشَبِّهِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ ۔ اللہ کی لعنت ان مردوں پر جو عورتوں کی وضع بنائیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی طبرانی کی روایت میں یوں ہے کہ اِنَّ الْمَرْئَةَ مَرَّتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُتَقَلِّدَةً قَوْسًا فَقَالَ ﷺ لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ وَالْمُتَشَبِّهِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ ۔ حضور اقدس ﷺ کے سامنے ایک عورت شانے پر کمان لٹکائے گزری فرمایا اللہ کی لعنت ان عورتوں پر جو مردانی وضع بنائیں اور ان مردوں پر جو زنانی، حدیقہ ندیہ شرح

Marfat.com

طریقہ محمدیہ میں ہے: اَلْحِکْمَۃَ فِی تَحْرِیْمِ تَشَبُّہُ الرَّجُلِ بِالْمَرْئَۃِ وَتَشَبُّہُ الْمَرْئَۃِ بِالرَّجُلِ اِنَّھُمَا مُغَیِّرَانِ لِخَلْقِ اللّٰہِ۔ مرد و عورت کا باہم تشبہ حرام ہونے کی حکمت یہ ہے کہ دونوں اس میں خدا کی بنائی ہوئی چیز بدلتے ہیں یہ اشارہ ہے اس آیہ کریمہ: فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰہِ کی طرف۔ طبرانی کبیر میں بسند صالح حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ثَلَاثَۃٌ لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ اَبَدًا الدَّیُّوْثُ وَالرَّجُلَۃُ مِنَ النِّسَاءِ وَمُدْمِنُ الْخَمْرِ۔ تین شخص جنت میں کبھی نہ جائیں گے دیوث اور مردانی عورت اور شراب کا عادی۔ احمد نسائی حاکم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ثَلَاثَۃٌ لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ اِلَیْھِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَلْعَاقُ لِوَالِدَیْہِ وَالْمَرْئَۃُ الْمُتَرَجِّلَۃُ الْمُتَشَبِّھَۃُ بِالرِّجَالِ وَالدَّیُّوْثُ۔ نیز عورتوں کو بال کٹوانا یہ مثلہ ہے یہ بھی ناجائز و حرام حدیث شریف میں ہے۔ نَھَی رسول اللہ عن الْمُثْلَۃِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مثلہ سے منع فرمایا ہدایہ میں ہے حَلْقَ الشَّعْرِ فِی حَقِّھَا مُثْلَۃٌ کَحَلْقِ اللِّحْیَۃِ فِیْ حَقِّ الرِّجَالِ۔ مرد کو داڑھی کتروانا منڈوانا مثلہ ہے جیسے عورت کو سر منڈانا احرام سے نکلنے کے وقت بھی مردوں کی طرح بال منڈانے کی اجازت نہیں دی گئی اور صرف ایک پورے کے برابر بال کترنے کی اجازت ہوئی اس کے علاوہ تقصیر کی بھی اجازت نہیں ہدایہ میں ہے۔ وَلَا تَحْلِقُ وَلٰکِنْ تُقَصِّرُ لِمَارُوِیَ اِنَّ النَّبِیَّ نَھَی النِّسَاءِ عَنِ الْحَلْقِ وَاَمَرَھُنَّ بِالتَّقْصِیْرِ وَلِاَنَّ حَلْقَ الشَّعْرِ فِی حَقِّھَا مُثْلَۃٌ کَحَلْقِ اللِّحْیَۃِ فِی حَقِّ الرِّجَالِ۔ داڑھی منڈانا زنانی صورت بننا اور عورتوں سے تشبہ پیدا کرنا اور مرد کو عورت اور عورت کو مرد سے کسی لباس وضع چال ڈھال میں بھی تشبہ حرام نہ کہ خاص صورت و بدن میں ظاہر ہے کہ عورت و مرد کا جسم ظاہر میں مابہ الامتیاز یہی چوٹی یا داڑھی ہے ان تمام نصوص کے ہوتے ہوئے صرف ازواج مطہرات کے فعل سے استدلال کیسے صحیح ہو سکتا وہ بھی حضور کی حیات مبارکہ میں نہیں بلکہ نگاہ ظاہری سے پردہ فرمانے کے بعد جب کہ نووی شریف میں ہے: وَلَعَلَّ اَزْوَاجَ النَّبِیِّ ﷺ فَعَلْنَ ھٰذَا بَعْدَ وَفَاتِہٖ ﷺ لِتَرْکِھِنَّ التَّذَیُّنَ

Marfat.com

وَاسْتِغْنَائِهِنَّ عَنِ التَّطْوِيْلِ الشَّعْرِ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: مَنْ مَثَّلَ بِالشَّعْرِ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ خَلَاقٌ۔ جو بالوں کے ساتھ مثلہ کرے اللہ عزوجل کے یہاں اس کا کچھ حصہ نہیں ان عبارات کا حاصل یہی ہے کہ عورتوں کو بال کتروانا یا منڈوانا مثلہ ہے اور مردوں سے تشبہ ہے جو ناجائز و حرام واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ حدثنا یحیی بن ایوب العلان حدثنا سعید بن ابی مریم عن خالد بن زید عن سعید بن ابی ہلال عن ابی الدرداء قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهُ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلٰئِكَةُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّيْ عَلَيَّ اِلَّا بَلَغَنِيْ صَوْتُهُ حَيْثُ كَانَ قُلْنَا وَبَعْدَ وَفَاتِكَ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِيْ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ۔ وذکرہ الحافظ المنذری فی الترغیب وقال رواہ ابن ماجہ باعناد جید۔ اور دلائل الخیرات شریف میں ہے: قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَيْتَ صَلٰوةَ الْمُصَلِّيْنَ عَلَيْكَ فَمَنْ غَابَ عَنْكَ وَمَنْ يَّاْتِيْ بَعْدَكَ مَاحَالُهُمَا عِنْدَكَ فَقَالَ اَسْمَعُ صَلٰوةَ اَهْلِ مُحَبَّتِيْ وَاَعْرِفُهُمْ۔ انیس الجلیس میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اَصْحَابِی) اِخْوَانِیْ صَلُّوْا عَلَيَّ فِيْ كُلِّ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَالْجُمُعَةِ بَعْدَ وَفَاتِيْ فَاِنِّيْ اَسْمَعُ صَلٰوتَكَ بِلَاوَاسِطَةٍ. (واللّٰہ اعلم بالصواب) یعنی ہر جمعہ اور پیر کو خصوصیت کے ساتھ مجھ درود زیادہ بھیجو میری وفات کے بعد کیونکہ میں تمہارا درود بلا واسطہ سنتا ہوں۔

۳۔ بالکل درست نہ ہوگا نکاح کی گرہ شرع نے شوہر کے ہاتھ رکھی ہے قال عزوجل وبیدہ عقدة النکاح اور حدیث شریف میں ہے الطلاق لمن اخذ بالساق۔ لین دین بچی کے وارثوں سے کیسا ہے وضاحت کریں کہ کن طریقوں سے یہ لین دین کرتے ہیں۔ واللہ الھادی وھو تعالیٰ اعلم.

محمد عبیدالرحمٰن رضوی غفرلہٗ

دارالافتاء منظر اسلام بریلی شریف

Marfat.com

محترم قبلہ مفتی حضرت مولانا عبید الرحمٰن صاحب رضوی مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد گزارش ہے جو آپ نے سوال نمبر ۳ حضرات علماء برطانیہ نے جو شرعی کونسلیں بنائی ہوئی ہیں اور بعض حضرات (طلاق) خلع کرانے کیلئے (جو بچی کے وارث ہیں) وہ بہت رقم ادا کرنے کیلئے تیار ہوجاتے ہیں کہ جیسے ہو ہماری بچی کو طلاق کرادیں۔ شرعی کونسلوں کے بعض علماء یہ رقم لے لیتے ہیں اور جیسے بھی ہو طلاق کا فتویٰ جاری کردیتے ہیں۔ جب کہ خاوند بیوی کو طلاق دینے کے بجائے پہلے کی طرح رکھنا چاہتا ہے۔ بالخصوص جب بیوی سے بچے بھی ہوں۔ بعض اوقات ان شرعی کونسلوں کا جھگڑا بھی شروع ہوجاتا ہے ایک کونسل والے علماء طلاق ہوجانے کا فتویٰ دیتے ہیں اور دوسرے طلاق نہ ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں۔ میاں بیوی اور ان کے اقرباء کیلئے مصیبت کھڑی کردیتے ہیں جو برادریوں میں خوشی وغمی کے موقع شامل ہونے میں جھگڑے ولڑائی کا سبب بنتا ہے۔ بیوی سے مزید اولاد بھی ہوجاتی ہے اور علماء کا جھگڑا بدستور جاری رہتا ہے۔ ایسے واقعات ہوچکے ہیں۔

اِس مسئلہ پر مزید توجہ فرماتے ہوئے جواب سے آگاہ فرمائیں۔ نوازش ہوگی تاکہ حقائق واضح ہونے پر کچھ حضرات علماء کو بھی خوف نصیب ہو اور راہِ خدا صحیح قدم اُٹھائیں۔

سائل: محمد صفدر علی سلیمانی برطانیہ

جواب: جب شوہر بیوی کو بھلائی کے ساتھ اس کے حقوق کی رعایت کرتے ہوئے رکھنا چاہتا ہے تو پھر بلاوجہ شرعی طلاق کا سوال کرنا نہ عورت کیلئے جائز نہ اس کے ورثا کیلئے۔ حدیث شریف میں ہے: اَیُّمَا امْرَئَۃٍ سَأَلَتْ زَوْجَھَا طَلَاقاً مِنْ غَیْرِ مَابَأسٍ فَحَرَامٌ عَلَیْھَا رَائِحَۃُ الْجَنَّۃِ۔ کہ جو عورت بغیر وجہ شرعی اپنے شوہر سے طلاق کا سوال کرے اس پر جنت کی بو حرام اور دوسری حدیث میں ہے: لَیْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ اِمْرَأَۃً عَلٰی زَوْجِھَا ۔ کہ وہ ہمارے گروہ سے نہیں جو کسی کی عورت کو اس سے بگاڑ دے لہٰذا وہ عورت اور اس کے ورثاء اور وہ لوگ جو اس میں کسی طرح ممد ومعاون ہیں سب کے سب اشد گنہگار حرام کار سزا اور عذاب نار حق اللہ وحق العبد

Marfat.com

میں گرفتار ہیں۔ ان پر اس سے توبہ لازم توبہ کریں اور خلاف شرع امور سے باز رہیں۔ طلاق کی نوبت اس بناء پر بھی آجاتی ہے کہ زن وشوہر میں سے ہر ایک ایک دوسرے کے حقوق سے واقف نہیں ہوتے اگر واقف ہوں اور ان پر عمل کریں تو طلاق کی نوبت ہی نہ آئے۔ قرآن نے جہاں شوہر کو حکم دیا ہے وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ کہ اُن کے ساتھ بھلائی سے زندگی بسر کرو وہیں عورت کیلئے بھی یہ حکم ہے کہ: اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ۔ کہ مرد عورت پر حاکم ہیں جائز باتوں میں ان کی اطاعت وفرمانبرداری لازم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْراً عورتوں کے بارے میں تم کو بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ میری وصیت قبول کرو۔ عورت کیلئے فرمایا: اَلْمَرْأَةُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَاَحْصَنَتْ فَرْجَهَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ۔ کہ جو عورت پانچوں وقت کی نماز ادا کرے اور ماہ رمضان کے روزے رکھے اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ ہاں اگر ایک دوسرے کے حقوق کی رعایت نہ کر سکیں اور اس بناء پر آپس میں نباہ کی صورت نہ ہو تو شوہر کو حکم ہے کہ طلاق دیدے اگر وہ یوں طلاق دینے پر آمادہ نہ ہو تو عورت مہر معاف کر کے یا اور کچھ روپیہ دیکر شوہر سے طلاق حاصل کر سکتی ہے مال کے عوض شوہر سے طلاق حاصل کر لینا یہی خلع ہے۔ قال تعالیٰ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ۔ پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں ٹھیک حدود الٰہی میں نہ رہیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو بدلہ دیکر عورت چھٹی لے خلع کے الفاظ اور شرائط کی رعایت کرتے ہوئے اس صورت میں عورت خلع کرائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں پھر اگر جدائی کی طلب گار عورت ہو تو خلع میں مقدار مہر سے زیادہ لینا مکروہ ہے اور اگر عورت نشوز (۱) نہ ہو مرد ہی جدائی چاہے تو مرد کو طلاق کے عوض مال لینا مطلقاً مکروہ ہے۔ مال کے بدلے طلاق حاصل کرنا جسے خلع کہتے ہیں اس کا جواز حدیث سے

---

۱ عورت کی اپنے خاوند سے ناسازگاری۔

Marfat.com

بھی ثابت ہے۔جیسا کہ بخاری شریف وغیرہ کی حدیث میں ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ثابت بن قیس کے اخلاق و دین کی نسبت مجھے کچھ کلام نہیں یعنی ان کے اخلاق بھی اچھے ہیں اور دیندار بھی ہیں مگر اسلام میں کفران نعمت کو میں پسند نہیں کرتی یعنی بوجہ خوبصورت نہ ہونے کے میری طبیعت ان کی طرف مائل نہیں ارشاد فرمایا اَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَةً کیا تو اس کا باغ جو تجھ کو مہر ہی دیا ہے اس کو واپس کردیگی۔قَالَتْ نَعَمْ عرض کی ہاں قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمْ اِقْبَلِ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً حضور نے ثابت بن قیس سے فرمایا کہ باغ لے لو اور طلاق دیدو۔تو خلع میں میاں بیوی کا راضی ہونا ضروری ہے کونسل وغیرہ کسی کو کوئی اختیار نہیں کہ اپنے آپ روپیہ لیکر یا بغیر روپیہ کے نکاح فسخ کر کے طلاق کا فتوی دیدیں۔نکاح کی گرہ شرع نے شوہر کے ہاتھ رکھی ہے۔قَالَ تَعَالٰى وَبِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ حدیث شریف میں ہے اَلطَّلَاقُ لِمَنْ اَخَذَ بِالسَّاقِ لہذا کونسل پر لازم کہ غلط فتوی دیکر خدا کا عذاب مول نہ لیں خدا کا خوف اور موت کی ہیبت دل میں پیدا کریں اور جو جائز صورت ہو اس پر عمل کریں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبید الرحمٰن رضوی غفرلہٗ

دارالافتاء منظر اسلام سوداگران

بریلی شریف

Marfat.com

ہدایت نامہ

علماء اہلسنت کے مابین فروعی مسائل میں جو افکار ونظریات کا اختلاف گذشتہ چند سال سے ہوتا چلا آرہا ہے اور اس سے اسے مذہب وملت کا عظیم خسارہ ہو رہا ہے۔ اس سے کنارہ کشی اور آپس میں اتحاد واتفاق کیلئے شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی میاں نے ایک ہدایت نامہ تحریر کیا ہے جس کی فوٹو کاپی ذکی اللہ شریف میسور نے ادارہ کو بھیجی ہے۔ ادارہ اسے شائع کر رہا ہے۔

ہدایت نامہ

مسلمانانِ ہند سے گزارش:

مسلمانانِ ہند چند فروعی مسائل میں اُلجھ کر پریشانی وپشیمانی کا شکار ہوگئے ہیں اس پریشانی اور انتشار کو دور کرنے اور ملت کے اتحاد کو برقرار رکھنے کی غرض سے مفتی اعظم راجستھان علامہ اشفاق حسین نعیمی صاحب نے شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی صاحب قبلہ سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ اہل سنت کے اتحاد واتفاق کو برقرار رکھنے اور اسے مضبوط تر بنانے، ذہنی انتشار کو دور کرنے کیلئے موثر قدم اٹھایا جائے۔ شیخ الاسلام نے اس طرف رجوع کرتے ہوئے تحریری ہدایت نامہ جاری کیا اور خواہش ظاہر کی کہ علامہ ازہری صاحب بھی اس ہدایت نامہ پر دستخط فرمادیں تاکہ یہ دونوں کا مشترکہ ہدایت نامہ بن جائے۔

شیخ الاسلام کی اس تحریر پر مفتی راجستھان علامہ ازہری صاحب سے تائیدی دستخط حاصل کرنے کی سعی میں لگے ہوئے ہیں۔ ابھی تک معلوم نہیں ہوسکا کہ حضرت مفتی صاحب موصوف کی کوششوں کا کیا نتیجہ نکلا۔؟

نوٹ: اکابرین واہل علم حضرات سے التجا ہے کہ ہدایت نامہ مذکورہ کو ان دونوں اکابرین کا مشترکہ بیان بنانے کیلئے مفتی اعظم راجستھان کی اس کوشش میں مدد فرمائیں اور سنی اتحاد کو مضبوط بنائیں۔ مسلمانانِ ہند سے دلی التجا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ کے اس چمنستان کو اُجڑنے سے بچائیں۔ ''ذکر کردہ ہدایت نامہ کی نقل بمطابق اصل ہے۔''

ناشر: ذکی اللہ شریف میسور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما   نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد از ھدایتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ.

اپنے تمام احباب اہلسنت کو عموماً اور اپنے متوسلین و مریدین کو خصوصاً ہدایت ہے کہ فروعی مسائل مثلاً لاؤڈ سپیکر کی آواز پر اقتدا کے درست یا نادرست ہونے، عازمین حج فرض کیلئے خاص کر کے یا کسی بھی شرعی ضرورت کیلئے فوٹو کے جواز یا عدم جواز، حالتِ نماز وغیرہ میں دھات کی چین والی گھڑی پہننے یا نہ پہننے اور اللہ ھو میاں کہہ کر ''اللہ ھو والے میاں'' مراد لے سکنے یا نہ لے سکنے نیز ویڈیو اور ٹی وی کے مشروط استعمال کے تعلق سے افکار و نظریات کا اختلاف اور اس سے متعلق ساری بحثیں خالص علمی اور شرعی بحثیں ہیں اور علماء کرام کے درمیان اس طرح کی بحثیں ہوتی رہی ہیں اور ہوتی ہی رہیں گی اور ظاہر ہے کہ اگر کوئی سراپا اخلاص اس طرح کی بحثوں میں خاطی بھی ہو تو بھی اسے اس کے حسنِ نیت کے اجر سے محروم نہیں رکھا جاتا تو ہم کو زیب نہیں دیتا کہ ہم اس سے سوء ظنی کریں اور اس کی قرار واقعی خوبیوں اور عظمتوں کو نظر انداز کر کے اپنی روح سعادت کا خون کریں۔ ہم کو اپنے ہر کام میں اپنی حد سے متجاوز نہیں ہونا چاہیے۔ یہ صحیح ہے کہ ہم کسی ایک ہی کے خیال کو صحیح سمجھ لینے کی صورت میں تسلیم کریں گے لیکن جہاں تک رہا احترام کا مسئلہ تو بصورت اختلاف رائے بھی سارے رجال الدین کی تعظیم و توقیر ہمارے لئے لازمی ہے۔ ہماری زبان ان میں سے کسی کیلئے بھی ایسا فقرہ نہ نکالے جس سے ان کی تقلیل (۱) شان مترشح (۲) ہوتی ہو اور نہ ہی ہمارا دل ان کے تعلق سے ایسی سوء ظنی کا شکار ہو جس سے دل ہی کی عاقبت خطرے میں پڑ جائے۔ فروعی مسائل میں رائے کے اختلاف کو ذاتی مخالفت بنا کر جن جن معرکہ آرائیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے انہیں ہم ملت اسلامیہ کیلئے نقصان دہ تصور کرتے ہیں اور ان سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتے ہیں اور اپنے جملہ متعلقین کو ان سے دور

---

۱ ، ۲ ان کی شان میں کمی ظاہر ہو۔

Marfat.com

رہنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ان معرکہ آرائیوں میں ملوث علماء کرام سے بھی گذارش ہے کہ وہ بھی کسی مسئلہ کو اپنے وقار کا مسئلہ بنا کر باہم مصروف پیکار نہ رہیں یہ سارے مسائل ذیلی ہیں۔اگر ان میں سے کسی مسئلہ کے کسی ایک حکم پر متفق نہیں ہو سکتے نہ سہی۔ایک مومن کا دل دوسرے مومن کیلئے جس طرح صاف رہنا چاہیے اسی طرح ہمارے علماء کرام کو بھی ایک دوسرے کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔ مجتہدین کرام کے درمیان سینکڑوں مسائل ہیں اجتہادی اختلافات ہونے کے باوجود کیا کبھی ان لوگوں میں بھی ایسا رویہ نظر آیا؟ جو آج علماء کے درمیان نظر آرہا ہے۔ بالفرض اگر کسی کو ان گرما گرم بحثوں کے دوران ظاہر کیے ہوئے اپنے کسی نظریہ یا کسی خیال سے رجوع کرنا پڑ رہا ہو یا اپنی کسی حرکت پر توبہ کرنی لازمی ہو رہی ہو تو وہ رجوع اور توبہ کرنے میں عار نہ محسوس کرے اور نفس کے دھوکے میں نہ آئے۔اور ہر وقت اس بات کو پیش نظر رکھے کہ خود فتنہ بننا یا فتنوں کو ہوا دینا اور فتنہ پروری کی حوصلہ افزائی کرنا ایک عام مسلمان کو زیب نہیں دیتا چہ جائیکہ علمائے کرام جو بہت اعلیٰ وارفع شان رکھتے ہیں۔

فقط: والسلام علی بن اتبع الھدی

فقیر اشرفی وگدائے جیلانی سید محمد مدنی اشرفی جیلانی غفرلہٗ

۱۷ مارچ ۱۹۹۲ء

جواب: علامہ اختر رضا خان صاحب قادری ازہری مدظلہ العالی

علامہ سید محمد مدنی میاں صاحب کا تحریر کردہ ہدایت نامہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت شمارہ جون ۹۴ء میں شائع ہوا تھا جس کا جواب حضرت علامہ ازہری میاں صاحب نے مفتی محمد اشفاق حسین صاحب نعیمی کو بذریعہ رجسٹری ارسال کیا تھا۔اب اس جواب کو ادارہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت شائع کر رہا ہے۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم. نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم والہٖ وصحبہ اجمعین. اللھم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعہ والباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ۔

Marfat.com

ایسے نئے مسائل جو فی الواقع فرعیہ عملیہ ہوں اور ان سے متعلق کوئی صریح جزئیہ نہ مل سکے تو ہر عالم نہیں بلکہ ماہر و تجربہ کار مفتی کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور اس مفتی پر لازم ہے کہ اصول شرع کے پیش نظر اس کا حکم صادر فرمائے۔ اصول شرع سے ہٹ کر فتویٰ دینا ہرگز جائز نہیں۔

اگر اس نے جسے دلیل قرار دیا اور پھر واضح ہوا کہ یہ دلیل، دلیل شرعی نہیں تو فوراً اس پر رجوع لازم ہے۔ اور حق کا اعلان کر دینا چاہیے۔

کسی حرام شے کے مباح ہونے کا فتویٰ اسی وقت دیا جائے گا جبکہ وہاں یہ ضابطہ صادق آئے کہ ''الضرورات تبیح المحظورات'' اور مفتی کو یقین ہو جائے کہ اس ضرورت شرعیہ کے معارض کوئی دوسرا فائدہ شرعیہ نہیں ہے اور جہاں سرے سے ضرورت ہی متحقق نہیں تو ایسا فتویٰ دینا یقیناً خطا ہے ایسے صورت میں اس مفتی پر لازم ہے کہ فوراً رجوع کرے۔

اس کے اجتہاد میں بصورت اصابت رائے اوصاف مذکورہ کا حامل مفتی دہرے اجر کا اور خطا کی صورت میں ایک اجر کا مستحق ہے۔

مندرجہ بالا صورتیں علماء سے متعلق ہیں ان میں عوام کو قطعاً دخل نہیں دینا چاہیے اور ان باتوں کی وجہ سے کسی عالم کی شان میں تنقیص و تحقیر نہ کرنا چاہیے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ۔لیکن معاذ اللہ اگر کسی نے اپنے نفس کی خاطر فقہی بصیرت کے بغیر فتویٰ دیا تو اگرچہ یہ فتویٰ

گاہ باشد کہ کودکے ناداں بغلط بر ہدف زند تیرے

کیمطابق صحیح بھی ہو جائے تاہم وہ اس حکم کے تحت داخل ہے۔ من افتی بغیر علم ۔اور فقہی بصیرت اسی کا حصہ ہے۔ جس نے کسی ماہر مفتی کی خدمت میں رہ کر فتویٰ نویسی سیکھی ہو۔ رہی یہ بات کہ کونسا مسئلہ فرعیہ عملیہ ہے اور کونسا اصلیہ اعتقادیہ؟ تو اس کے فیصلے کا حق بھی انہی علماء و فقہا کو ہے جو اس منصب کے ہوں۔ اگر ان شرائط کے باوجود بھی کسی دو عالم کے

Marfat.com

مابین اختلاف پیدا ہوجائے تو لوگوں کو چاہیے کہ ملک کے معتمد و غیر جانبدار فقہاء کرام کا حکم تسلیم کرلیں۔ وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہ محمد و آلہٖ و صحبہ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین۔

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہٗ

Marfat.com

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص اپنی بیوی کی موجودگی میں اپنی سالی (یعنی بیوی کی بہن) کی نواسی سے نکاح کر سکتا ہے۔؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔ نوازش ہوگی۔

السائل: محمد صفدر علی سلیمانی

خطیب جامع مسجد و مدرسہ فیض القرآن

ولزروڈ لوذلز برمنگھم (یو۔ کے)

جواب: وهو الموافق للصدق والصواب۔

قال النبی صلی الله علیه وسلم لاتجمع بین المرءة وعمتها وخالتها او کما قال رسول الله علیه وسلم تک تو تصریحات کی بناپر ممتنع صراحۃً ہے جبکہ اُس کی لڑکی بھی اُس کے حکم میں ہے اور ہوگی یوں بھی فقہا کے ضابطہ کی رو سے کہ یہ وہ دو جن میں سے ایک مذکر اور ایک مونث تصور کیا جائے جب کہ ان کا آپس میں نکاح ممتنع ہو تو ان کا اجماع بصورت مؤنثین ممنوع اور حرام ہے۔

وضاحت: ''مؤنثین'' یعنی ہر وہ دو عورتیں جن میں ایک کو مرد تصور کیا جائے تو ان کا آپس میں نکاح حرام ہے مثلاً بھانجی اور خالہ اگر بھانجی کی جگہ بھانجا سے نکاح حرام ہے۔ اب جب ان دو کا آپس میں نکاح حرام ہے تو ان دونوں عورتوں کا کسی مرد کے ساتھ نکاح میں اکھٹے ہونا بھی حرام ہے۔ لہذا بھانجی کسی کے نکاح میں ہوگی تو اُس کے ہوتے ہوئے خالہ نکاح میں نہ آسکے گی۔ اور یوں ہی اگر خالہ پہلے نکاح میں ہے تو اُس کے ہوتے ہوئے بھانجی اُس کے نکاح میں نہ آسکے گی۔ یعنی ان دونوں کا ایک مرد کے نکاح میں بیک وقت جمع ہونا حرام ہے۔ ایک ہے تو دوسری نہیں۔ ہاں پہلی مرجائے یا طلاق ہوجائے تو دوسری نکاح میں لائی جا سکتی ہے۔

Marfat.com

نوٹ: بیوی اور سالی آپس میں بہنیں ہیں جن ان میں سے ایک مرد ہو تو بہن بھائی بن جائیں گے۔ جبکہ بہن بھائی کا آپس میں نکاح حرام ہے۔

جب بیوی کی موجودگی میں سالی سے نکاح حرام ہے تو سالی کی نواسی سے بھی حرام ہے۔

فقیر سید محمد زبیر شاہ

محمد سلیمٰن غفرلہ الرحمٰن

29-6-89

Marfat.com

مسئلہ مفقود الخبر کی تحقیق شرعی

ماہنامہ ''اعلیٰ حضرت'' اور علماء و مفتی صاحبان کی توجہ کیلئے

از: مولانا مفتی محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری گوجرانوالہ

مفقود الخبر : یعنی شادی شدہ وہ شخص جو لاپتہ ہو جائے اور اس کی موت و حیات کا پتہ نہ چلے، ایسے شخص کے بارے میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''امرأة المفقود امراته حتی یاتیها البیان (سنن دار قطنی جلد ۳، ص ۳۱۲) گمشدہ شخص کی بیوی اُسی کی ہے یہاں تک کہ اسکی موت کا حال ظاہر ہو جائے۔''

ایسی عورت کے بارے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''اُسے صبر کرنا چاہیے یہاں تک کہ اسے شوہر کی موت، یا طلاق کی خبر آ جائے۔''

اسی طرح آپ ہی سے دوسری روایت میں ہے کہ ''وہ عورت انتظار کرے یہاں تک کہ اُسے معلوم ہو جائے کہ شوہر زندہ ہے یا مر گیا ہے۔'' (مصنف عبدالرزاق جلد ۷ صفحہ ۹۰۔۱۹)

مذکورہ حدیث رسول ﷺ میں لفظ ''البیان'' مجمل ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں شوہر کی موت کا علم یا طلاق آنا اس کی تفصیل ہے اور اگر بظاہر اس کی موت کا حال معلوم نہ ہو یا شوہر کی طرف سے طلاق نہ آئے تو ایسی صورت میں فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ وہ عورت اتنی مدت انتظار کرے کہ مرد کی عمر سے ستر (۷۰) برس گزر جائیں یعنی اگر اب تک زندہ ہو تو ستر (۷۰) برس کا ہو جائے۔ مثلاً تیس (۳۰) سال کی عمر میں گم ہوا تو عورت چالیس (۴۰) برس انتظار کرے اور اگر پچاس (۵۰) برس کی عمر میں ہوا تو بیس (۲۰) برس۔ اس مدت کے گزرنے پر قاضی اس کی موت کا حکم کرے، بعد حکم عورت چار مہینے دس دن عدت بیٹھے، عدت گزار کر جس سے چاہے نکاح کر لے۔

ستر (۷۰) سال بالعموم منتہائے عمر ہے اور اس دعویٰ پر فقہاء کرام یہ حدیث پیش

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ''میری اُمت کی عمریں ساٹھ (۶۰)، ستر (۷۰) سال کے درمیان ہیں۔''

اتنی عمر سے پہلے ایسی عورت شوہر والی قرار پائے گی اور اس سے نکاح حرام قطعی ہوگا۔

اشکال: بعض لوگ ایسی عورت کی عفت وعصمت کو خطرہ لاحق ہونے یا غربت وافلاس کو بہانہ بنا کر اس کا کہیں نکاح کرنے کیلئے کوئی راہ نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ایسی صورتوں کے بارے سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

''ادعائے ضرورت وعذر جوانی حرام کو حلال نہیں کرسکتا، بہت کم سن لڑکیاں کہ بیوہ ہوجاتی ہیں۔ بہت شریف زادیاں ایسی نکلیں گی جن کے خدا ناترس شوہروں نے انہیں، جیتے جی معلقہ کررکھا ہے، نہ تعلق رکھیں نہ قطع کریں وہ بیچاریاں، نہ شوہر والیاں، نہ بے شوہروں میں پھر وہ کیا کرتی ہیں؟ (اپنی عفت باپ دادا کی عزت شرع کی اطاعت کیونکر نگاہ رکھتی ہیں) ایسے حالات میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ یوں راہنمائی فرماتے ہیں ''قطع خواہش کیلئے روزوں کی کثرت کرے'' خیالات دل کو یادِ موت وقبر سے لگائے کہ موت کی یاد ہر خواہش ولذت کو بھلادیتی ہے۔اگر ماں باپ بھائی کے ذریعے سے گذر کی صورت نہیں، سینے پرونے وغیرہ کاموں سے وقت کاٹے۔''

بعض حنفی علماء ایسے حالات میں امام مالک کے مذہب پر فتویٰ دینے کی سعی فرماتے ہیں اور اپنے مؤقف کی تائید میں سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا یہ فرمان پیش کرتے ہیں کہ ''حنفی وقت تحقیقِ ضرورت صحیحہ قول امام مالک پر عمل کرسکتا ہے۔''

جواب: اس سلسلہ میں گذارش ہے کہ اوّلاً خود سرکار اعلیٰ حضرت مذکور عذروں کو ضرورت صحیحہ کے تحت داخل ہی نہیں کرتے۔

ثانیاً: آپ فرماتے ہیں قاضی حنفی اپنے خلافِ مذہب کیوں حکم دینے لگا۔یعنی قاضی حنفی کو

Marfat.com

اپنے خلاف حکم کرنا جائز نہیں اور نہ ہی حنفی کو روا کہ وہ اپنے مذہب اور جمہور کو نظر انداز کر کے صرف امام مالک کے مذہب کو بنیاد فتویٰ بتائے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ رسم المفتی بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "نقل مذہب غیر میں بارہا ذلت ہوتی ہے۔"

معلوم ہوا کہ خواہشات نفس و جوانی، غربت و افلاس اور بظاہر بے سہارا ہونا ضرورت صیحہ کے تحت داخل نہیں اور نہ ہی ان چیزوں کو بنیاد بنا کر جواز کا فتویٰ دینا جائز۔

فاعتبروا یا اولی الابصار. واللّٰہ ورسولہ اعلم۔

Marfat.com

سوال: تین سوالات کی اصل پوزیشن

۱) اگر کوئی عورت کسی غیر مرد سے تعلقات (ناجائز تعلقات) قائم کرے اور مرد کو (خاوند) اُس پر صرف شک ہو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھے؟ کیا اُس عورت کو طلاق دینی چاہیے اگر مرد طلاق نہ دے تو کیا وہ بے غیرت ہے۔؟

۲) اگر کوئی عورت اپنے مرد (خاوند) کو نہ چاہے یعنی اُس کے حق میں نہ ہو۔ یعنی پیار نہ کرتی ہو اور اُس کے مرد کو شک ہو کہ اُس کی بیوی بدچلن ہے اپنی آنکھوں سے نہ دیکھے تو اس کے بارے کیا مسئلہ ہے۔ کیا اِس صورت میں طلاق دے سکتا ہے۔؟

۳) اگر کسی مرد کی بیوی کسی غیر مرد کو اور غیر مرد (اُس کو) یعنی دونوں ایک دوسرے کو گندی نظر سے دیکھیں (پیار اور شہوت کی ملی جلی نظر سے دیکھے) تو اس صورت میں کیا اُس کو طلاق دے؟ جب مرد اپنی بیوی سے پوچھے تو وہ کہے کہ وہ (مرد) اس کا بھائی ہے۔ اِس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔؟

جواب (ا): کسی غیر محرم مرد یا عورت کو کسی غیر محرم عورت یا مرد کو دیکھنا حرام ہے۔ اسی لئے غیر محرم کو نیچے نظریں رکھنے کا حکم ہے۔ (القرآن سورۃ النور)

بے غیرت مرد وہ ہے جو خود عورت سے برائی کرائے یا عورت زنا کراتی ہو اور مرد خاموش رہے۔ ایسے مرد کو حدیث شریف میں دیوث کہا گیا ہے۔ البتہ عورت کو پردہ کرانے سے یہ سب فتنے ختم ہو سکتے ہیں۔

اِس کی تفصیل پہلے ''معاشرے کے خطرناک پہلو'' میں وضاحت کر چکا ہوں۔ آپ کو بھی ایک سیٹ بھیج رہا ہوں۔

(ب) خاوند اور بیوی میں نفرت شیطانی دخل ہوتا ہے۔ فریقین کو محتاط رہنا چاہیئے اور ایک دوسرے سے کم وبیشی پر درگزر کرنی چاہیے۔ ان افعال سے بچنا چاہیے۔

(ج) بدگمانی اور شک کرنا گناہ ہے۔ یہ بھی شیطانی دخل سے ہوتا ہے۔ جب تک آنکھ سے

Marfat.com

کوئی معاملہ نہ دیکھا جائے۔ شک نہیں کرنا چاہیے۔

جیسا قرآن میں آیا ہے۔(اے ایمان والو بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو کیونکہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں۔(القرآن، سپارہ نمبر ۲۶، رکوع ۱۴)

اِسی لئے بدکاری کے ثبوت کیلئے چار گواہ رکھے گئے ہیں۔ چار سے کم پر بہتان ثابت ہوتا ہے۔ بہتان لگانے والے پر شرعی سزا ہے۔ جس کی حد اسی (۸۰) کوڑے ہے۔ ایسی بدگمانیوں سے میاں بیوی میں مزید نفرت پیدا ہوتی ہے۔ لہذا ان فتنوں سے بچنے کیلئے پردہ کا اہتمام ضروری ہے۔

(د) مجبوری کی صورت میں طلاق دینا جائز ہے۔ اِس کے باوجود طلاق کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا ہے۔ لہذا اِس آفت سے بچنا چاہیے۔

آپ کے سوالات میں جو جو صورتیں ظاہر ہوئی ہیں سب شک اور بدگمانی کی بنا پر ہیں۔ لہذا طلاق نہیں دینی چاہیے۔

شیطان سے پناہ مانگیں۔ جو فتنہ پیدا کرتا ہے۔ اور پردہ کا زیادہ اہتمام کریں تاکہ غیر محرم مردوں سے میل جول میں عورت محفوظ رہے۔

اللہ تعالیٰ صراط المستقیم پر قائم رکھے اور فتنہ سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

بقلم خود: محمد صفدر علی سلیمانی

Marfat.com

محترم عمران لطیف صاحب مع فیملی سلامت رہیں۔آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد واضح ہو کہ گذشتہ ہفتہ آپ کا خط ملا۔جس میں واپسی لفافہ بھی موجود تھا۔اُسی سے آپ کے نام سے متعارف ہوا۔

آپ نے جو مسئلہ پوچھا ہے۔اِس فعل قبیح کی نحوست و برائی میں شک نہیں۔جیسا دوسرے ورق (پیپر) پر تفصیل سے تفاسیر، احادیث اور فقہ کی روشنی میں لکھ دیا ہے۔سمجھنے اور ہدایت کیلئے کافی ہے۔

اُمید ہے رسالہ نور الہدیٰ للفاسقین الفاجرین بھی مکمل پڑھا ہوگا۔اُس میں بھی صفحہ ۲۷، ۲۸ پر اس فعل کے بارے میں لکھا ہے۔نہ ہی کوئی باشعور، سچا سُنی حنفی مسلمان اِس فعل کا مرتکب ہوتا ہے۔

رہا مسئلہ نکاح ٹوٹنے کا تو نکاح تو نہیں ٹوٹتا۔کسی مفتی سے پوچھ کر لکھنے کی کیا ضرورت۔البتہ فاعل جو یہ فعل (عورت کی مقعد، دُبر (پاخانے کے رستے) میں وطی کرنے والا۔حرام فعل کا کرنے والا۔غضب الٰہی کا موجب۔ملعون، کفر کرنے والا ہو جاتا ہے۔اُسے توبہ کرنی چاہیے۔اور آئندہ یہ فعل نہیں کرنا چاہیے۔

مزید کوئی بات پوچھنی ہو تو بغیر کسی رکاوٹ کے دریافت کر سکتے ہیں۔

فقط دُعا گو: محمد صفدر علی سلیمانی

(۱) بیوی کی دُبر (مقعد) میں وطی کرنا (زنا) حرام۔باعث لعنت وغضب الٰہی ہے۔ایسا کرنے والا شخص ملعون ہے۔(ماخوذ احادیث)

(۲) کسی اجنبی عورت سے یہ فعل کرنے والے پر حد بھی ماری جائے گی یعنی سنگسار کیا جائے گا۔

(عین الہدایہ جلد دوم صفحہ ۴۵۸ اُردو)

(۳) ایسا فعل عورت کیلئے باعث مہلک بیماری بھی ہے۔

Marfat.com

(۴) بحرالرائق میں ہے لواطت کی حرمت زنا سے بہت سخت ہے کیونکہ عقلاً شرعاً وطبعاً سب طرح حرام وغلیظ ہے۔ (بحوالہ ایضاً)

حدیث نمبر۱: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی فرمائی گئی۔ تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتیوں میں۔

(سپارہ نمبر۲، آیت ۲۲۳)

آگے یا پیچھے سے لیکن مقعد (دُبر) (پیچھے پاخانے والے رستے) اور حیض والی سے بچتے رہنا۔ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی، بحوالہ مشکوٰۃ شریف، باب المباشرہ فصل دوم)

حدیث نمبر۲: حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا لہٰذا عورتوں سے ان کی دُبروں میں صحبت نہ کیا کرو۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی (بحوالہ ایضاً)

حدیث نمبر۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ملعون ہے جو اپنی عورت کے پاس اُس کی دُبر میں آئے۔ (احمد، ابوداؤد شریف (بحوالہ ایضاً)

حدیث نمبر۴: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اُس آدمی کی طرف نہیں دیکھے گا جو کسی آدمی یا عورت کے پاس اُس کی دُبر سے آتا ہے۔ (ترمذی شریف (بحوالہ ایضاً)

حدیث نمبر۵: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کی دُبر سے وطی کرنے کو پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو مجھ سے کفر کی بات کو پوچھتا ہے۔ (نسائی شریف (بحوالہ تفسیر مظہری جلد۲، ا اُردو)

حدیث نمبر۶: لعنتی ہے جو اپنی عورت کی دُبر میں وطی کرے۔

(بحوالہ تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان)

حدیث نمبر۷: سعید ابن یسار نے روایت کی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا

Marfat.com

کہ ہم چھوکریاں خرید کران سے تحمیض کرتے ہیں فرمایا تحمیض کیا چیز ہے۔ عرض کیا گیا کہ ان کی مقعد (دُبر) میں وطی کرتے ہیں۔ فرمایا کیا کوئی مسلمان ایسا کرتا ہے۔

(عین الہدایہ جلد دوم صفحہ ۴۵۸ اردو) (تفسیر ابن کثیر اردو ترجمہ صحہ ۹۰ جلد اوّل)

مندرجہ بالا تمام احادیث واقوال سے معلوم ہوا اِس مذکورہ فعل سے بچنا ضروری ہے۔

جو اللہ نے کھیتی بنائی ہے وہ فرج ہے اُسی میں بیج بوئیں۔ اُسی سے اولاد پیدا ہوگی۔

مستند تفاسیر: تفسیر مظہری، تفسیر ضیا القرآن، تفسیر نبوی، تفسیر فیوض الرحمٰن، تفسیر خزائن العرفان، تفسیر حقانی، تفسیر حسینی، تفسیر ابن کثیر۔ سب نے آیتہ نِسَآؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ فَاْتُوْ حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ۔ کے تحت یہی لکھا ہے۔ (پارہ نمبر ۲ آیت نمبر ۲۲۳)

کھیتی سے مراد فرج ہے دُبر نہیں۔ (تفسیر نعیمی)

المشتہر: جماعت غوثیہ مجددیہ اشاعت الاسلام

ازقلم: الحاج مولانا صوفی ابوالعطاء محمد صفدر علی سلیمانی خطیب برمنگھم یوکے

Marfat.com

انسانی اعضا کی پیوندکاری حرام ہے

مفتی اعظم مصر ڈاکٹر احمد محمد

بعض افراد پیوندکاری کو درست ثابت کرنے کیلئے قرآنی آیات کی غلط تشریح کرتے ہیں

دماغ کی موت حقیقی موت نہیں ہے۔ یونیورسٹی کے پروفیسروں اور طلباء سے خطاب

لندن (جنگ نیوز) مصر کے مفتی اعظم ڈاکٹر احمد محمد الطیب نے کہا ہے کہ پیوندکاری کا عمل حرام ہے، انہوں نے حرام قرار دیا ہے۔ اطلاعات کے مطابق مفتی اعظم نے کہا کہ ایک انسان کے اعضا کی دوسرے انسان میں پیوندکاری اور مصر میں اس طرح کے آپریشن حرام ہیں۔ اسٹیون یونیورسٹی میں میڈیکل سکول کے پروفیسروں اور طلبا کو اپنے لیکچر میں انہوں نے کہا کہ شریعت کے مطابق دماغ کی موت حقیقی موت نہیں ہے، اگر دل، سانس اور دماغ مکمل طور پر کام کرنا چھوڑ دیں تب اسے موت واقع ہونا کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کچھ مسلمان پیوندکاری کو درست ثابت کرنے کیلئے قرآن حکیم کی بعض آیات کی غلط تشریح کر رہے ہیں۔ انہوں نے ایسے تمام علماء اور مفتیوں کو تنبیہ کی جو پیوندکاری کو درست قرار دینے کے غلط فتوے جاری کرتے ہیں۔ مفتی اعظم نے کہا کہ اسلام سائنس اور میڈیسن کی رہنمائی کرتا ہے۔ انہوں نے حضرت محمد ﷺ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ انہوں نے تو کسی جانور کو ذبح کرنے کے بعد بھی اس وقت تک اس کے اعضا کو کاٹنے سے منع فرمایا ہے جب تک اس جانور کی روح قفس عنصری سے پرواز نہ کر جائے۔ ڈاکٹر احمد محمد نے سعودی عرب کے مولانا مرحوم شیخ بن باز اور مولانا مرحوم متولی شعراوی (شارع راوی) کو خراج عقیدت پیش کیا جنہوں نے ہر قسم کے اعضا کی پیوندکاری سے مکمل طور پر منع کیا تھا۔ انہوں نے موت کو ایک گھر سے دوسرے گھر میں داخل ہونا بتایا۔

روزنامہ جنگ لندن ، جمعرات 13 اپریل

یکم صفر المظفر 2003ء ، جلد نمبر ۳۲۔ نمبر ۹۱

Marfat.com

حج قران وتمتع عن الغیر جائز ہے

حج بدل عن الغیر جس کی چند شرائط کے ساتھ اجازت ہے اس میں حج کی جمیع اقسام داخل ہیں۔ جس طرح حج مفرد عن الغیر جائز ہے یونہی قرآن تمتع بھی باذن جائز ہے۔ البتہ دم تمتع قرآن آمر پر نہیں بلکہ حاجی پر ہوگا۔ درمختار میں ہے ودم القرآن والتمتع والجنائیة علی الحاج ان اذن له الا مربالقران والستمتع والا فیصر مخالفاً فیضحن۔

(درمختار ۲۴۷، جلد ۲)

عبارت مذکورہ بالا بالتصریح دلالت کرتی ہے کہ اذن آمر سے حج قرآن وتمتع جائز ہے البتہ دم قرآن وتمتع خود حاجی کے ذمہ ہے۔ کیونکہ یہ دم دو عبادتوں کے جمع کرنے کے شکرانہ میں دیا جاتا ہے اور یہ جمع حقیقتاً وبالفعل حاجی نے کیا ہے نہ کہ آمر نے اگرچہ یہ حج قرآن وتمتع آمر کی طرف سے واقع ہوگا مگر یہ وقوع شرعی ہے نہ کہ حقیقی۔ ردمحتار میں ہے فلانه وجب شكرانه علی الحج بین السکین وحفیقه الفعل منه وان کان الحج لیقع عن الآمر لانه وقوع شرعی لاحقیقی۔ (درمختار ۲۴۷، جلد ۲)

مفتی کفایت اللہ دہلوی اپنے فتوی میں لکھتے ہیں جہاں تک میں نے غور کیا مجھے معلوم ہوا کہ حج عن الغیر آمر کی اجازت سے قرآن وتمتع کرسکتا ہے۔ کچھ سطور اور درمختار کی مذکورہ بالا عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ اس عبارت سے صاف معلوم ہوگیا کہ اگر حج عن الغیر آمر کی اجازت سے قرآن وتمتع کرے تو جائز ہے۔ ہاں دم قرآن وتمتع خود اس کے ذمہ ہے۔

(کفایت المفتی صفحہ ۳۲۵ جلد ۴)

بلکہ غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی پاکستان میں درمختار کی عربی عبارت اس طرح ہے ودم القرآن والتمتع والجنایات علی الحاج الا اذا اذن له الامر بالقرآن والتمتع ولا فیصر فحالفاً فیضحن۔ اور قرآن اور تمتع اور جنایات کا خون (قربانی) حج کرنے والے پر واجب ہے نہ کہ آمر پر لیکن جب آمر نے مامور کو قرآن اور تمتع

Marfat.com

کرنے کا اذن دیا ہو تو آمر پر واجب ہوگا اور اگر قرآن اور تمتع کا آمر نے اذن نہیں دیا تو قرآن کرنے سے مخالف ہوا آمر کا مامور ضامن ہوگا۔ (غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار صفحہ ۶۶۸، جلد ا)

عبارت مرقومہ کے اعتبار سے ثابت ہوتا ہے کہ حج قرآن و تمتع جب باذن آمر ہوگا تو دم قران و تمتع بھی آمر کے خرچہ سے ہوگا اور بصورت عدم اذن حاجی بوجہ مخالفت امر آمر کے ضامن ہوگا۔ ممکن ہے عبارت مذکورہ میں لفظ الا سہواً کتابت ہو کیونکہ دوسرے نسخہ مطبوعہ سے مطابق نہیں اور اگر مطبوعہ بیروت میں لفظ الا سہواً متروک ہے تو مطلب واضح ہے کہ ہدی بھی بصورت اذن آمر اسی کے خرچہ سے ہوگی۔ بہرحال اتنی بات واضح ہے کہ حج قران و تمتع باذن آمر جائز ہے۔

هذا عندی والله اعلم وعنده ام الکتاب الیه امرجع والمآب

الراقم: محمد ایوب

خطیب جامع مسجد غوثیہ لیوٹن

مورخہ: ۲۵ اپریل ۱۹۹۵ء

Marfat.com

بندوق کا شکار

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اِس صورت میں کہ ایک شخص نے بسم اللہ پڑھ کر ایک شکار پر بندوق چلائی اور وہ مرگیا۔ حلال نہیں کیا گیا وہ جانور حلال ہے یا حرام۔؟

جواب: از احکام شریعت حصہ اوّل اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ بریلوی۔

اگر بندوق سے مار کر چھوڑ دیا ذبح نہ کیا یا کیا مگر اُس میں وقت ذبح حیات کا ہونا ثابت نہ ہوا تو حرام ہے۔

غرض مدار اِس پر ہے کہ ذبح کرلیا جائے اور وقت ذبح اس میں رمق (زندگی) باقی ہو اگر چہ نہ جنبش کرے نہ خون دے حلال ہوجائے گا ورنہ حرام ہے۔

دلیل نمبر۱: مَعَالِم میں ہے قتادہ نے کہا کفار جانور کو یہاں تک مارتے تھے کہ وہ مرجاتا تھا پھر اُسے کھاتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ اِس سے ظاہر ہوا ہر بھاری چیز کا مضروب (مارا ہوا) جانور جیسے بندوق اگر چہ سکہ کی گولی والی بندوق ہو یہ سب موقوذہ (دب سے مرنے والی چیزیں) میں شامل ہیں۔ پس یہ ذبح کرنے سے حلال ہوجاتی ہیں اگر چہ وقت ذبح ان میں قلیل زندگی ہو۔

دلیل نمبر۲: رَدُّالمُختار میں ہے۔ پوشیدہ نہیں کہ سکہ کی گولی کا زخم بوجہ جلنے اور بوجھ کے ہے۔ بواسطہ اِس کے زور سے پھینکنے کے۔ کیونکہ گولی میں دھار نہیں پس حلال نہیں (یعنی جو شکار کیا گیا بلا ذبح حلال نہیں) اسی کے ساتھ ابن نجیم نے فتویٰ دیا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

از قلم: صوفی صفدر علی محمد سلیمانی

فاضل تنظیم المدارس فاضل عربی وفارسی خطیب جہلم

Marfat.com

سوال: سور نجس عین کیوں ہے یہاں تک کہ اس کا نام لینے سے زبان پلید ہو جاتی ہے۔؟

جواب: قرآن وحدیث میں جتنی چیزوں کو حرام کہا گیا ہے ان میں کوئی نہ کوئی چیز بری ہے۔ اُس بری خصلت سے ہی اُس چیز کو حرام کہا گیا ہے کیونکہ گوشت انسان کے جسم کا حصہ بنتا ہے اور اُسی خصلت کا اثر انسان میں بھی ہو جاتا ہے۔ مثلاً گدھے میں شہوت نفسانی زیادہ ہوتی ہے۔ کتے میں خود پسندی اور لالچ زیادہ ہوتی ہے۔ اِسی طرح دوسری چیزوں میں بھی بُری خصلتیں ہیں۔ (بہار شریعت)

نیز صحیح تحقیق سے ثابت ہوا ہے جو کہ جانوروں کی حیات پہ لکھی گئی ہیں کتابوں میں موجود ہے۔ مثلاً (حیات الحیوان وغیرہ)

کہ سور سے بڑھ کر کوئی چوپایہ بے غیرت نہیں۔ بے غیرتی کی اِس جانور نے حد ختم کر دی ہے۔ مثلاً

میرے ایک دوست نے جو کہ شکاری ہے (یعنی مچھلیوں کا شکار کرتا ہے) اُس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جب مادہ سور کی گرم ہوتی ہے جس طرح کتیا گرم ہوتی ہے تو کافی تعداد میں سور اکھٹے ہو جاتے ہیں اور ایک ایک مادہ سور کے پاس جاتا ہے جبکہ دوسرے بیٹھ کر انتظار کرتے ہیں۔ یہ فعل اِس کی بے غیرتی پر واضح دلیل ہے۔ اِسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اِس کو نجس عین قرار دیا ہے تا کہ انسانوں میں یہ بُری فطرت اور بے غیرتی پیدا نہ ہو۔

اب آپ ان لوگوں کی خود حالت دیکھ لیں جو اس کا گوشت کھاتے ہیں کہ کہاں تک ان میں غیرت ہے اور بے غیرتی کی حد کہاں تک ہے۔ (اسی پر اکتفاء باقی اللہ پر) خدا حافظ

صوفی صفدر علی سلیمانی

خنزیر کی خصوصیت: خنزیر درندہ اور چوپایہ دونوں میں مشترک ہے یعنی اس کا شمار مواشی میں بھی ہے اور درندوں میں بھی، مواشی میں اس کا شمار اس وجہ سے ہے کہ مواشی کی طرح

Marfat.com

اس کے پیروں میں کھریاں ہیں اور یہ گھاس بھی کھاتا ہے اور درندگی کی اس میں یہ صفت ہے کہ درندوں کی طرح اس کے منہ میں دو دانت ہیں جن سے وہ پھاڑتا چیرتا ہے۔ خشکی کا خنزیر انتہائی شہوت پرست ہوتا ہے اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ چرنے کی حالت میں وہ اپنی مادہ پر چڑھ جاتا ہے اور بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اس کی مادہ چرتے چرتے میلوں چلی جاتی ہے اور یہ اس دوران مستقل مادہ سے جُفتی کرتا رہتا ہے دور سے دیکھنے سے ایسے موقعوں پر نر اور مادہ چھ پاؤں کا ایک ہی جانور دکھائی دیتے ہیں اور اس کا نر اپنی مادہ سے دوسرے نروں کو لگنے نہیں دیتا حتیٰ کہ بعض اوقات ایک نر دوسرے نر کو صرف اس وجہ سے مار ڈالتا ہے کہ اس نے اُس کی مادہ کی طرف رغبت کی تھی اور بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ سب کے سب اس لڑائی میں شامل ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے کو ہلاک کر دیتے ہیں۔

جب خنزیر کی شہوت بھڑکتی ہے تو یہ اپنا سر جھکا لیتا ہے اور دُم کو خوب ہلانے لگتا ہے ساتھ ساتھ اس کی آواز بھی بدل جاتی ہے۔ نر آٹھ ماہ اور مادہ چھ ماہ میں بچہ دلوانے اور دینے کے قابل ہو جاتے ہیں اور بعض ملکوں میں نر صرف چار ماہ میں ہی اس قابل ہو جاتا ہے کہ بچے جنوا سکے۔ مگر مادہ چھ یا سات ماہ سے پہلے حد بلوغ کو نہیں پہنچتی اور جب مادہ پندرہ سال کی ہو جاتی ہے تو اس کے بچے ہونا بند ہو جاتے ہیں۔ حیوانوں میں یہ جنس بہت ہی نسل افزا ہوتی ہے اور اُس کے نر میں زبردست قوت جفتی اور قوت امساک ہوتی ہے۔

خنزیر کا شرعی حکم: خنزیر نجس العین ہے اور اس کا کھانا حرام ہے اور اس کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں۔

(حیات الحیوان جلد دوم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب اور اس کی قیمت مردار اور اس کی قیمت خنزیر۔ اور اس کی قیمت کو حرام کیا ہے۔“

Marfat.com

اس سے جواز انتفاع میں اختلاف ہے کیونکہ ایک جماعت نے اس سے انتفاع کو مکروہ قرار دیا ہے۔اور جن لوگوں نے اس سے انتفاع کو منع کیا ہے وہ یہ ہیں:

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ، حکم رحمۃ اللہ علیہ، حماد رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ واسحاق رحمۃ اللہ علیہ۔اور ایک گروہ نے اس سے انتفاع کے سلسلہ میں رخصت [1] دی ہے۔وہ یہ ہیں۔حسن رحمۃ اللہ علیہ، اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور اصحاب رائے۔

خنزیر کتے [2] کی طرح نجس العین ہے۔اس لئے اس کے کسی بھی حصہ سے کوئی چیز مس ہو جانے سے وہ چیز نجس ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس چیز کو سات مرتبہ دھویا جائے گا اور ان سات مرتبہ دھونے میں ایک مرتبہ مٹی سے دھونا بھی شامل ہے۔اور خنزیر کا کھانا حرام ہے اس آیت کی وجہ سے: قُلْ لَا اَجِدُ فِیْمَا اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّماً عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ مَیْتَةً اَوْدَماً مَّسْفُوْحًا اَوْلَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ۔

---

[1] صرف اس کے بالوں سے چمڑوں کی سلائی، تاہم جو موزے اس کے بالوں سے سلے ہوں ان پر مسح کرنا جائز نہیں۔مزید تفصیل کیلئے حیات الحیوان جلد دوم دیکھیں۔

[2] کتا خشک ہو یا گیلا اگر کسی چیز کے ساتھ لگ جائے یا کسی چیز کو پکڑے جب تک اس کا لعاب ظاہر نہ ہو وہ چیز ناپاک نہیں ہوتی۔ (بہار شریعت حصہ دوم۔عین الہدایہ جلد اوّل)

Marfat.com

محترمی و مکرمی جناب مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہٗ۔ بعد گذارش ہے کہ ۲۶ ذوالحجہ کا لکھا ہوا فتویٰ جناب کی طرف سے پڑھا۔ استفتاء میں مندرجہ ذیل کلمات ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر جہلم کے ذمہ لگائے گئے ہیں۔

۱) ایہہ تے خدادے جوائی نے (یعنی یہ تو خدا کے داماد ہیں)

۲) اوتسی خدادے جواترے ہو (یعنی تم خدا کے داماد ہو)

ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر جہلم صاحب کہتے ہیں۔ میں خدا کو حاضر و ناظر مانتے ہوئے حلفیہ کہتا ہوں یہ کلمات بد میں نے قطعاً نہیں کہے۔ کہنا تو درکنار ایسے الفاظ سوچ بھی نہیں سکتا۔ میرے ماتحت ضلع جہلم کے سینکڑوں سکول ہیں۔ جن میں ہزاروں طلباء کی تربیت میرے ذمہ ہے۔ میں ایسی جاہلانہ باتیں کیسے کہہ سکتا ہوں۔ میں نے تو جس وقت سے یہ کلمات اپنے ذمہ پڑھے ہیں صد بار استغفار کر چکا ہوں۔ اور فتویٰ پوچھنے والے حضرات کی بے باکی و کذب پر حیران ہوں۔

اب آپ فرمائیں جو آدمی ایک مسلمان صاحب ہوش کے بارے ایسے جھوٹے کلمات منسوب کر کے فتویٰ لگوانا چاہے اُس شخص کے بارے شریعت کا کیا حکم ہے۔؟

منتظر جواب: صوفی صفدر علی محمد سلیمانی

گورنمنٹ ایم۔سی اسلامیہ ہائی سکول جہلم

جواب: جواب تو سوال کا ہوتا ہے۔ اگر سوال صحیح تو جواب بھی صحیح سوال غلط تو جواب بھی غلط ہے۔ یہ غلط کا جواب تھا۔ جس نے ایسا نہیں کہا اُس پر الزام اور تہمت لگانا گناہ ہے۔ اُس سے معافی مانگیں اور خود اللہ سے توبہ کریں۔

مفتی عبدالرحمٰن اشرف

دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

۸۵-۱۰-۱۷

Marfat.com

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیانِ دین شرع متین اِس مسئلہ میں کہ ایک مولوی صاحب نے ایک میت جو بائیس (۲۲) دِن کے بعد بغداد شریف سے پاکستان آئی ہے۔ مندرجہ ذیل باتیں کہہ کر نماز جنازہ نہیں پڑھائی بغیر نماز پڑھے دفن کرا دیا۔

۱) میت کو مرے ہوئے تین دِن سے زیادہ دِن گذر گئے ہیں۔

۲) میت کو جو غسل دیا گیا ہے اس کا وقت چوبیس گھنٹوں سے زیادہ گذر گیا ہے۔

۳) میت سے بدبو آرہی ہے۔ جب کہ کسی شخص نے بدبو محسوس نہیں کی نہ مولوی مذکور کے پاس کوئی شہادت ہے۔

۴) نیز دوسرے ایک مولوی صاحب نے دفن کی رات قبر پر نماز جنازہ بغیر اجازت امام مذکور پڑھائی ہے کیا یہ شرعاً جرم ہے۔؟ نیز ایسے امام پر شرعاً کیا حکم ہے۔؟

سائل: صوفی صفدر علی محمد سلیمانی

جہلم

جواب (۱): میت پر نماز جنازہ فرض علی الکفایہ ہے امام مذکور ترک فرض کا مرتکب ہوکر شدید گنہگار ہوا ہے۔

(۲) حدیث پاک میں آیا ہے کہ جس میت پر مومنین کی تین صفیں نماز جنازہ ادا کریں اُس پر جنت واجب ہوجائے گی۔ امام مذکور نے اِس بشارت عظیمہ سے میت کو محروم رکھا ہے۔ اِس لئے امام کا یہ فعل رافع سنت ہے اور اس کا وبال امام مذکور کے سر ہے۔

(۳) امام مذکور نے میت کے حقیقی وارثان اور دیگر مومنین کو پریشان کیا ہے اور میت کی اہانت کا مرتکب ہوا ہے۔ صفیں بنانے تک امام نے اپنے فیصلہ کا اعلان نہیں کیا۔ اگر نماز جنازہ پڑھانا اُس کے زُعم میں ناجائز تھا تو لوگوں کو میدان میں جمع کیوں کیا گیا تھا۔

(۴) غسل میت کی شہادتیں موجود ہیں۔ امام مذکور ان شہادتوں کو محض اپنے شک کی بنا پر رد کرتا ہے۔ شرعی شہادت کو رد کرنا شریعت مطہرہ کا مذاق اُڑانا ہے۔

Marfat.com

(۵)　میت لکڑی کے بکس اور سٹیل کی چادر میں بند تھی لیکن اس کے باوجود امام بد بو کا اقرار کرتا ہے جبکہ سینکڑوں لوگوں کا تجربہ امام کے خلاف ہے۔ امام کے علاوہ کسی دیگر آدمی نے بدبو کو محسوس نہیں کیا۔

(۶)　امام مذکور نے جو کچھ کیا ہے محض جہالت، ضد اور اتباع نفس کی بنیاد پر کیا ہے۔ شریعت کے مقابلہ میں اتباع نفس باطل محض فعل ہے۔

(۷)　امام مذکور سے اُس کے اپنے فیصلے کے بارے میں شرعی دلائل طلب کئے جائیں اگر وہ کتاب وسنت کی بنیاد پر شرعی دلائل نہ دے سکے۔ تو ایسے شخص پر توبہ لازم ہے۔ اِس کے فیصلے کو ہرگز ہرگز تسلیم نہ کیا جائے۔ جو آدمی اِس امام کی حرکات وجہالت جاننے کے باوجود اِس کے فیصلوں کو شرعی فیصلہ تسلیم کرے۔ اُس نے شریعت کے مقابلہ میں امام مذکور کی بات کو تسلیم کیا ہے۔ اور یہ ایک گناہ عظیم ہے۔

(۸)　چونکہ امام مذکور نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کر چکا تھا۔ اِس لئے کسی دوسرے امام سے نماز جنازہ پڑھوانا واجب تھا۔ امام مذکور سے اجازت لینا کوئی ضروری نہیں ہے۔

امام صاحب مذکور نے جتنے دلائل نماز جنازہ نہ پڑھانے پر دیئے ہیں وہ سب غلط ہیں۔ نماز جنازہ میت مذکور کا پڑھانا لازم تھا یہ میت کا زندوں پر حق تھا جس کی حق تلفی کی ہے لہذا امام صاحب مذکور کو توبہ خالص لازم ہے ضد پر اَڑے رہنا اور جرم شدید ہے۔ مسلمان کا شیوہ ہے کہ غلطی کو چھوڑ کر صحیح راستہ اختیار کرنا اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرماوے۔

محمد اسلم نقشبندی مہتمم مدرسہ عربیہ اسلامیہ جہلم شہر

راقم الحروف: طالب حسین نقشبندی مجددی قادری چشتی

خطیب جامع مسجد حنفیہ جہلم

مستفسرہ جملہ صورتوں کا جواب درست اور صحیح حضرت مولانا صوفی محمد اسلم صاحب کا جواب استفتاً کا بندہ احقر بھی موئید اور مصدق ہے۔

محمد دلشاد حسین قادری خطیب جامع مسجد عیدگاہ جہلم

Marfat.com

خاتمۃ الکتاب مع دُعا والتماس

الحمد للہ آج مورخہ 8/4/08 مطابق یکم ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ اقوال معتبرۃ اصلاح معاشرۃ حصہ دوم المعروف فتاویٰ سلطانیہ از سعی سلیمانیہ جلداوّل مکمل ہوئی۔ انشاللہ یہ سلسلہ آئندہ بھی جاری رہے گا۔

جو بھی رسالہ یا کتاب لکھی جاتی ہے بندہ ناچیز کی کوشش ہوتی ہے خود نظر ثانی کرنے کے بعد کسی عالم سے بھی نظر ثانی کرائی جائے۔ تاہم کوئی غلطی رہ جائے یا کتابت میں کاتب سے ہو جائے تو قارئین حضرات سے گذارش ہے معاف فرماتے ہوئے بندہ ناداں کو آگاہ فرمائیں تا کہ درستگی کر دی جائے۔

دُعا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ ناچیز کو یہ جو دین کی خدمت کی توفیق دی ہے اِس میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔ یہ پڑھنا، لکھنا اور پڑھانا جاری رہے شاید کوئی بات کسی وقت کسی کی سمجھ میں آ جائے۔ اُس پر عمل کرنے سے اُس کی اور مجھ ناچیز کی بخشش کا سبب بن جائے۔

یاد رہے یہ سلسلہ یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے چونکہ آپ صلی اللہ علیہ نے فرمایا بَلِّغُوْ عَنِّی لَوْ آیة۔ مجھ سے آگے پہنچاؤ اگرچہ ایک بات ہی ہو۔ (حدیث شریف)

بقول عارف کھڑی شریف

سدا بہار دیویں اِس باغے کدی خزاں نہ آوے
ہون فیض ہزاراں تائیں ہر بُھکھا پھل کھاوے

فقیر محمد صفدر علی سلیمانی

Marfat.com

تعارف

چشمہ فنا وبقا

جامعہ رضویہ انوار العلوم کلرہ شریف تحصیل وضلع جہلم (پاکستان)

ارشادربانی: فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ.

ترجمہ: اور جسے اللہ راہ دکھانا چاہیے (ہدایت دے) اُس کا سینہ اسلام کیلئے کھول دیتا ہے۔
(سپارہ نمبر ۸ سورۃ الانعام رکوع نمبر ۱۵)

حدیث شریف: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے اور بیشک میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ (متفق علیہ)

حدیث شریف: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ۔ علم (دین) حاصل کرنا ہر مسلمان عورت مرد پر فرض ہے۔ (ابن ماجہ شریف)

حدیث شریف: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔ فرائض (تقسیم ترکہ) کا علم حاصل کرو اور دوسروں کو بتاؤ قرآن پڑھو اور دوسروں کو پڑھاؤ۔ میرا وصال ہونے والا ہے۔ علم کم ہوتا جائے گا اس کے بعد فتنے ظاہر ہونگے۔ یہاں تک کہ دو شخص فرض کے بارے میں اختلاف کریں گے اور کوئی ان کے درمیان فیصلہ کرنے والا نہ ہوگا۔ (دارمی۔ دارقطنی۔ بحوالہ مشکوۃ شریف)

حدیث شریف: عن عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہٗ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس نے قرآن پڑھا اور دوسروں کو پڑھایا۔ (بخاری شریف)

خوشا مسجد و مدرسہ خانقاہے کہ دروے بود قیل وقال محمد

Marfat.com

کیا ہی اچھی ہے وہ مسجد و مدرسہ اور خانقاہ۔ کیونکہ وہاں حضور ﷺ کی احادیث کا ذکر ہوتا ہے

تمنا ہے کہ تعلیم قرآن عام ہو جائے
ہر اک پرچم سے اونچا پرچم اسلام ہو جائے

مسلمان بہنوں، بھائیوں اور عزیز بچو اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ: بعد مندرجہ بالا ارشاد ربانی اور ارشادات حضور ﷺ کے تحت ایک طویل عرصہ تک بحور علوم کی تہوں سے علم کے قیمتی گوہر حاصل کرنے کیلئے مشائخ عظام اور حضرات علمائے کرام کے قدموں میں حاضر ہو کر اپنی سعادت سمجھتا رہا۔ اس سلسلہ مکتب اوّل حضرت خواجہ علامہ محمد اکرم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دولت خانہ کلرہ شریف جو درس و تدریس علوم قرآنی کا مرکز تھا جہاں حضرت خواجہ مولانا قاضی محمد فاضل صاحب مدظلہ العالی، ان کے نانا قاضی نور احمد صاحب ان کی محترمہ والدہ صاحبہ اور بیوی صاحبہ پڑھایا کرتے تھے۔

مکتب دوم مدرسہ کریمیہ اسلام پورہ جہلم جہاں قبلہ الحاج مولانا الحافظ القاری خادم حسین صاحب مدظلہ العالی پڑھاتے تھے ناظم اعلیٰ ہیں۔ مکتب سوم مدرسہ عربیہ اسلامیہ محلّہ چشتیاں محمدی چوک جہلم جہاں استاذ العلماء قبلہ حضرت علامہ صوفی محمد اسلم صاحب مدظلہ العالی ایم۔اے پڑھاتے تھے۔ ناظم اعلیٰ اور مدرس اعلیٰ ہیں۔ یہ مذکورہ تین مدرسے قابل ذکر ہیں۔ چونکہ یہاں سے علمی استفادہ ہوا۔

نمبرا: اسباق طریقت میں قبلہ عالم حضرت خواجہ صوفی نواب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم مبلغ حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ آستانہ عالیہ موہری شریف تحصیل کھاریاں۔

نمبر۲: شیخ المشائخ حضرت خواجہ عبدالمجید صاحب خضری المعروف پیر صاحب دیول شریف رحمۃ اللہ علیہ آستانہ عالیہ وادی دیول مورگاہ راولپنڈی۔

نمبر۳: پیر کامل صاحب روشن ضمیر حضرت خواجہ صوفی میر محمد سلطان صاحب دامت برکاتہم العالیہ آستانہ عالیہ ڈھلی شریف تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال۔ یہ ہستیاں قابل ذکر ہیں۔

Marfat.com

جب ظاہر و باطن کسی حد تک استفادہ کر چکا تو خدمت دین کیلئے مصروف ہو گیا۔ ساتھ ساتھ اپنے علاقہ ڈومیلی تحصیل سوہاوہ ؍ جہلم میں معیاری درسگاہ نہ ہونے کی کمی محسوس کرتا رہا اور یہ تڑپ دل میں اُٹھتی رہی کہ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق بخشے تو اپنے گاؤں میں ایک عظیم درسگاہ بناؤں جہاں علوم ظاہر و باطن کے درس ہوں اور طلباء عالم صوفی بن کر دین کی اشاعت کے علم بردار بن سکیں۔

اس کے ساتھ ہی یہ مثال بھی مزید توجہ کا باعث بنی رہی۔ وہ یہ کہ ہمارے گاؤں میں پرائمری سکول نہ تھا محترم ماسٹر راجہ جمروز خان مرحوم نے سکول منظور کروایا۔ مقامی سکول ہونے کا یہ فائدہ ہوا کہ آج کم و بیش پندرہ (۱۵) اساتذہ مختلف سکولوں میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

خیال آتا رہا کہ اگر اسی طرح مقامی علوم دین کی درسگاہ ہو گی تو انشاء اللہ کچھ عرصہ کے بعد مقامی حفاظ قرا اور علماء کی اچھی خاصی تعداد بن جائے گی۔

اس خواہش کے پیش نظر دعائیں کرتا رہا خصوصاً ۱۹۹۳ء میں سعادت حج حاصل کرتے وقت خوب دعائیں کیں۔ آخر یہ تمنائیں اور دعائیں رنگ لائیں۔

۱۹۹۴ء میں ہمارے اپنے بزرگ چوہدری محمد شہسوار خان صاحب نے تین کنال جگہ مدرسہ کیلئے وقف کی ساتھ ہی ایک کنال جگہ حضرات چوہدری محمد سرور مرحوم، چوہدری محمد اکرم صاحب، چوہدری محمد اسلم صاحب، چوہدری محمد فضل صاحب، چوہدری محمود خان ولد محمد نذیر مرحوم نے بھی وقف کر دی۔ آہستہ آہستہ تعمیری کام ہوتا رہا۔ الحمد للہ ۱۹۹۸ء میں چار کنال کے ارد گرد چاردیواری جس میں دو گیٹ رکھے گئے ہیں مکمل ہوئی۔ درمیان میں پانی کیلئے بورنگ کرایا تو اللہ تعالیٰ نے اس پہاڑی اور کلری زمین مین میٹھا پانی عطا فرمایا۔ جبکہ پانچ کمرے بھی تعمیر ہوئے۔ بہت جلد کمرے پلستر ہو جانے کے بعد ایک بہترین تجربہ کار حافظ، قاری استاد کی نگرانی میں تعلیم ناظرہ و قرآن مع تجوید و قرأت اور حفظ کی کلاسیں شروع ہوئیں۔

الحمد للہ اب طلباء کیلئے ۱۲ کمرے، کچن، طہارت خانے، غسل خانے بن چکے ہیں۔

Marfat.com

برآمدے جلد ہی بنوانے کا پروگرام ہے۔ جبکہ طالبات کیلئے تین ہال، ایک کمرہ موجود تھا اب ایک بڑا ہال دو مزید کمرے، لائبریری اور ایک رہائشی کیلئے زیر تعمیر ہیں۔ نگراں کیلئے بھی ایک کمرہ پہلے سے تھا۔ مزید اساتذہ کیلئے رہائشی مکانات اور وسیع مسجد بھی جلد تعمیر کرانے کا پروگرام ہے۔

اپیل برائے تعاون ودُعا: تمام مسلمان بھائیوں اور بہنوں سے گزارش ہے کہ اس کارِ عظیم کے مکمل ہونے میں جانی ومالی تعاون فرمائیں۔ نقدی امداد کے ساتھ ساتھ دعائیں بھی کریں۔ تاکہ اس علاقہ میں جہاں پہلے قریب کوئی معیاری درسگاہ نہیں ہے۔ درسگاہ مکمل ہوجائے مجھ ناچیز اور معاونین حضرات کی تمنائیں پوری ہوسکیں اور آپ کیلئے صدقہ جاریہ بن سکے۔ علاقے کے بچوں کیلئے دینی تعلیم حاصل کرنے میں آسانی ہوجائے۔ بچوں کے علاوہ ہر شریعت وطریقت حقیقت اور معرفت کے پیاسوں کی پیاس بجھاسکیں۔

تعمیر کے ساتھ ساتھ جو تدریس کا سلسلہ شروع کر رہے ہیں اُس کو اچھے سے اچھے طریقہ سے کامیاب کرسکیں۔

تعاون کے سلسلہ مندرجہ ذیل ایڈریس یاد رکھیں

نمبر ۱: صوفی ظہیر محمود معصومی صاحب بمقام وڈاکخانہ کلرہ شریف براستہ ڈومیلی تحصیل وضلع جہلم (پاکستان)

نمبر ۲: صوفی آصف محمود سلیمانی صاحب بمقام چک خاصہ وڈاکخانہ ٹاہلیانوالہ تحصیل وضلع جہلم (پاکستان)

نمبر ۳: مولانا صوفی محمد صفدر علی سلیمانی

147 - PARKLANE ASTON BIRMINGHAM B-6 5DE U.K

فقط دُعا گو وطالب دُعا: **محمد صفدر علی سُلیمانی**

الداعی الی الخیر: جماعت غوثیہ مجددیہ اشاعت الاسلام پاکستان و برطانیہ

نوٹ: مندرجہ بالا جس ایڈریس کے ذریعہ جس صاحب سے رابطہ کریں اور کوئی ہدیہ نذرانہ مدرسہ کیلئے دیں تو مدرسہ کی رسید بک سے رسید ضرور حاصل کریں۔

Marfat.com

تعارف جماعت غوثیہ مجددیہ اشاعت الاسلام

پاکستان و برطانیہ

تمنا ہے کہ تعلیم قرآنؐ عام ہوجائے

ہر اک پرچم سے اونچا پرچم اسلام ہو جائے

ارشادِ ربانی: فَاسْتَبِقُوْا الْخَيْرَاتِ۔ پس تم نیکیوں میں آگے نکل جاؤ۔

وَالْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ

تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو لوگوں کو بھلائی کی رف بلائے۔

ضرورت جماعت

دورِ حاضر پھیلتی ہوئی بے دینی و فحاشی ہر خاص و عام کیلئے باعث تشویش ہے۔ پڑھا لکھا طبقہ ناول، ڈرامے، فلمی گیت، من گھڑت کہانیاں قصے پڑھ پڑھ کر اپنے آپ کو تباہ کر رہا ہے۔ چونکہ جو چیز پڑھی جائے وہ اپنا اثر چھوڑتی ہے۔ دوسری طرف گھروں بیٹھکوں، دوکانوں، ہوٹلوں کی سجاوٹ اور اس ملک میں برسرِ عام فحش تصویروں کا لٹکانا دعوتِ گمراہی ہے۔

تیسری سمت ویڈیو کا عام استعمال جس میں اچھے بُرے کی کوئی تمیز نہیں۔ ہندو، سکھوں، عیسائیوں وغیرہ کی بے دھڑک ننگی اور انتہائی گندی حرکتوں والی فلموں کا دیکھنا جو کھلی شیطانی دعوت ہے۔

چوتھی طرف اس ملک برطانیہ میں مختلف اقسام و مذاہب کے لوگوں کے رہنے اور ہر قسم کے رسم و رواج ادا کرنے سے نئی مسلمان نسل بے دینی کا شکار ہو رہی ہے۔

پانچویں سمت جوئے شراب کے عام اور کھلے اڈوں پر نوجوان پہنچ کر شیطانی خواہشات کا شکار ہو رہے ہیں۔ برطانیہ میں ان سمندروں کی ٹھاٹوں ورآور طوفان جیسی بے دینی و گمراہی کو روکنے اور اصلاح معاشرہ کیلئے ایک ایسی جماعت کی ضرورت تھی جو اللہ و رسول اللہ

Marfat.com

ﷺ کی رضا کیلئے کام کرے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے چند بندوں کو یہ توفیق عطا فرمائی اور اس جماعت کا وجود اس ملک میں بر سرِ عام آیا۔ دعا ہے اللہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے غیبی طور پر کامیابیوں کے تمام ذرائع کھول دے۔ تاکہ حضور ﷺ کی محبت کے چراغ روشن ہو سکیں اور اطاعتِ اللہ و رسول اللہ ﷺ آسان ہو سکے۔ آمین ثم آمین۔

بندہ ناچیز محمد صفدر علی سلیمانی

Marfat.com

جماعت غوثیہ مجددیہ اشاعت الاسلام کے اغراض ومقاصد

نمبر۱: بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیتہ کے تحت مذہب حقہ واضح کرنے کیلئے مخصوص انداز میں اشتہارات، پمفلٹ اور کتابیں شائع کرنا، اُن کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کرنا تا کہ ہر زبان والا سمجھ سکے۔ اشتہارات مسجدوں، گھروں اور دکانوں میں لگائیں جاسکیں۔

نمبر۲: علماءِ حق اہل سنت و جماعت کی تقاریر کی کیسٹیں حاصل کر کے ان لوگوں تک پہنچانا جو اجلاس میں شریک نہیں ہو سکتے۔

نمبر۳: مناسب مذاکروں کا انتظام کرنا جن میں غیر مذاہب سے مناسب اور موزوں گفتگو ہو سکے۔

نمبر۴: اخبار ورسائل میں اہم شائع شدہ مسائل کو جمع کرنا۔

نمبر۵: نوجوانوں کی تربیت کیلئے مناسب پروگرام بنانا۔

نمبر۶: معیاری لائبریری جس میں مذہب اسلام کا لٹریچر مل سکے قائم کرنا۔

نمبر۷: دوسری اسلامی، انجمنوں سے رابطہ رکھنا، ماہانہ چند رسائل منگوانا تا کہ حالات اور موجودہ مسائل کا علم ہو سکے۔

نمبر۸: یہ جماعت خالص اشاعت اسلام کیلئے ہوگی۔

نمبر۹: ماہانہ چندہ فی ممبر ۵ روپے سے ۱۰ روپے اور 5 پونڈ سے 10 پونڈ تک برطانیہ میں ہوگا۔

اپیل: جماعت کے ممبر بن کر اشاعت دین کے معاون بنیں اور ثواب دارین صدقہ جاریہ کی صورت میں حاصل کریں۔

رابطہ کیلئے:

Sufi Safdar Ali Sulmani

147 - Parklane Aston Birmingham B-6 5DE U.K

Tel: 0121-3590657

Marfat.com

جامعہ حمیرا للبنات ضیاء العلوم

معصوم آباد کلرہ شریف تحصیل و ضلع جہلم

بیادگار: ام المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ المعروف حمیرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

جامعہ رضویہ انوار العلوم کلرہ شریف ضلع جہلم

بیادگار پیرزادہ محمد عطاء المصطفیٰ قادری قلندری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

زیرنگرانی پیر طریقت فقیر متوکل علی اللہ الحاج مولانا صوفی ابوالعطاء محمد صفدر علی سلیمانی

اپیل

تمام مسلمان بھائیوں اور بہنوں سے گزارش ہے کہ صدقات وخیرات، زکوۃ وفطرانہ، قربانی ودیگر تحائف وہدایا (ہدیے اور تحفے) کے موقع پر جامع ہذا کے تعمیری وتعلیمی پروگراموں میں تعاون فرما کر صدقہ جاریہ کی صورت میں ثواب دارین حاصل کریں۔ جہاں غریب ومفلس، یتیم ونادار مساکین طلبا وطالبات ایک سو پچاس (150) کی تعداد میں چھ (6) معلمات (استانیاں) اور چار (4) معلموں (استادوں) کی زیرنگرانی قرآن پاک کی تعلیم حفظ مع تجوید اور اردو پرائمری تعلیم تک حاصل کر رہے ہیں۔

اساتذہ، طلبا وطالبات، دونگرانوں اور دو باورچی مستورات کے تمام اخراجات جامعہ ہذا کی انتظامیہ کے ذمہ ہیں۔ جبکہ مڈل، میٹرک، ایف اے کے امتحانات دے رہے ہیں اور طالبات عالمہ کورس آپ حضرات بھی جامعہ رضویہ انوار العلوم اور جامعہ حمیر اللبنات ضیاء العلوم میں تشریف لائیں۔ جامعہ کا ماحول دیکھیں اور اپنے بچوں اور بچیوں کو بھی زیور تعلیم دینی سے آراستہ کرنے کا موقع دیں۔

پاکستان رابطہ کیلئے:

صوفی محمد ظہیر محمود سلیمانی بمقام ڈاکخانہ کلرہ شریف براستہ ڈومیلی تحصیل وضلع جہلم

Marfat.com

جماعت غوثیہ مجددیہ
اشاعت الاسلام کی مطبوعات

از قلم

الحاج مولانا صوفی ابو العطاء محمد صفدر سلیمانی صاحب مدظلہ العالی

- ☆ سراج السالکین فی نصاحِ الطالبین (المعروف ہدایات برائے مریدین) طبع شدہ
- ☆ جلاء القلوب للنجاۃِ العیوب (ختم غوثیہ ختم خواجگان اور دیگر وظائف) طبع شدہ
- ☆ احسن الکلام فی سنن خیر الانام (سنتوں کا بیان) طبع شدہ
- ☆ نُسخۃ الشفا لکل داء۔ (دم درود، وظائف کا مجموعہ) طبع شدہ
- ☆ صداقت اہل سنت و جماعت مع عقائد واہم مسائل۔ طبع شدہ
- ☆ صداقت اہل سنت و جماعت مع عقائد واہم مسائل۔ طبع شدہ
- ☆ الرسالہ فی حقوق العباد وخاتم الفساد (حقوق العباد اور ان کے فائدے) طبع شدہ
- ☆ خزینۃ الاخرۃ للنجاۃ والمغفرۃ (برائے تیاری وکامیابی سفر آخرت) طبع شدہ
- ☆ اظہار الحق فی الحقیقت مردِ حق۔ (تعارف حضرت بابا سلیمان پارسؒ جہلم) طبع شدہ

Marfat.com

جماعت غوثیہ مجددیہ اشاعت الاسلام کی مطبوعات

از قلم: الحاج مولانا صوفی ابو العطاء محمد صفدر سلیمانی صاحب مدظلہ العالی

۱۔ مواعظ القیوم فی ضیاء المعصوم رحمۃ اللہ علیہ۔ (مجموعہ وعظ) زیر طبع

۲۔ درس القرآن المبین فی ضیاء نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ (زیر طبع)

۳۔ بیان تحقیقی در عشق حقیقی۔ (زیر طبع)

۴۔ سی حرفی در عشق حقیقی۔ (زیر طبع)

۵۔ عقیدت کے پھول (حضور ﷺ کی نعتوں کا مجموعہ) (زیر طبع)

۶۔ کلام زریں در شان کاملین۔ (مجموعہ محامد و اصاف) (زیر طبع)

۷۔ اقوال معتبرہ در اصلاح معاشرہ (دوسو مختلف مسائل پر مشتمل کتاب)

۸۔ فیض العالم فی تحقیق الاسم اعظم۔ (اسم اعظم کی تحقیق) (زیر طبع)

۹۔ فیضانِ زریں در اقوال زریں حصہ اوّل (مختلف بزرگوں کے اقوال نصیحتیں (زیر طبع)

۱۰۔ انوار الحق فی توضیح اظہار الحق (سوالات واعتراضات وہابیہ کے جوابات) (زیر طبع)

۱۱۔ غوغا اہل نجد در تعمیل ارشاد مرشد (آداب مرشد) (طبع شدہ)

۱۲۔ خُبث نجدیت در آئینہ بریلویت (وہابیہ کے سوالات کے جوابات) (طبع شدہ)

۱۳۔ سنت مصطفیٰ ﷺ (حضور ﷺ کی شب و روز سنتوں کا بیان) (طبع شدہ)

Marfat.com

فتاویٰ سلطانیہ

از سعی سلیمانیہ

مرتبہ

ابو العطاء الحاج مولانا صوفی محمد صفدر علی سلیمانی
خطیب برمنگھم

ناشر
جماعت غوثیہ مجددیہ اشاعت الاسلام پاکستان / یو کے

Marfat.com